لینن

ترمیم پرستی کے خلاف، مارکس ازم کی حفاظت

دنیا کے مزدورو، ایک ہو!

لینن

ترمیم پرستی کے خلاف، مارکسزم کی حفاظت

مضامین اور تقریریں

دارالاشاعت ترقی
ماسکو

ترجمه اور تصحیح : مرزا اشفاق بیگ

ناشروں کا نوٹ

اس کتاب میں جو مضامین اور تقریریں شامل هیں ان کا ترجمه و۔ ا۔ لینن کے مجموعهٔ تصانیف کے پانچویں ایڈیشن کے مطابق کیا گیا هے۔

قارئین کی آسانی کےلئے کتاب کے آخر میں تاریخی واقعات ، ممتاز هستیوں وغیره کے بارے میں تشریحی نوٹ پیش کئے گئے هیں۔

В. И. Ленин

ПРОТИВ РЕВИЗИОНИЗМА
В ЗАЩИТУ МАРКСИЗМА

на яз. урду

© اردو میں ترجمه۔ دارالاشاعت ترقی۔ ۱۹۷۳ء

فہرست

صفحہ

روسی سوشل ڈیمو کریٹوں کا احتجاج ۵
ڈاکٹر کوگیلمان کے نام کارل مارکس کے خطوط کے روسی
ترجمے کا دیباچہ ۲۱
اشتوت گرت کی بین‌الاقوامی سوشلسٹ کانگریس ۳۲
مارکس‌ازم اور ترمیم‌پرستی ۴۰
یورپ کی مزدور تحریک میں اختلافات ۵۱
روسی سوشل ڈیمو کریٹک تحریک کے اندر اصلاح‌پسندی . . ۵۸
”فورورارٹس“ کو ایک گمنام لکھنے‌والا اور روسی سوشل
ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی کی اندرونی حالت ۷۵
کارل مارکس کے نظریات کا تاریخی مقدر ۸۹
مارکس‌ازم اور اصلاح‌پسندی ۹۴
کاؤتسکی کی ناقابل معافی غلطی ۹۹
جرمن مزدور تحریک سے کس چیز کی تقلید نہیں کرنا چاہئے ۱۰۲
جنگ اور روسی سوشل ڈیمو کریسی ۱۰۸
سوشلسٹ انٹرنیشنل کی حالت اور فرائض ۱۱۸
مردہ جارحانہ قوم‌پرستی اور زندہ سوشلزم ۱۲۶
موقع‌پرستی اور دوسری انٹرنیشنل کا انہدام ۱۳۶
سامراج اور سوشلزم کے اندر پھوٹ ۱۵۲
غداروں کو بورژوازی کیسے استعمال کرتا ہے ۱۷۱

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کانگریس میں
پارٹی کے اتحاد اور نراجی سنڈیکل کجروی کے بارے میں
رپورٹ، ۱۶ مارچ ۱۹۲۱ء ۱۸۶
تشریحی نوٹ ۱۹۶
ناموں کا اشاریہ ۲۲۶

روسی سوشل ڈیمو کریٹوں کا احتجاج

سترہ سوشل ڈیمو کریٹوں کی میٹنگ ایک جگہ (روس میں) منعقد ہوئی ، اس نے متفقہ طور پر مندرجہ ذیل قرارداد منظور کی اور اسے شائع کرنے اور غور و خوض کے لئے تمام رفیقوں کو پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔

حال میں روسی سوشل ڈیمو کریٹوں میں ایک یہ رجحان دیکھا گیا ہے کہ روسی سوشل ڈیمو کریسی کے ان بنیادی اصولوں سے انحراف کیا جا رہا ہے جن کا اعلان اس کے بانیوں اور اولین مجاہدوں یعنی " محنت کی نجات " کے گروپ (۲) کے ممبروں نے کیا تھا اور انیسویں صدی کی آخری دھائی میں روسی مزدوروں کی تنظیموں کے سوشل ڈیمو کریٹک لٹریچر نے بھی۔ ذیل میں کریدو («Credo»)* نقل کیا جاتا ہے جو قیاساً بعض (" نوجوان ") روسی سوشل ڈیمو کریٹوں کے بنیادی خیالات کا ترجمان ہے اور " نئے خیالات " کی باقاعدہ اور واضح تشریح کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس کی پوری اصلی عبارت یہ ہے :

"مغرب میں گلڈ اور کرخنداری کے دور نے آنے والی تاریخ پر اور خاص کر سوشل ڈیمو کریسی کی تاریخ پر اپنی گہری چھاپ چھوڑی۔ اس حقیقت نے کہ بورژوازی کو آزاد شکلوں کے لئے لڑنا پڑا اور اس نے اپنے آپ کو گلڈ کی پابندیوں سے آزاد کرنے کی کوشش کی جن سے پیداوار جکڑی ہوئی تھی ، بورژوازی کو ایک انقلابی عنصر بنا دیا۔ مغرب میں ہر جگہ اس نے ابتدا liberté, fraternité, égalité (آزادی ، بھائی‌چارہ اور مساوات) سے اور آزاد سیاسی شکلوں کے حصول سے کی۔ بایں ہمہ ان کامیابیوں سے ، بورژوازی نے بقول بسمارک ، اپنے مدمقابل — مزدور طبقے کے لئے

---

* پروگرام ، نظریۂ زندگی۔ (ایڈیٹر)

مستقبل میں سیاسی جدوجہد کرنے کے موزوں حالات پیدا کئے۔ مغرب میں تقریباً کہیں بھی مزدور طبقے نے ایک طبقے کی حیثیت سے جمہوری ادارے لڑ کر حاصل نہیں کئے — اس نے ان کا بس استعمال ہی کیا۔ اس کے خلاف یہ دلیل دی جا سکتی ہے کہ مزدور طبقے نے انقلابوں میں حصہ لیا۔ تاریخ اس خیال کی تردید کرتی ہے اس لئے کہ ۱۸۴۸ء میں جب مغرب میں آئین استوار کئے جا رہے تھے اس وقت مزدور طبقہ شہری دستکار عناصر، پیٹی بورژوا جمہوریت کی نمائندگی کرتا تھا۔ فیکٹری کے پرولیتاریہ کا وجود نہ ہونے کے برابر تھا اور بڑے پیمانے کی صنعت میں جو پرولیتاریہ کام کر رہا تھا (جرمن بنکر جن کا ذکر ہاؤپتمان نے کیا ہے، اور لیون کے بنکر) وہ ایک ایسے وحشی انبوہ کی مانند تھا جو سیاسی مطالبے پیش کرنے کی نہیں بلکہ صرف فساد بلوہ کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ تو یہ قطعی طور پر کہا جا سکتا ہے کہ ۱۸۴۸ء کے آئین بورژوازی اور شہر کے چھوٹے دستکاروں نے حاصل کئے۔ جہاں تک مزدور طبقے کا تعلق ہے (دستکار، کرخنداری کے مزدور، چھاپےخانوں میں کام کرنےوالے، بنکر، گھڑیاں بنانےوالے وغیرہ) تو وہ ازمنہوسطی سے بس تنظیموں، امداد باہمی کی انجمنوں، مذہبی مجلسوں وغیرہ کی رکنیت کا عادی رہا ہے۔ یورپ کے ہنرمند مزدوروں میں تنظیم کی یہ اسپرٹ اب بھی زندہ ہے اور فیکٹری کے اس پرولیتاریہ کے مقابلے میں انہیں نمایاں طور پر ممتاز بناتی ہے جو تنظیم کا بےقاعدگی سے اور آہستہ آہستہ مطیع ہوتا ہے اور جو قواعد و ضوابطوالی مستقل تنظیموں کا نہیں بلکہ صرف ڈھیلیڈھالی تنظیموں (عارضی تنظیموں) کا اہل ہے۔ یہ کرخنداری کے ہنرمند مزدور ہی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کا قالب تھے۔ تو ہمارے سامنے یہ تصویر ابھرتی ہے: ایک طرف سیاسی جدوجہد کےلئے نسبتاً سہولت اور تمام امکانات، اور دوسری طرف ان مزدوروں کی مدد سے جنھوں نے کرخنداری کے دور میں تربیت حاصل کی، اس جدوجہد کو باقاعدہ منظم کرنے کا موقع۔ اسی بنیاد پر مغرب میں نظریاتی اور عملی مارکسازم نے نشوونما حاصل کی۔ ابتدائی نقطہ پارلیمانی سیاسی جدو جہد تھا جس کے امکانات بلانکیازم (۳) سے صرف سطحی طور پر ملتےجلتے ہیں لیکن بالکل مختلف ماخذ

سے تعلق رکھنے والے — جن کا نتیجہ ایک طرف سیاسی اقتدار کے حصول کی صورت میں نکل سکتا تھا یا دوسری طرف Zusammenbruch (انہدام) کی شکل میں ۔ مارکس ازم رائج عمل کا یعنی معاشی جدوجہد پر سیاسی جدوجہد کے غلبے کا نظریاتی اظہار تھا ۔ بیلجیم میں ، فرانس میں اور خاص کر جرمنی میں مزدوروں نے حیرتناک آسانی سے سیاسی جدوجہد منظم کی ۔ لیکن معاشی جدوجہد کو منظم کرنے میں انہیں انتہائی مشکلات اور سخت اختلافات کا سامنا کرنا پڑا ۔ اور آج تک سیاسی تنظیموں کے مقابلے میں معاشی تنظیمیں (انگلستان کو چھوڑ کر) انتہائی کمزور اور ناپائیدار ہیں اور ہر جگہ laissent á désirer quelque chose ہے (ایسی چیزوں سے محروم ہیں جن کی خواہش کی جا سکتی ہے) ۔ اس وقت تک جب تک کہ سیاسی جدوجہد کی توانائی پوری طرح صرف نہیں ہو گئی تھی Zusammenbruch ایک ضروری تنظیمی Schlagwort (نعرہ) تھا جس کی قسمت میں ایک اہم تاریخی رول ادا کرنا لکھا تھا ۔ مزدور تحریک کا مطالعہ کرنے کے بعد جو بنیادی قانون اخذ کیا جا سکتا ہے وہ کم سے کم مزاحمت کے راستے کا قانون ہے ۔ مغرب میں یہ راستہ سیاسی سرگرمیوں کا راستہ تھا اور مارکس ازم ، جس شکل میں '' کمیونسٹ پارٹی کے مینی فیسٹو ،، میں بیان کیا گیا ، اس تحریک کی بہترین ممکن شکل تھا ۔ لیکن جب سیاسی سرگرمیوں کی تمام تر توانائی ختم ہو گئی ، جب سیاسی تحریک ایک انتہائی مشکل اور تقریباً ناممکن قابل عبور نکتے پر پہنچ گئی (حالیہ زمانے میں ووٹوں کی تعداد میں آہستہ اضافہ ، جلسوں میں لوگوں کی بے حسی ، لٹریچر میں مایوسی کا لہجہ) تو اس نے ، اور ساتھ ساتھ پارلیمانی عمل کی بے سودگی اور میدان میں فیکٹری کے غیر منظم اور تقریباً ناقابل تنظیم پرولیتاریہ کے جاہل لوگوں کی آمد نے ، مغرب میں اس چیز کو جنم دیا جسے اب برنشٹائن ازم (۴) یعنی مارکس ازم کا بحران کہا جاتا ہے ۔ '' کمیونسٹ پارٹی کے مینی فیسٹو ،، سے لے کر برنشٹائن ازم تک مزدور تحریک کے ارتقا کے اس دور کے علاوہ کسی دوسرے زیادہ منطقی راستے کا تصور کرنا مشکل ہے ۔ اور اس پورے عمل کا احتیاط سے مطالعہ فلکیاتی صحت کے ساتھ اس '' بحران ،، کا نتیجہ معین کرتا ہے ۔ بے شک ، یہاں سوال برنشٹائن ازم کی شکست یا فتح

کا نہیں ھے ، یہ سوال بالکل اھمیت نہیں رکھتا۔ اھم چیز یہ ھے کہ ایک عرصے سے پارٹی کےاندر عملی سرگرمیوں میں آھستہ آھستہ بنیادی تبدیلی ھوتی جا رھی ھے۔

”یہ تبدیلی صرف معاشی جدوجہد کو زیادہ سرگرمی سے چلانے اور معاشی تنظیموں کو مزید مضبوط بنانے کے بارے میں ھی نہیں بلکہ اھم‌ترین بات یعنی مخالف پارٹیوں کی جانب پارٹی کے رویے کی تبدیلی کے متعلق بھی ھوگی۔ غیر روادار مارکس‌ازم ، نفی کرنےوالا مارکس‌ازم ، سطحی مارکس‌ازم (جس کا سماج کی طبقاتی تقسیم کا تصور ضرورت سے زیادہ مکانکی ھے) کی جگہ جمھوری مارکس‌ازم لےگا اور جدید معاشرے میں پارٹی کی سماجی حیثیت تیزی سے بدلنا پڑےگی۔ پارٹی سماج کا اعتراف کرےگی۔ اس کے محدود جماعتی اور اکثر موقعوں پر تنگ‌نظر فرائض وسیع ھوکر سماجی فرائض بن جائیں‌گے اور سیاسی اقتدار پر قبضہ کرنے کی اس کی کوشش ، محنت کش طبقوں کے حقوق (تمام حقوق) کی انتہائی مؤثر اور مکمل طریقے سے حفاظت کرنے کی خاطر آج کے حالات کے مطابق موجودہ سماج کو جمھوری خطوط پر تبدیل کرنے کی کوشش میں ، اس میں اصلاح کرنے کی کوشش میں بدل‌جائےگی۔ ”سیاست“ کا تصور وسیع کیاجائےگا اور وہ واقعی سماجی مقصد کی حامل ھوگی ، وقت کے عملی تقاضے زیادہ اھمیت حاصل کریں‌گے اور پہلے کے مقابلے میں ان پر کہیں زیادہ توجہ دی‌جائےگی۔

”مغرب میں مزدور طبقے کی تحریک نے ارتقا کی جو راہ اختیار کی ھے اس کے اس مختصر سے بیان کےبعد روس کےلئے نتائج اخذ کرنا مشکل نہیں ھے۔ روس میں کم سے کم مزاحمت کا راستہ کبھی سیاسی سرگرمیوں کا میدان نہیں کھولےگا۔ ناقابل‌یقین سیاسی جبروتشدد اپنے بارے میں بہت بات‌چیت کرنے کی ترغیب دےگا اور اسی سوال پر توجہ مبذول کرائےگا لیکن وہ عملی قدم اٹھانے پر کبھی آمادہ نہیں کرےگا۔ اگر مغرب میں مزدوروں کی سیاسی سرگرمیوں میں شرکت کی وجہ سے ان کی کمزور قوتیں مضبوط ھوئیں اور انھوں نے معین شکل اختیار کی تو روس میں اس کے برعکس ان کمزور قوتوں کے سامنے سیاسی جبر و تشدد کی دیوار کھڑی ھوئی ھے۔ جبر و تشدد کے خلاف لڑنے کےلئے ان کے پاس نہ صرف عملی

ذرائع کی کمی ہے جو ان کے ارتقا کےلئے بھی ضروری ہیں بلکہ وہ باقاعدگی سے اتنے دبائے جاتے رہے ہیں کہ ان سے کمزور کونپلیں تک نہیں پھوٹ سکتیں ۔ اگر ہم اس میں یہ اضافہ کردیں کہ ہمارے ملک میں مزدور طبقے کو تنظیم کی حس ورثے میں نہیں ملی ہے جو مغرب کے مجاہدین کا طرہ‌امتیاز تھی تو ایک ایسی تاریک تصویر ابھرتی ہے جسے دیکھ کر انتہائی رجائیت پسند مارکسسٹ بھی جسے یقین ہے کہ ایک اور زائد فیکٹری کی چمنی بذات‌خود بڑی خوش‌حالی لائےگی مایوسی کا شکار ہوجائےگا ۔ معاشی جدوجہد بھی مشکل کام ہے ، غیر محدود طور پر مشکل ہے ۔ لیکن یہ ممکن ہے اور درحقیقت خود عوام اس پر عمل کررہے ہیں ۔ روسی مزدور اس جدوجہد میں تنظیم کو سیکھ کر اوراس دوران میں سیاسی اقتدار سے مسلسل ٹکراتے ہوئے آخرکار وہ چیز پیدا کرلےگا جسے مزدور تحریک کی ایک شکل کہا جا سکتا ہے — روسی حالات سے پوری طرح مطابقت رکھنےوالی تنظیم یا تنظیمیں ۔ اس وقت یہ یقین کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ روسی مزدور تحریک ابھی تک امیبا کی حالت میں ہے اور اس نے کوئی شکل اختیار نہیں کی ہے ۔ ہڑتال کی تحریک جو تنظیم کی مختلف شکلوں میں چلتی ہے اسے ابھی تک روسی تحریک کی پختہ شکل نہیں کہا جاسکتا ۔ اور جہاں تک غیر قانونی تنظیموں کا تعلق ہے تو وہ محض تعداد کے لحاظ سے بھی قابل اعتنا نہیں (موجودہ حالات میں ان کے مفید ہونے کا سوال تو الگ ہے) ۔

” حالت یہ ہے ۔ اگر اس میں دیہات میں قحط اور تباہی کے عوامل کو شامل کردیاجائے جو ہڑتالیں توڑنے کو آسان بناتے ہیں اور لہذا مزدور عوام کی بہت معمولی ثقافتی سطح بلند کرنے میں اس سے بھی بڑی مشکل ہیں تو ... بتائیے کہ پھر روسی مارکسسٹ کےلئے کرنے کو کیا رہ جاتا ہے ؟! مزدوروں کی آزاد سیاسی پارٹی کی باتیں محض بدیسی مقاصد اور بدیسی حاصلات کو ہماری سرزمین پر چسپاں کرنے کا نتیجہ ہیں ۔ روسی مارکسسٹ ابھی تک ایک قابل‌افسوس مرقع ہے ۔ اس وقت اس کے عملی فرائض انتہائی معمولی ہیں ، اس کا نظریاتی علم جسے وہ تحقیقات کےلئے بطور آلہ نہیں بلکہ سرگرمیوں میں نقشے کی طرح استعمال کرتا ہے ان انتہائی معمولی

عملی فرائض کو بھی پورا کرنے کے ناقابل ہے ۔ اس کے علاوہ عملی نقطۂنظر سے یہ مستعار لئے ہوئے نمونے نقصان‌دہ ہیں ۔ ہمارے مارکسسٹ یہ بھول جاتے ہیں کہ مغرب میں مزدور طبقہ سیاسی سرگرمیوں کے میدان میں اس وقت اترا تھا جب وہ ہموار ہوچکا تھا ، وہ سماج کے تمام غیرمزدور حصوں کی ریڈیکل یا اعتدال پسند مخالف سرگرمیوں کو بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ اگر اعتدال پسند سیاسی نوعیت کے سماجی اظہار پر ذرا سی بھی توجہ دینے کی کوشش کی جاتی ہے تو کٹر مارکسسٹ احتجاج شروع کر دیتے ہیں اور یہ فراموش کر دیتے ہیں کہ بہت سے تاریخی حالات ہمیں مغربی مارکسسٹ بننے کی اجازت نہیں دیتے اور ہم سے تقاضہ کرتے ہیں کہ ایسا مختلف مارکس‌ازم اپنائیں جو روسی حالات کے مطابق بھی ہو اور ضروری بھی ۔ ظاہر ہے کہ ہر روسی شہری میں سیاسی جذبے اور حس کی کمی کو سیاست کے متعلق باتیں کر کے یا کسی عدم موجود قوت سے اپیلیں کر کے پر نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ سیاسی حس صرف تعلیم کے ذریعہ حاصل کی جا سکتی ہے یعنی اس زندگی میں حصہ لینے کے ذریعے (اگرچہ یہ کتنی ہی غیرمارکسی کیوں نہ ہو) جس کا تانا بانا روسی حالات نے بنا ہو ۔ ” نفی “ روس میں اتنی ہی نقصان‌دہ ہے جتنی کہ وہ یورپ میں (عارضی طور پر) مناسب تھی اس لئے کہ جب نفی کسی ایسی چیز کی جانب سے آتی ہے جو منظم ہو اور سچی طاقت کی مالک تو یہ ایک بات ہے ، لیکن جب وہ بکھرے ہوئے افراد کے ایک بے ترتیب تودے کی جانب سے آتی ہے تو دوسری بات ۔

” روسی مارکسسٹوں کے سامنے صرف ایک راستہ ہے : پرولیتاریہ کی معاشی جدوجہد میں شرکت ، یعنی اس کی امداد کرنا اور اعتدال پسند مخالف سرگرمیوں میں حصہ لینا ۔ روسی مارکسسٹ ” نفی کرنےوالے “ کی حیثیت سے میدان میں وقت سے بہت پہلے اترے ہیں اور ان کی نفی نے ان کی توانائی کے اس حصے کو کمزور کر دیا ہے جسے سیاسی ریڈیکلزم کی سمت صرف ہونا چاہئے ۔ وقتی طور پر یہ خطرناک نہیں ہے ۔ لیکن اگر طبقاتی اسکیم روسی دانش‌ور کو زندگی میں سرگرم حصہ لینے سے روکے رہی اور مخالف حلقوں سے اسے بہت دور رکھے رہی تو یہ ان تمام لوگوں کے لئے نقصان‌دہ

ہوا جو مزدور طبقے سے الگ ، جس نے ابھی تک سیاسی مقاصد پیش نہیں کئے ہیں ، قانونی شکلوں کے لئے لڑنے پر مجبور ہیں ۔ سیاسی معصومیت جو سیاسی مسائل کے سلسلے میں روسی مارکسی دانش‌ور کے دماغی عمل کے پیچھے چھپی بیٹھی ہے ضررساں مذاق ثابت ہو سکتی ہے ۔ ،،

ہمیں نہیں معلوم کہ روسی سوشل ڈیموکریٹوں میں ان خیالات کے حامیوں کی تعداد زیادہ ہے کہ نہیں ۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان خیالات کے ماننے والے موجود ہیں ۔ اس لئے ہم اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ان خیالات کے خلاف دوٹوک احتجاج کریں اور اپنے مقرر کردہ راستے سے روسی سوشل ڈیموکریسی کے منحرف ہونے کے خطرے سے تمام رفیقوں کو خبردار کریں ۔ یہ راستہ مزدور طبقے کی آزاد سیاسی پارٹی کی تشکیل ہے جس کا پرولیتاریہ کی طبقاتی جدوجہد سے اٹوٹ تعلق ہے اور جس کا فوری مقصد سیاسی آزادی حاصل کرنا ہے ۔

اوپر ،،کریدو ،، کی جو عبارت پیش کی گئی وہ دو خیالات کی نمائندگی کرتی ہے ۔ پہلے ، ،، مغرب میں مزدور طبقے کی تحریک نے ارتقا کی جو راہ اختیار کی ہے اس کا مختصر سا بیان ،، اور دوسرے ، ،،روس کے لئے نتائج ،، ۔

سب سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ مغربی یورپی مزدور طبقے کی تحریک کی تاریخ کا ،، کریدو ،، کے مصنفین کا تصور شروع سے لے کر آخر تک غلط ہے ۔ یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ مغرب میں مزدور طبقے نے سیاسی آزادی کی جدوجہد اور سیاسی انقلابوں میں حصہ نہیں لیا ۔ چارٹسٹ تحریک (٥) کی تاریخ اور فرانس ، جرمنی اور آسٹریا میں ۱۸۴۸ء کے انقلاب اس کے بالکل برعکس ثابت کرتے ہیں ۔ یہ کہنا قطعی غلط ہے کہ ،، مارکس‌ازم رائج عمل کا یعنی معاشی جدوجہد پر سیاسی جدوجہد کے غلبے کا نظریاتی اظہار تھا ،، ۔ اس کے برخلاف ،، مارکس‌ازم ،، اس وقت سامنے آیا جب غیرسیاسی سوشلزم حاوی تھا (اووین ازم ، ،، فوریئےازم ،، ، ،، سچا سوشلزم ،، (٦)) چنانچہ ،، کمیونسٹ پارٹی کے مینی‌فیسٹو ،، نے فوراً غیرسیاسی سوشلزم کے خلاف مورچہ جمایا ۔ اور اس وقت بھی جب

مارکس‌ازم نظریے (”سرمایہ“) سے پوری طرح لیس ہو چکا تھا اور مشہور محنت کرنے والوں کی بین الاقوامی انجمن (۷) منظم ہو گئی تھی، سیاسی جدوجہد کسی لحاظ سے بھی رائج عمل نہیں تھی (انگلستان میں تنگ نظر ٹریڈیونین‌ازم، رومانی ملکوں میں نراجیت اور پرودھون‌ازم (۸))۔ جرمنی میں لاسال نے یہ تاریخی خدمت انجام دی کہ مزدور طبقے کو اعتدال پسند بورژوازی کا دم چھلا بنے رہنے کے بجائے اسے ایک آزاد سیاسی پارٹی میں تبدیل کردیا۔ مارکس‌ازم نے مزدور طبقے کی معاشی اور سیاسی جدوجہد کو ایک ناقابل تقسیم سالم میں مربوط کر دیا۔ جدوجہد کی ان شکلوں کو ایک دوسرے سے علحدہ کرنے کی ”کریدو“ کے مصنفین کی کوشش مارکس‌ازم سے ان کے انحرافوں کا ایک انتہائی بھونڈا اور شرمناک نمونہ ہے۔

مزید، مغربی یورپی مزدور طبقے کی تحریک کی موجودہ حالت اور مارکس‌ازم کے نظریے کے متعلق بھی، جس کے زیرپرچم یہ تحریک بڑھ رہی ہے، ”کریدو“ کے مصنفین کا تصور شروع سے لے کر آخرتک غلط ہے۔ ”مارکس‌ازم کے بحران“ کا ذکر چھیڑنا محض بورژوازی کے بھاڑے کے ٹٹوؤں کی واہیات دہرانا ہے جو سوشلسٹوں کے درمیان ہر اختلاف کو بڑھانے اور اس کے ذریعہ سوشلسٹ پارٹیوں میں پھوٹ ڈالنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ رسوائے زمانہ برنشٹائن‌ازم کو جس معنی میں عموماً عام پبلک اور خصوصاً ”کریدو“ کے مصنفین سمجھتے ہیں وہ مارکس‌ازم کے نظریے کو محدود کرنے اور مزدوروں کی انقلابی پارٹی کو اصلاح پسند پارٹی میں تبدیل کرنے کی سعی ہے۔ جیسا کہ توقع کی جاتی تھی جرمنی کے سوشل ڈیموکریٹوں کی اکثریت نے اس کوشش کی شدید مذمت کی۔ جرمن سوشل ڈیموکریسی کی صفوں میں موقع پرست رجحانات نے بار بار سر اٹھایا لیکن ہر دفعہ پارٹی نے جو وفاداری کے ساتھ انقلابی بین الاقوامی سوشل ڈیموکریسی کے اصولوں کی مدافعت کرتی ہے انہیں ٹھکرا دیا۔ ہمیں یقین ہے کہ روسی سوشل ڈیموکریٹوں کی بھاری اکثریت بھی روس میں موقع پرست خیالات کو چسپاں کرنے کی ہر کوشش کا فیصلہ کن طریقے سے مقابلہ کرے گی۔

اسی طرح ”کریدو“ کے مصنفین کے فرمانے کے باوجود مغربی

یورپی مزدور پارٹیوں کی ''عملی سرگرمیوں میں بنیادی تبدیلی،، کا کہیں کوئی نشان تک نظر نہیں آتا۔ مارکس‌ازم نے اپنی ابتدا سے ہی پرولیتاریہ کی معاشی جدوجہد کی زبردست اہمیت اور ایسی جدوجہد کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔ یہاں تک کہ انیسویں صدی کی پانچویں دھائی میں مارکس اور اینگلس نے یوٹوپیائی سوشلسٹوں کے ساتھ مناظرے کئے جو اس جدوجہد کی اہمیت کو تسلیم نہیں کرتے تھے۔

جب تقریباً بیس برس کے بعد محنت کرنےوالوں کی بین‌الاقوامی انجمن قائم کی گئی تو ۱۸۶۶ء میں اس کی پہلی جنیوا کانگریس میں ٹریڈیونینوں کی اور معاشی جدوجہد کی اہمیت کا سوال اٹھایا گیا۔ جو قرارداد کانگریس میں منظور کی گئی اس میں معاشی جدوجہد کی اہمیت واضح الفاظ میں بتائی گئی اور سوشلسٹوں اور مزدوروں کو آگاہ کیا گیا کہ ایک طرف اس کی اہمیت کو بڑھاچڑھا کر پیش نہ کیا جائے (جیسا کہ اس وقت انگریز مزدوروں کا رجحان تھا) اور دوسری طرف اس کی اہمیت کا کم اندازہ نہ کیا جائے (جس کا فرانسیسیوں اور جرمنوں، خاص کر لاسال کے حامیوں (۹) میں رجحان تھا)۔ قرارداد میں یہ تسلیم کیا گیا کہ سرمایہ‌داری نظام میں ٹریڈیونینیں نہ صرف قدرتی بلکہ ضروری مظہر بھی ہیں، اور انہیں سرمایہ کے خلاف روزمرہ کی جدوجہد میں اور اجرتی محنت کا خاتمہ کرنے کے لئے مزدور طبقے کو منظم کرنے کی خاطر اہم ذریعہ قرار دیا گیا۔ قرارداد میں اعلان کیا گیا کہ ٹریڈیونینوں کو اپنی تمام تر توجہ محض ''سرمایہ کے خلاف براہ‌راست جدوجہد،، پر صرف نہیں کرنا چاھئے، انہیں مزدور طبقے کی عام سیاسی اور سماجی تحریک سے دور نہیں رہنا چاھئے، انہیں ''تنگ،، مقاصد اختیار کرنے کے بجائے کروڑوں مظلوم مزدوروں کی عام نجات کی خاطر کوشش کرنا چاھئے۔ اس وقت سے مختلف ملکوں میں مزدور پارٹیوں نے کئی مرتبہ اس سوال پر بحث کی ہے اور آئندہ بھی بار بار اس پر بحث کریں‌گی کہ ایک خاص موقع پر پرولیتاریہ کی معاشی جدوجہد پر زیادہ توجہ دی‌جائے یا سیاسی جدوجہد پر۔ لیکن عام سوال یا اصولی سوال آج بھی وھی ہے جسے مارکس‌ازم پیش کر چکا ہے۔ یہ عقیدہ کہ متحدہ طبقاتی جدوجہد سیاسی اور معاشی

جدوجہد کو لازمی طور پر ایک سالم کل میں مربوط کرے عالمی سوشل ڈیموکریسی کی نس نس میں بھر گیا ہے ۔ مزیدبراں ، تاریخ کا تجربہ ناقابل تردید طور پر ثابت کرتا ہے کہ آزادی کے فقدان یا پرولیتاریہ کے سیاسی حقوق پر پابندی کی حالت میں سیاسی جدوجہد کو پیش پیش رکھنا ہمیشہ ضروری ہے ۔

جہاں تک دوسری مخالف پارٹیوں کی جانب مزدوروں کی پارٹی کے رویے کا تعلق ہے تو اس میں کسی بھی سنجیدہ تبدیلی کا اشارہ اور بھی کم ملتا ہے ۔ اس سلسلے میں بھی مارکس‌ازم نے صحیح راہ مرتب کی ہے جو سیاست کی اہمیت بڑھا چڑھا کر پیش کرنے ، سازش کرنے (بلانکی‌ازم وغیرہ) ، اور سیاست کو معیوب سمجھنے یا اسے موقع پرست ، اصلاح پسند سماجی پیوندکاری تک محدود کرنے (نراجیت ، یوٹوپیائی اور پیٹی بورژوا سوشلزم ، ریاستی سوشلزم اور پروفیسروں کا سوشلزم وغیرہ) سے بہت دور ہے ۔ پرولیتاریہ کو مزدوروں کی آزاد سیاسی پارٹیاں قائم کرنے کی کوشش کرنا چاہئے جن کا خاص مقصد اشتراکی سماج منظم کرنے کی غرض سے پرولیتاریہ کے ہاتھوں سیاسی اقتدار حاصل کرنا ہے ۔ پرولیتاریہ کو کبھی یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ دوسرے تمام طبقے اور پارٹیاں ”ایک رجعت پرست تودہ“ (۱۰) ہیں ۔ اس کے برعکس پرولیتاریہ کا فرض ہے کہ وہ تمام سیاسی اور معاشی زندگی میں حصہ لے ، رجعت پرست طبقوں اور پارٹیوں کے خلاف ترقی پسند طبقوں اور پارٹیوں کی حمایت کرے ، موجودہ نظام کے خلاف ہر انقلابی تحریک کی تائید کرے ، ہر مظلوم قومیت یا نسل کے ، جبر کے ہر شکار مذہب کے ، حقوق شہریت سے محروم ہر جنس وغیرہ کے مفاد کا علمبردار بنے ۔ اس موضوع پر ”کریدو“ کے مصنفین نے جو دلائل پیش کئے ہیں ان سے صرف یہ خواہش ظاہر ہوتی ہے کہ پرولیتاریہ کی جدوجہد کے طبقاتی کردار کو دھندلا کیا جائے ، بےمعنی سی بات ”سماج کے اعتراف“ کے نام پر یہ جدوجہد کمزور کی جائے اور انقلابی مارکس‌ازم پست ہوکر ایک معمولی سا اصلاح پسند رجحان بن جائے ۔ ہمیں یقین ہے کہ روس کے سوشل ڈیموکریٹوں کی بھاری اکثریت سوشل ڈیموکریسی کے بنیادی اصولوں کو مسخ کرنے کی اس کوشش کو ثابت قدمی سے مسترد کرےگی ۔ مغربی یورپی مزدور طبقے کی

تحریک کے متعلق غلط قیاسات نے '' کریدو '' کے مصنفین کو ''روس کے بارے میں '' اور بھی زیادہ غلط '' نتائج '' برآمد کرنے پر مجبور کیا۔

یہ دعوی کہ روسی مزدور طبقے نے '' ابھی تک سیاسی فرائض پیش نہیں کئے '' روسی انقلابی تحریک سے ناواقفیت کا اظہار ہے۔ ''شمالی روسی مزدوروں کی یونین '' نے جو ۱۸۷۸ء میں قائم ہوئی اور ''جنوبی روسی مزدوروں کی یونین '' نے جسے ۱۸۷۵ء میں منظم کیا گیا اس وقت بھی اپنے اپنے پروگرام میں سیاسی آزادی کا مطالبہ پیش کیا تھا۔ نویں دھائی میں رجعت پرستی کے بعد بھی مزدور طبقہ دسویں دھائی میں مسلسل یہی مطالبہ پیش کرتا رہا۔ یہ دعوی کہ '' مزدوروں کی آزاد سیاسی پارٹی کی باتیں محض بدیسی مقاصد اور بدیسی حاصلات کو ہماری سر زمین پر چسپاں کرنے کا نتیجہ ہیں '' ظاہر کرتا ہے کہ روسی مزدور طبقے کے تاریخی رول اور روسی سوشل ڈیموکریسی کے بنیادی فرائض کو بالکل نہیں سمجھا گیا۔ صریحاً '' کریدو '' کے مصنفین کا پروگرام اس خیال کا حامی ہے کہ مزدور طبقہ '' کم سے کم مزاحمت کے راستے '' پر گامزن ہوکر اپنے آپ کو معاشی جدوجہد تک محدود رکھے اور '' اعتدال پسند مخالف عناصر '' مارکسسٹوں کی ''شرکت '' کے ساتھ ''قانونی شکلوں '' کے لئے برسر پیکار ہوں۔ ایسے پروگرام کو عملی جامہ پہنانے کا نتیجہ روسی سوشل ڈیموکریسی کی سیاسی خود کشی کے مترادف ہوگا اور یہ روسی مزدور طبقے کی تحریک اور روسی انقلابی تحریک (ہمارے خیال میں یہ دونوں تصور ایک دوسرے پر منطبق ہوتے ہیں) کو پیچھے دھکیل دے گا اور اسے ذلیل و خوار کر دے گا۔ فقط یہ حقیقت کہ ایسا پروگرام منظر عام پر آسکا، ثابت کرتی ہے کہ روسی سوشل ڈیموکریسی کے ایک اولین علمبردار اکسیلروڈ نے جب اپنا یہ خوف ظاہر کیا تھا تو وہ کتنے حق بجانب تھے۔ ۱۸۹۷ء کے آخر میں انھوں نے ایسے ہونے والے مظہر کے امکان کے بارے میں لکھا :

'' مزدور طبقے کی تحریک مزدوروں اور مالکوں کے درمیان خالص معاشی تصادموں کی تنگ حدود سے باہر نہیں آ رہی ہے اور

مجموعی طور پر اپنے تئیں اس کا سیاسی کردار نہیں ہے۔ جہاں تک سیاسی آزادی کی جدوجہد کا تعلق ہے تو پرولیتاریہ کا آگے بڑھا ہوا حصہ نام نہاد دانش‌وروں کے انقلابی حلقوں اور ٹولیوں کے پیچھے پیچھے چل رہا ہے۔،، (اکسیلروڈ ''روسی سوشل ڈیمو کریٹوں کے موجودہ فرائض اور طریقہ‌ٔ کار،،۔ جنیوا، ۱۸۹۸ء۔ صفحہ ۱۹)

'' کریدو ،، میں جو خیالات پیش کئے گئے ہیں ان سب کے خلاف روسی سوشل ڈیمو کریٹوں کو فیصلہ کن طور پر جنگ کا اعلان کر دینا چاہئے اس لئے کہ یہ خیالات ایسے امکان کو براہ‌راست عمل میں لاتے ہیں۔ روسی سوشل ڈیمو کریٹوں کو چاہئے کہ وہ دوسرے امکان کو حقیقت میں بدلنے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں جسے اکسیلروڈ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے :

'' دوسرا امکان : سوشل ڈیمو کریسی روسی پرولیتاریہ کو اپنی آزاد سیاسی پارٹی میں منظم کرے جو آزادی کے لئے جزوی طور پر بورژوا انقلابی گروپوں (اگر وہ موجود ہیں تو) کے شانہ بشانہ اور ان کے ساتھ اتحاد کر کے جدوجہد کرے اور جزوی طور پر دانش‌وروں کے انتہائی جمہوریت پسند اور انقلابی عناصر کو براہ‌راست اپنی صفوں میں شامل کر کے یا انہیں اپنا حامی بنا کر۔،، (وہی مندرجہ‌ٔ بالا کتاب۔ صفحہ ۲۰)

اس وقت جب اکسیلروڈ نے یہ سطور لکھی تھیں روس میں سوشل ڈیمو کریٹوں کے اعلانات سے صاف ظاہر ہوتا تھا کہ ان کی بھاری اکثریت اسی خیال کی پابند ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ سینٹ‌پیٹرسبرگ کے مزدوروں کا ایک اخبار ''ربوچایا مسل،، (۱۱) '' کریدو ،، کے مصنفین کے خیالات کے حق میں نظر آتا تھا۔ اس نے اپنے ایک اداریہ میں (شمارہ ۱، اکتوبر ۱۸۹۷ء) پروگرام پیش کرتے ہوئے ایک یہ افسوس ناک، بالکل غلط خیال ظاہر کیا تھا جو سوشل ڈیمو کریسی کی اسپرٹ کے خلاف ہے کہ ''سیاسی مطمح نظر مستقل سامنے رکھنے کی کوششوں کے سبب،، '' تحریک کی معاشی بنیاد دھندلی پڑجائے گی،،۔ لیکن ساتھ ہی سینٹ‌پیٹرسبرگ کے مزدوروں

کے ایک دوسرے اخبار '' سینٹ پیٹرسبر گسکی ربوچی لیستوک ،، (۱۲) نے (شمارہ ۲ ، ستمبر ۱۸۹۷ء) زور دے کر یہ رائے ظاہر کی تھی کہ '' مزدور طبقے کی بے حد منظم اور تعداد کے لحاظ سے مضبوط پارٹی کے ذریعہ سے ہی ... مطلق العنانی کا تختہ الٹنا ممکن ہے ،، اور '' ایک مضبوط پارٹی میں منظم ہو کر ،، مزدور '' اپنے آپ کو اور تمام روس کو ہر قسم کے سیاسی اور معاشی جبر و تشدد سے آزاد ،، کریں گے ۔ ایک تیسرے اخبار '' ربوچایا گزیتا ،، (۱۳) نے اپنے شمارہ ۲ (نومبر ۱۸۹۷ء) کے اداریہ میں لکھا تھا : '' روسی مزدور تحریک کا فوری فریضہ سیاسی آزادی کے لئے مطلق العنان حکومت کے خلاف لڑنا ہے ،، ۔ '' روسی مزدور تحریک اپنی قوت کئی گنی بڑھا سکتی ہے اگر وہ ایک واحد مربوط سالم کی حیثیت سے ، ایک مشترک نام کے ساتھ اور اپنی صفیں منظم کئے ہوئے سامنے آئے ... ،، ''الگ الگ مزدوروں کے حلقوں کو ایک مشترکہ پارٹی میں متحد ہونا چاہئے ،، ۔ '' روس کے مزدوروں کی پارٹی سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی ہوگی ،، ۔ یہ حقیقت کہ روسی سوشل ڈیمو کریٹوں کی بھاری اکثریت '' ربوچایا گزیتا ،، کے ان خیالات کی پوری طرح حامی ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ ۱۸۹۸ء کے موسم بہار میں روسی سوشل ڈیمو کریٹوں کی کانگریس نے روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی قائم کی ، اپنا منشور شائع کیا اور '' ربوچایا گزیتا ،، کو پارٹی کا سرکاری ترجمان تسلیم کیا ۔ روسی سوشل ڈیمو کریسی اپنے ارتقا کا جو دور طے کر چکی ہے اور جسے روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی کے منشور میں قلم بند کر لیا گیا ہے '' کریدو ،، کے مصنفین اس سے مخالف سمت میں لمبے لمبے ڈگ مار رہے ہیں ۔ آج جب کہ روسی حکومت کے اندھادھند جبر و تشدد نے ایسی حالت پیدا کر دی ہے کہ پارٹی کی سر گرمیاں عارضی طور پر گھٹ گئی ہیں اور اس کا سرکاری ترجمان چھپنا بند ہو گیا ہے تو تمام روسی سوشل ڈیمو کریٹوں کا فرض یہ ہے کہ وہ پارٹی کی انتہائی استواری کے لئے ، پارٹی کا پروگرام تیار کرنے کے لئے اور اپنا سرکاری ترجمان دوبارہ شائع کرنے کےلئے ہر ممکن کوشش کریں ۔ نظریاتی تذبذب کے پیش نظر ، جس کا ثبوت مندرجۂ بالا جائزے شدہ '' کریدو ،، جیسے پروگرام منظر عام پر آ کر دے رہے

ھیں ، ھم خاص طور سے ضروری سمجھتے ھیں کہ ذیل کے اصولوں پر جو سنشور میں بیان کئے گئے ھیں اور جو روسی سوشل ڈیموکریسی کے لئے بے حد اھمیت رکھتے ھیں زور دیا جائے۔ پہلے ، روس کی سوشل ڈیموکریسی ”منظم مزدور عوام کی طبقاتی تحریک ھونا اور رھنا چاھتی ھے“۔ اس کا مطلب ھے کہ سوشل ڈیموکریسی کا یہ مقولہ ھو : مزدوروں کو امداد نہ صرف ان کی معاشی بلکہ سیاسی جد و جہد میں بھی ، پرچار نہ صرف فوری معاشی ضروریات کے سلسلے میں بلکہ سیاسی جبر و تشدد کے ھر اظہار کے خلاف بھی ، پروپگنڈا نہ صرف سائنسی سوشلزم کے خیالات کا بلکہ جمہوری خیالات کا بھی۔ صرف انقلابی مارکس‌ازم کا نظریہ ھی مزدوروں کی طبقاتی تحریک کا پرچم بن سکتا ھے۔ روسی سوشل ڈیموکریسی کو چاھئے کہ وہ اس نظریے کے مزید ارتقا اور اس پر عمل‌درآمد کے لئے کوشاں رھے اور اسے مسخ کرنے اور بازاری بنانے سے بچائے ، جس کا شکار اکثر ”فیشن ایبل نظریے“ ھوجایا کرتے ھیں (روس میں انقلابی سوشل ڈیموکریسی کی کامیابیوں نے مارکس‌ازم کو ”فیشن ایبل“ نظریہ بنا دیا ھے)۔ فیکٹری اور کان مزدوروں میں سرگرم عمل ھونے پر اپنی تمام کوششیں مرکوز کرنے کے ساتھ ساتھ سوشل ڈیموکریٹوں کو یہ نہیں بھولنا چاھئے کہ تحریک کے پھیلاؤ کے وقت گھریلو مزدوروں ، دست‌کاروں ، زرعی مزدوروں اور لاکھوں برباد اور بھوکے کسانوں کو بھی ان محنت‌کشوں کی صفوں میں شامل کیا جائے جنھیں وہ منظم کر رھے ھیں۔

دوسرے ، ”روسی مزدور کے کشادہ شانوں پر سیاسی آزادی حاصل کرنے کی ذمےداری ھے اور اسے وہ پوری کرےگا“۔ چونکہ اس کا فوری فریضہ مطلق‌العنانی کا تختہ الٹنا ھے اس لئے جمہوریت کی لڑائی میں سوشل ڈیموکریسی کو ھراول دستے کا کام انجام دینا چاھئے اور اسی لئے ، اگر دوسری وجہ سے نہیں تو ، روس کی آبادی کے تمام جمہوری عناصر کی ھر ممکن حمایت کرنا چاھئے اور انھیں اپنا اتحادی بنانا چاھئے۔ صرف مزدور طبقے کی اپنی آزاد پارٹی ھی مطلق‌العنانی کے خلاف لڑائی میں ایک مضبوط قلعے کا کام دے سکتی ھے اور صرف ایسی پارٹی سے اتحاد قائم کرکے ، صرف

اس کی حمایت کر کے سیاسی آزادی کے لئے تمام دوسرے لڑنے والے مؤثر رول ادا کر سکتے ھیں۔

تیسرے اور آخر میں ، '' ایک اشتراکی تحریک اور رجحان کی حیثیت سے روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی روس کی پچھلی ساری انقلابی تحریک کے مقاصد اور اس کی روایات کو جاری و ساری رکھے ھے۔ مجموعی طور پر پارٹی کے فوری فرائض میں سیاسی آزادی کے حصول کو سب سے اھم سمجھ کر سوشل ڈیموکریسی اس منزل کی جانب بڑھ رھی ھے جس کی واضح نشاندھی پرانی '' نرودنایا وولیا ،، (۱۴) کے شاندار نمائندوں نے کی تھی ،،۔ پچھلی تمام انقلابی تحریک کی روایات کا تقاضہ ھے کہ اس وقت سوشل ڈیموکریٹ اپنی تمام کوششیں پارٹی کو منظم کرنے پر ، اندرونی ڈسپلن مضبوط کرنے پر اور غیر قانونی کام کی ٹکنیک بہتر کرنے پر مرکوز کریں۔ اس حقیقت کے باوجود کہ نرودنایا وولیا (عوام کا عزم) کے ممبروں کو محدود سماجی پرتوں کی حمایت حاصل تھی اور باوجود اس حقیقت کے کہ کسی اعتبار سے بھی اس کا کوئی انقلابی نظریہ نہیں تھا جس نے اس تحریک کے پرچم کا کام کیا ھو اگر اس کے مٹھی بھر سورما روس کی تاریخ میں ایک انتہائی اھم رول ادا کرنے میں کامیاب رھے تو سوشل ڈیموکریسی پرولیتاریہ کی طبقاتی جدوجہد کو اپنی بنیاد بنا کر یقینی اپنے آپ کو ناقابل مفتوح بنا سکتی ھے۔ '' روسی پرولیتاریہ مطلق‌العنانی کا جوا اتار پھینکے گا تاکہ وہ اور زیادہ توانائی کے ساتھ سوشلزم کی مکمل فتح کے لئے سرمایہ اور بورژوازی کے خلاف جدوجہد جاری رکھ سکے ،،۔

ھم روس میں سوشل ڈیموکریٹوں کی تمام ٹولیوں اور مزدوروں کے تمام حلقوں کو دعوت دیتے ھیں کہ وہ '' کریدو ،، کی مندرجہٗ بالا عبارت اور ھماری قرارداد پر غور و خوض کریں اور زیر بحث مسئلے پر اپنی معین رائے دیں تاکہ تمام اختلافات دور ھوں اور روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کو منظم اور مضبوط کرنے کا کام تیزی سے آگے بڑھے۔

ٹولیاں اور حلقے اپنی اپنی تجویزیں پردیس میں '' روسی سوشل ڈیموکریٹوں کی یونین ،، (۱۵) کے پاس بھیج سکتے ھیں جو روسی

سوشل ڈیموکریٹوں کی ۱۸۹۸ء کی کانگریس کے فیصلے کے نکتہ ۱۰ کے مطابق روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ایک حصہ اور بردیس میں اس کی نمائندہ ہے۔

۱۸۹۹ء کے اگست کے آخراور ستمبر کے شروع میں لکھا گیا۔ بدیس میں رسالہ ''ربوچیئے دیلو،، کے شماروں ۴ اور ۵ سے لےکر علحدہ شکل میں دسمبر ۱۸۹۹ء میں پہلی بار شائع کیا گیا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۴، صفحات ۱۶۳ — ۱۷۶۔

ڈاکٹر کوگیلمان کے نام کارل مارکس کے خطوط کے روسی ترجمے کا دیباچہ

کوگیلمان کے نام مارکس کے تمام خطوط جو جرمن سوشل ڈیموکریٹک ہفتہوار «Neue Zeit» (۱٦) میں چھپ چکے ہیں، ان کو علحدہ کتابچے کی شکل میں شایع کرنے کا ہمارا مقصد روسی لوگوں کو مارکس اور مارکس‌ازم سے گہرے طور پر واقف کرانا ہے۔ جیسی کہ توقع تھی مارکس کی خط و کتابت کا ایک خاصہ حصہ ذاتی معاملات سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ مواد سوانح نگار کے لئے بےانتہا قیمتی ہے۔ لیکن عام لوگوں کے لئے اور خاص طور پر روسی مزدور طبقے کےلئے خطوط کے وہ مقامات کہیں زیادہ اہم ہیں جو نظریاتی اور سیاسی مواد کے حامل ہیں۔ انقلاب کے جس دور سے ہم گزر رہے ہیں اس میں اس مواد کا توجہ کے ساتھ مطالعہ کرنا ہمارے لئے خاص طور پر سبق آموز ہوگا اور ہم مارکس کو ایک ایسی شخصیت کے روپ میں دیکھیں‌گے جنھوں نے مزدور تحریک اور عالمی سیاست سے متعلق تمام سوالات پر توجہ‌دی۔ «Neue Zeit» کے مدیروں نے بالکل بجا کہا ہے: ''ہم ایسے انسانوں کی ذات سے واقف ہونے پر اپنے آپ کو بلند محسوس کرتے ہیں، جن کے خیالات اور عزم نے بڑی اتھل پتھل کے زمانوں میں تشکیل پائی۔'' ۱۹۰۷ء میں روسی سوشلسٹوں کے لئے یہ واقفیت اور بھی ضروری ہے اس لئے کہ یہ ایسے بےحد قیمتی مواد کا خزانہ فراہم کرتی ہے جس میں ایک ملک میں ہونے والے ہر قسم کے انقلابوں میں سوشلسٹوں کو درپیش فرائض براہ راست بتائے گئے ہیں۔ اس لمحے روس بھی ''بڑی اتھل پتھل'' سے گزر رہا ہے۔ نسبتاً طوفانی ساتویں دہائی میں مارکس کی پالیسی کو موجودہ روسی

انقلاب میں اپنی پالیسی کی زیادہ سے زیادہ بنیاد بنانا سوشل ڈیمو کریٹوں کا فریضہ ہے۔

اس لئے ہمیں اجازت دیجئے کہ مارکس کی خطوکتابت کے وہ حصے جو نظریاتی اعتبار سے خاص اہمیت رکھتے ہیں، انہیں مختصر طور پر بیان کردیں اور پرولیتاریہ کے نمائندے کی حیثیت سے ان کی انقلابی پالیسی پر زیادہ تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالیں۔

مارکس‌ازم کو پوری طرح اور زیادہ گہرائی سے سمجھنے کے لئے ۱۱ جولائی ۱۸۶۸ء کا خط (صفحہ ۴۲ اور اس کے بعد) نہایت دلچسپ ہے۔ اپنے اس خط میں بازاری اکونومسٹوں کے خلاف مناظرہ کی شکل میں مارکس واضح طور سے اپنا تصور بیان کرتے ہیں جسے قدر کا ”محنتی“ نظریہ کہا جاتا ہے۔ مارکس کے نظریۂ قدر کے سلسلے میں ”سرمایہ“ کے سب سے کم تربیت یافتہ پڑھنےوالوں کے ذہن میں جو اعتراضات قدرتی طور پر پیدا ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے ”پروفیسرانہ“ بورژوا ”سائنس“ کے عام نمائندے انہیں بڑے اشتیاق سے مصرف میں لاتے ہیں، مارکس نے ان کا تجزیہ اختصار، سادگی اور غیر معمولی وضاحت سے کیا ہے۔ یہاں مارکس بتاتے ہیں کہ قدر کے قانون کی تشریح کے لئے انہوں نے کون سا راستہ اختیار کیا اور کون سا راستہ اختیار کرنا چاہئے۔ وہ سب سے عام اعتراضات کو مثالوں کی طرح استعمال کرکے ہمیں اپنا طریقہ سکھاتے ہیں۔ وہ ایسے خالص (بظاہر) نظریاتی اور مجرد سوال جیسا کہ نظریۂقدر ہے، اور ”حکمراں طبقوں کے مفادات“ جو ”مستقل الجھن“ کا تقاضہ کرتے ہیں، ان کے درمیان تعلق کو صاف دکھاتے ہیں۔ یہ امید کی جاتی ہے کہ ہر ایک قاری جو مارکس کا مطالعہ کرنا اور ”سرمایہ“ کو پڑھنا چاہتا ہے اس کتاب کے پہلے اور مشکل ترین ابواب کے ساتھ اس خط کو باربار پڑھےگا۔

خطوط میں دوسرے حصے جو نظریاتی نقطۂ نظر سے بہت دلچسپ ہیں ان میں مارکس مختلف مصنفوں کے بارے میں اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔ بڑی وضاحت سے لکھی ہوئی مارکس کی ان رایوں کو پڑھتے وقت، جو ولولے سے بھری ہوئی ہیں اور تمام بڑے بڑے نظریاتی رجحانات اور ان کے تجزیے سے غائر دلچسپی ظاہر

کرتی ہیں ، آپ محسوس کریں گے کہ کسی عظیم مفکر کے الفاظ سن رہے ہیں۔ دتسکین پر رائے زنی کے علاوہ جو چلتے چلاتے کی گئی ہے ، پرودھون کے ماننےوالوں پر تبصرہ خاص طور سے قاری کی توجہ کا مستحق ہے (صفحہ ۱۷)۔ ''تیز طبع ،، نوجوان بورژوا دانشور جو بس سماجی ہل چل کے وقت '' پرولیتاریہ ،، کے بیچوں بیچ کود پڑتے ہیں لیکن مزدور طبقے کا نقطۂ نظر اختیار کرنے یا پرولیتاری تنظیموں کی '' عام صفوں ،، میں مسلسل اور سنجیدہ کام کرنے کے نااہل ہیں ، ان کا نقشہ قلم کی چند جنبشوں نے بڑی صفائی کے ساتھ کھینچ کر رکھ دیا ہے۔

ڈیورنگ پر تبصرے کو لیجئے (صفحہ ۳۵) جو مشہور «Anti - Dühring» کے مافیہہ کی پیش بندی کرتا ہے۔ یہ کتاب نو سال کے بعد اینگلس نے (مارکس کے ساتھ مل کر) لکھی تھی۔ اس کا زیدرباؤم کا کیا ہوا روسی ترجمہ موجود ہے۔ اس میں نہ صرف مجرمانہ غفلت برتی گئی ہے بلکہ وہ غلطیوں سے بھرا ہوا گھٹیا درجے کا ترجمہ ہے۔ یہاں بھی ہمیں تھیونین پر رائےزنی ملتی ہے جو ریکارڈو کے نظریہ‌لگان سے بحث کرتی ہے۔ مارکس نے ۱۸۶۸ء ہی میں '' ریکارڈو کی غلطیوں ،، کو شدت سے مسترد کر دیا تھا۔ پھر انھوں نے آخری بار '' سرمایہ ،، کی تیسری جلد میں رد کیا جو ۱۸۹۴ء میں شائع ہوئی تھی۔ یہی غلطیاں آج بھی تمام ترمیم پسند — ہمارے کٹر بورژوا ، یہاں تک کہ '' سیاہ صد ،، کے مسٹر بلگاکوف سے لے کر '' تقریباً راسخ ،، ماسلوف تک دھرا رہے ہیں۔

بیوخنر پر رائے زنی بھی دلچسپ ہے۔ یہ بھونڈی مادیت اور لانگے ('' پروفیسرانہ ،، بورژوا فلسفے کا حسب معمول سرچشمہ !) سے نقل کی ہوئی '' سطحی لغویات ،، کا جائزہ ہے (صفحہ ۳۸)۔

آئیے ، اب مارکس کی انقلابی پالیسی کو لیں۔ روس کے سوشل ڈیموکریٹوں میں مارکس‌ازم کا عامیانہ تصور حیرت انگیز حد تک پھیلا ہوا ہے۔ اس کے مطابق ایک انقلابی دور جو جدوجہد کی اپنی خاص شکلوں اور اپنے مخصوص پرولیتاری فرائض کا حامل ہوتا ہے تقریباً ایک بےقاعدگی ہے ، اور '' آئین ،، اور '' انتہائی حزب مخالف ،، ایک قاعدہ ہیں۔ اس وقت دنیا کے کسی بھی ملک

میں اتنا گہرا انقلابی بحران نہیں ہے جتنا کہ روس میں اور کسی بھی ملک میں ایسے ''مارکسسٹ،، (مارکس‌ازم کو گرانےوالے، اسے بھونڈا بنانےوالے) نہیں ہیں جو انقلاب کی جانب ایسا شکی اور سوقیانہ رویہ رکھتے ہوں۔ اس حقیقت سے کہ مافیہہ کے لحاظ سے انقلاب بورژوا ہے، ہمارے یہاں یہ سطحی نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ انقلاب کی محرک قوت بورژوازی ہے اور اس انقلاب میں پرولیتاریہ کے فرائض کی نوعیت آزاد نہیں بلکہ ضمنی ہے، اور یہ بھی کہ اس انقلاب میں پرولیتاری قیادت ناممکن ہے!

کوگیلمان کے نام اپنے خطوط میں مارکس بڑی خوبی سے مارکس‌ازم کی اس سطحی تشریح کو فاش کرتے ہیں! ۶ اپریل ۱۸۶۶ء کا لکھا ہوا خط لیجئے۔ اس وقت مارکس اپنا بنیادی کام مکمل کرچکے تھے۔ اس خط کو لکھنے سے چودہ برس پہلے انہوں نے ۱۸۴۸ء کے جرمن انقلاب کے متعلق اپنی فیصلہ کن رائے دیدی تھی۔ ۱۸۵۰ء میں انہوں نے خود اپنی ان اشتراکی خوش‌فہمیوں کو ترک کردیا تھا کہ ۱۸۴۸ء میں اشتراکی انقلاب منڈلا رہا تھا۔ لیکن ۱۸۶۶ء میں جب وہ نئے سیاسی بحرانوں کی بالیدگی کی ابتدا دیکھنے لگے تو انہوں نے لکھا:

''کیا ہمارے کم نظر (ان کا اشارہ جرمن اعتدال پسند بورژوا کی جانب ہے) آخرکار یہ سمجھ سکیں‌گے کہ ایسے انقلاب کے بغیر جس کا مقصد ہاپسبرگوں اور ہوہینزولرنوں کو ہٹانا ہے، لازمی طور پر پھر دوسری تیس ساله جنگ کا سلسلہ شروع ہو جائےگا،،... (صفحات ۱۳ — ۱۴)۔

یہاں اس خوش فہمی کا شائبہ تک نہیں ملتا کہ ہونےوالا انقلاب (وہ نیچے سے نہیں جیسا کہ مارکس کو امید تھی بلکہ اوپر سے ہوا) بورژوازی اور سرمایہ‌داری کو ہٹا دےگا بلکہ انتہائی واضح اور بےکم و کاست یہ خیال پیش کیا گیا ہے کہ انقلاب صرف پروشیا اور اسٹریا کی بادشاہتوں کو ختم کرےگا۔ اس بورژوا انقلاب پر اتنا زبردست اعتماد! ایک پرولیتاری مجاہد میں جو اشتراکی تحریک کی ترقی کے لئے بورژوا انقلاب کی وسیع اہمیت محسوس کرتا ہے اتنے غضب کے جذبات!

تین سال بعد فرانس میں نپولین سلطنت کی تباھی سے عین پہلے ” ایک بڑی دلچسپ ،، سماجی تحریک کو دیکھ کر مارکس نے اپنے جوش و خروش کا اظہار کرتے ہوئے لکھا : ” پیرس کے باسی اپنے حالیہ انقلابی ماضی کا باقاعدہ مطالعہ شروع کر رہے ھیں تاکہ آنےوالے نئے انقلاب کو انجام دینے کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں ،،۔ ماضی کے اس مطالعے سے طبقات کی جو جدوجہد ظاھر ہوئی اسے بیان کرتے ہوئے مارکس یہ اخذ کرتے ھیں (صفحہ ٥٦) : ” چنانچہ تاریخی جادوگرنیوں کے پورے کڑھاؤ میں ابال آگیا ھے ۔ ھمارے ملک (جرمنی) میں ایسا کب ھوگا ! ،،

مارکس سے یہ سبق سیکھنا چاھئیے ان روسی مارکسی دانشوروں کو جنھیں شکی‌پن نے مضمحل کر دیا ھے ، جن کے ذھن بقراطیت نے کند کر رکھے ھیں ، جنھیں پچھتاوے کی تقریریں سنانے میں لطف آتا ھے ، جو انقلاب سے جلد تھک جاتے ھیں اور انقلاب کو دفن کرنے کے لئے ایسے بےقرار ھیں گویا تعطیل چاھتے ھوں اور اس کی جگہ آئینی نثر پسند کرتے ھیں ۔ پرولیتاریہ کے نظریہ‌داں اور قائد سے انھیں انقلاب پر اعتماد ، مزدور طبقے سے اپنے فوری انقلابی مقاصد کے لئے آخر تک لڑنے کی اپیل کرنے کی قابلیت اور اسپرٹ کی ثابت قدمی سیکھنا چاھئیے جو انقلاب کی عارضی ناکامیوں کے بعد بزدلی سے بسورنے کی اجازت نہیں دیتی ۔

مارکس‌ازم کے علامہ لوگ خیال کرتے ھیں کہ یہ سب اخلاقی بکواس اور رومانیت ھے ، اسے حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ! نہیں حضرات ، یہ انقلابی نظریے اور انقلابی پالیسی کا امتزاج ھے جس کے بغیر مارکس‌ازم برینتانوازم ، استرووے‌ازم اور زوسبرت‌ازم (١٧) بن جاتا ھے ۔ مارکسی تعلیمات طبقاتی جدوجہد کے نظریے اور عمل کو ایک ناقابل تقسیم سالم میں متحد کرتی ھیں ۔ وہ شخص کبھی مارکسسٹ نہیں ھو سکتا جو رائج نظام کو بجا ثابت کرنے کے لئے خارجی حالت کا سنجیدگی سے اندازہ لگانےوالے نظریے کو مسخ کرتا ھے اور یہاں تک کہ انقلاب کے ھرعارضی تنزل کے مطابق اپنے آپ کو فوراً ڈھالنے کی ، جتنی جلد ممکن ھو ” انقلابی خوش فھمیاں ،، دور کرنے کی اور ” حقیقت پسند ،، پیوندکاری کرنے کی کوشش کرتا ھے ۔

سب سے زیادہ پرامن زمانے میں ، بظاہر ”دلکش پرسکون،، زمانے میں جیسا کہ مارکس نے بیان کیا اور ”کمبخت جمود،، (جیسا کہ «Neue Zeit» نے لکھا) کے زمانے میں بھی مارکس انقلاب کی آمد کو محسوس کر سکتے تھے اور پرولیتاریہ کو اپنے ترقی یافتہ انقلابی فرائض کا شعور حاصل کرنے تک بیدار کر سکتے تھے۔ لیکن ہمارے روسی دانشور جو بازاری طریقے سے مارکس کی تعلیمات میں اوچھاپن پیدا کرنے کے عادی ہیں انتہائی انقلابی دور میں بھی پرولیتاریہ کو مجہولیت کی، فرمانبرداری سے ”رو کے ساتھ بہنے،، کی اور فیشن پرست اعتدال پسند پارٹی کے سب سے زیادہ ناقابل اعتبار عناصر کی بودےپن سے حمایت کرنے کی تعلیم دے رہے ہیں!

کمیون (۱۸) کا مارکس کا تخمینہ کوگیلمان کے نام خطوط کا طرہ ہے۔ اگر اس کا مقابلہ روسی سوشل ڈیموکریٹوں کے دائیں بازو کے طریقوں سے کیا جائے تو یہ تخمینہ اور بھی زیادہ قیمتی ہوجاتا ہے۔ پلیخانوف جنھوں نے دسمبر ۱۹۰۵ء (۱۹) کے بعد کمزوردلی سے کہا تھا ”انھیں ہتھیار نہیں اٹھانا چاہئے تھا،، بڑی انکساری سے اپنا موازنہ مارکس سے کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ مارکس نے بھی ۱۸۷۰ء میں انقلاب کے پہیے کو روکا تھا۔

جی ہاں، مارکس نے بھی انقلاب کے پہیے کو روکا تھا۔ لیکن جب پلیخانوف اپنا موازنہ کرتے ہیں تو پلیخانوف اور مارکس کے درمیان ایک خلیج نظر آتی ہے۔

روس میں پہلی انقلابی لہر اٹھنے سے ایک ماہ قبل، نومبر ۱۹۰۵ء میں پلیخانوف نے پرولیتاریہ کو زور دے کر فقط آگاہ نہیں کیا، اس کے برعکس انھوں نے ہتیاروں کا استعمال سیکھنے اور مسلح ہونے کی ضرورت بتائی۔ اور جب ایک ماہ بعد جدوجہد کا شعلہ بھڑکا تو پلیخانوف نے اس کی اہمیت، واقعات کے عام دھارے میں اس کے رول اور جدوجہد کی پچھلی شکلوں سے اس کے تعلق کے تجزیے کی ذرہ بھر بھی کوشش کئے بغیر ایک نادم دانش‌ور کا پارٹ ادا کرنے میں تیزی دکھائی اور اعلان فرمایا: ”انھیں ہتھیار نہیں اٹھانا چاہئے تھا۔،،

کمیون سے ٦ ماہ قبل ستمبر ۱۸۷۰ء میں مارکس نے انٹرنیشنل سے اپنے مشہور خط (۲۰) میں فرانسیسی مزدوروں کو براہ راست تنبیھہ کی تھی: مسلح بغاوت سراسر پاگل پن ھوگا۔ انھوں نے پہلے سے ۱۷۹۲ء کی اسپرٹ میں تحریک کے امکان کے متعلق قوم پرست خوش فہمیوں کو فاش کیا تھا۔ انھوں نے واقعہ کے بعد نہیں بلکہ کئی ماہ قبل کہا تھا: ''ھتھیار مت اٹھاؤ۔،،

اور جب یہ نا امید مقصد، جیسا کہ وہ ستمبر میں کہہ چکے تھے مارچ ۱۸۷۱ء میں عملی شکل اختیار کرنے لگا تو ان کا رویہ کیا تھا؟ کیا مارکس نے اسے اپنے مخالفین پرودھون اور بلانکی کے حامیوں پر ''چوٹ کرنے،، کے لئے استعمال کیا (جیسا کہ پلیخانوف نے دسمبر کے واقعات کے سلسلے میں کیا) جو کمیون کی رہنمائی کر رہے تھے؟ کیا انھوں نے تنگ نظر استانی کی طرح جھڑکا: میں نے تم سے پہلے ھی کہا تھا، اپنی رومانیت اور انقلابی ھذیان کا نتیجہ دیکھ لیا؟ کیا انھوں نے کم نظر آدمی کی طرح کمیوناروں کو یہ وعظ دیا: ''انھیں ھتھیار نہیں اٹھانا چاھئے تھا،، جیسا کہ پلیخانوف نے دسمبر کے مجاھدوں کو دیا؟

نہیں۔ ۱۲ اپریل ۱۸۷۱ء کو مارکس نے کوگیلمان کو ایک پرجوش خط لکھا۔ ھم چاھتے ھیں کہ اسے ھر روسی سوشل ڈیموکریٹ اور ھر پڑھے لکھے روسی مزدور کے گھر میں آویزاں کیا جائے۔

ستمبر ۱۸۷۰ء میں مارکس نے مسلح بغاوت کو سراسر پاگل پن کہا تھا۔ لیکن اپریل ۱۸۷۱ء میں جب انھیں عوامی تحریک کی لہر اٹھتی ہوئی نظر آئی تو اس پر انھوں نے ایک شریک کی حیثیت سے بڑی توجہ کے ساتھ اس طرح نظر رکھی کہ یہ عظیم واقعات عالمی تاریخی انقلابی تحریک میں ایک قدم آگے ھیں۔

انھوں نے کہا کہ یہ کوششیں دفترشاھی فوجی مشینری کو توڑنے کے لئے ھیں نہ کہ صرف اسے دوسروں کے ھاتھوں میں منتقل کرنے کے واسطے۔ انھوں نے ''بہادر،، پیرس کے مزدوروں کی بہترین الفاظ میں تعریف کی جن کی قیادت پرودھون اور بلانکی کے حامی کر رہے تھے۔ انھوں نے لکھا: ''ان پیرس کے باسیوں میں کسقدر لچک ھے، کتنی تاریخی پہل قدمی ھے اور کتنا قربانی

دینے کا حوصلہ ہے !،، (صفحہ ۸۸) ... ''ایسی عظمت کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں ملتی ،،۔

جس چیز کی مارکس نے سب سے زیادہ قدر کی وہ عوام کی تاریخی پہل قدمی تھی۔ کاش کہ ہمارے روسی سوشل ڈیموکریٹ مارکس سے سیکھتے کہ اکتوبر اور دسمبر ۱۹۰۵ء میں روسی مزدوروں اور کسانوں کی تاریخی پہل قدمی کا اندازہ کس طرح لگانا چاہئے تھا!

عوام کی تاریخی پہل قدمی کو ایک جید مفکر کے خراج عقیدت کا مقابلہ جو ۶ مہینے پہلے اس کی ناکامی کی پیش بینی کر چکا تھا اس بےجان، بے روح، بقراطی جملے سے کیجئے: ''انہیں ہتھیار نہیں اٹھانا چاہئے تھا،،! کیا ان میں زمین اور آسمان کا فرق نہیں ہے؟

عوامی جدوجہد کے ایک شریک کی طرح جس سے وہ اپنے مخصوص جوش اور جذبے کے ساتھ متاثر ہوئے تھے مارکس نے جب جلاوطنی میں لندن میں مقیم تھے، ان ''پاگل بہادر،، پیرس کے باسیوں کے فوری اقدام پر تنقیدی کام شروع کیا جو ''آسمان پر دھاوا بولنے کے لئے تیار،، تھے۔

مارکس‌ازم کے ماننےوالوں میں ہمارے موجودہ حکمت چھانٹنےوالے ''حقیقت پسند،، جو ۷ — ۱۹۰۶ء میں روس میں انقلابی رومانیت کا مضحکہ اڑا رہے ہیں، اس وقت مارکس پر طعنہ‌زن ہوتے! ایک مادیت پسند، ماہر معاشیات اور یوٹوپیا کا دشمن ہوتے ہوئے آسمان پر دھاوا بولنے کی ''تیاری،، کو خراج عقیدت پیش کرنےوالے پر کیسی کیسی پھبتیاں نہ اڑائی جاتیں! اس کے باغی رجحانات اور یوٹوپیائی وغیرہ ہونے پر اور آسمان پر دھاوا بولنے کی تحریک کے بارے میں اندازہ لگانے پر ان ''گلوبند لپیٹے ہوئے لوگوں،، (۲۱) میں کسی کی آنکھوں میں آنسو ہوتے، کسی کے چہروں پر مشفقانہ مسکراہٹ ہوتی یا دردمندی کا اظہار!

مارکس نے کبھی زود اعتقاد حضرات کی دانش سے فیضان حاصل نہیں کیا جو انقلابی جدوجہد کی بلند شکلوں کی ٹکنیک پر بحث کرنے سے ڈرتے ہیں۔ دراصل انہوں نے مسلح بغاوت کے ٹکنیکی مسائل سے ہی بحث کی۔ انہوں نے پوچھا — مدافعت یا حملہ، گویا کہ لندن کے

مضافات میں فوجی عمل ہو رہے ہوں۔ وہ اس فیصلے پر پہنچے کہ حملہ ہونا چاہئے تھا۔ ''انھیں فوراً ورسائی (۲۲) کوچ کر دینا چاہئے تھا۔،،

یہ اپریل ۱۸۷۱ء میں لکھا گیا تھا۔ عظیم اور خونریز مئی سے چند ہی ہفتے پہلے ...

''انھیں فوراً ورسائی کوچ کر دینا چاہئے تھا،، ـــ باغیوں کو جنھوں نے (ستمبر ۱۸۷۰ء) آسمان پر دھاوا بول کر '' پاگل پن ،، کا کام شروع کیا تھا۔

دسمبر ۱۹۰۵ء میں '' انھیں ہتھیار نہیں اٹھانا چاہئے تھا ،، تاکہ ان اقدام کا طاقت سے مقابلہ کیا جائے جو جیتی جا کتی آزادیاں چھین لینا چاہتے تھے ...

جی ہاں ، پلیخانوف نے مارکس سے اپنا موازنہ کرنے کے لئے خوب ہی دلیل پیش کی !

مارکس نے اپنی ٹکنیکی تنقید جاری رکھتے ہوئے لکھا : '' دوسری غلطی۔ مرکزی کمیٹی (فوجی کمان ـــ اسے ذہن میں رکھئے ، یہ نیشنل گارڈ کی مرکزی کمیٹی کی جانب اشارہ ہے) نے اپنے اختیارات بہت جلد دوسروں کو حوالے کردئے ... ،،

مارکس جانتے تھے کہ بےوقت مسلح بغاوت کے خلاف رہنماؤں کو کس طرح متنبہ کیا جائے۔ لیکن آسمان پر دھاوا بولنےوالے پرولیتاریہ کی جانب ان کا رویہ ایک عملی مشیر کی طرح ، عوام کی جدوجہد میں شریک کی طرح تھا جو بلانکی اور پرودھوں کے غلط نظریات اور خطاؤں کے باوجود پوری تحریک کو مزید اونچی سطح پر لے جا رہا تھا۔

''خواہ کچھ بھی ہو،، انھوں نے لکھا '' پیرس کی موجودہ مسلح بغاوت کو اگر پرانے سماج کے بھیڑیوں ، خنزیروں اور پاجی لینڈی کتوں نے کچل بھی دیا تب بھی وہ جون کی مسلح بغاوت کے بعد ہماری پارٹی کا سب سے شاندار کارنامہ رہے گی ... ،،

پرولیتاریہ سے کمیون کی ایک غلطی بھی چھپائے بغیر مارکس نے اس بہادر کارنامے کے لئے اپنی ایک تصنیف وقف کر دی جو آج تک '' آسمان ،، کی لڑائی کے لئے مشعل راہ ہے اور اعتدال پسند اور ریڈیکل '' خنزیروں ،، کے لئے خوفناک ہوا۔

پلیخانوف نے دسمبر کے واقعات سے جو ''تصنیف،، منسوب کی ہے وہ عملی طور پر کیڈیٹوں (۲۳) کی انجیل بن گئی ہے۔

جی ہاں، پلیخانوف نے مارکس سے اپنا سوازنہ بجا طور پر کیا۔

شاید کوگیلمان نے مارکس کو اپنے جواب میں جدوجہد کی ناامیدی اور رومانیت کے برعکس حقیقت پسندی کا حوالہ دے کر بعض شکوک ظاہر کئے۔ بہرصورت انہوں نے کمیون کا مقابلہ جو مسلح بغاوت تھی ۱۳ جون ۱۸۴۹ء کے پیرس کے پرامن مظاہرے سے کیا۔

مارکس نے فوراً (۱۷ اپریل ۱۸۷۱ء) کوگیلمان کو سختی سے سمجھایا۔

انہوں نے لکھا: ''عالمی تاریخ مرتب کرنا واقعی بڑا آسان ہوتا اگر جدوجہد صرف اس شرط پر کی جاتی کہ امکانات قطعی سوافق ہوں۔،،

ستمبر ۱۸۷۰ء میں مارکس نے مسلح بغاوت کو پاگل پن کہا تھا۔ لیکن جب عوام اٹھ کھڑے ہوئے تو مارکس نے ان کے شانہ بشانہ کوچ کرنا اور جدوجہد کے عمل میں ان کے ساتھ ساتھ سیکھنا پسند کیا، نہ کہ رسمی طور پر لکچر پلانا۔ وہ سمجھتے تھے کہ پہلے سے امکانات کا بالکل صحت کے ساتھ حساب لگانا اناڑی ڈاکٹر کے علاج یا لاعلاج بقراطیت کے مترادف ہوگا۔ سب باتوں کے مقابلے میں جس بات کی انہوں نے قدر کی وہ عالمی تاریخ کی تخلیق کرنے میں سزدور طبقے کی بہادری اور قربانی سے پر پہل قدمی تھی۔ مارکس کبھی پہلے سے امکانات کا حساب قطعی طور پر نہیں لگا سکتے تھے پھر بھی وہ عالمی تاریخ کو ان لوگوں کے نقطۂ نظر سے دیکھتے تھے جو اسے تخلیق کرتے ہیں، وہ عالمی تاریخ کو دانش‌ور احمق کے نقطۂ نظر سے دیکھنے کے قائل نہ تھے جو یہ وعظ دیتا ہے: ''پیش بینی کرنا آسان تھا ... انہیں ہتھیار نہیں اٹھانا چاہئے تھا ...،،

مارکس میں یہ سمجھنے کی قابلیت تھی کہ تاریخ میں ایسے لمحے آتے ہیں جب عوام کی ایک نازک جدوجہد، اگرچہ وہ بے امید مقصد کے لئے ھی کیوں نہ ہو، ان کی مزید تعلیم اور اگلی جدوجہد کی تربیت کے واسطے ضروری ہوتی ہے۔

ہمارے موجودہ نیم مارکسسٹوں کے لئے سوال کا اس طرح پیش کرنا عادتاً بالکل بالائے فہم ہے اور اجنبی بھی جو مارکس کا نام اس لئے فضول استعمال کرتے ہیں کہ صرف ماضی کے بارے میں ان کا اندازہ اپنائیں اور مستقبل تعمیر کرنے کی ان کی قابلیت کو کام میں نہ لائیں۔ جب پلیخانوف نے دسمبر ۱۹۰۵ء کے بعد " بریک لگانا " شروع کیا تو انھوں نے یہ سوچا تک نہیں۔

لیکن مارکس نے یہ فراموش کئے بغیر کہ ستمبر ۱۸۷۰ء میں خود انھوں نے مسلح بغاوت کو پاگل پن قرار دیا تھا یہی سوال اٹھایا۔

انھوں نے لکھا : " ورسائی کے رذیل بورژوازی نے پیرس کے باسیوں کے سامنے یہ انتخاب رکھا تھا کہ وہ یا تو جدوجہد کریں یا لڑے بغیر ہتھیار ڈالدیں۔ آخرالذکر صورت میں مزدور طبقے کی پست ہمتی کسی بھی تعداد میں رہنماؤں کے نقصان کی نسبت کہیں بڑی بدنصیبی ہوتی۔ "

یہاں ہم پرولیتاریہ کے شایان شان پالیسی کے متعلق ان اسباق پر اب اپنا مختصر جائزہ ختم کرتے ہیں جن کی تعلیم مارکس نے کوگیلمان کے نام اپنے خطوط میں دی ہے۔

روس کا مزدور طبقہ ایک مرتبہ ثابت کرچکا ہے اور پھر کئی بار ثابت کرے گا کہ وہ " آسمان پر دھاوا بولنے " کے قابل ہے۔

۵ فروری ۱۹۰۷ء

۱۹۰۷ء میں کتابچے کی شکل میں سینٹ پیٹرسبرگ کے اشاعت گھر " نوواِیا دوما " میں چھپا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۱۴، صفحات ۳۷۱ — ۳۷۹۔

اشتوت گرت کی بین الاقوامی سوشلسٹ کانگریس

اس سال اگست میں اشتوت گرت میں جو بین الاقوامی سوشلسٹ کانگریس ہوئی اس کی غیرمعمولی خصوصیت وسیع اور پوری نمائندگی تھی — تمام پانچوں براعظموں نے نمائندے بھیجے جن کی کل تعداد ۸۸٦ تھی۔ پرولیتاری جدوجہد میں بین‌الاقوامی اتحاد کے مرعوب کن مظاہرے کے علاوہ کانگریس نے سوشلسٹ پارٹیوں کے طریقۂ کار معین کرنے میں نمایاں رول ادا کیا۔ اس نے کئی سوالات کے متعلق، پہلے جن کا فیصلہ کرنا فرداً فرداً سوشلسٹ پارٹیوں کا اندرونی معاملہ تھا، عام قراردادیں منظور کیں۔ یہ حقیقت کہ مختلف ملکوں کے لئے روزافزوں سوالات یکساں اور اصولی فیصلوں کا مطالبہ کر رہے ہیں، اچھی طرح ثابت کرتی ہے کہ سوشلزم ایک واحد بین‌الاقوامی قوت میں مربوط ہو رہا ہے۔

نیچے ہم اشتوت گرت کی قراردادوں کا پورا متن شائع کر رہے ہیں (۲۴)۔ یہاں ان میں سے ہر ایک پر مختصر بحث کی جائےگی تاکہ اہم نزاعی نکات اور کانگریس میں بحث کا کردار واضح ہوں۔

نوآبادیاتی سوال پر بین الاقوامی کانگریسوں میں پہلے بھی غور کیا جا چکا ہے۔ ابھی تک کانگریسیں اپنے فیصلوں میں ہمیشہ بورژوا نوآبادیاتی پالیسی کی، جو لوٹ‌مار اور تشدد کی پالیسی ہے، غیر مشروط طور پر مذمت کرتی رہی ہیں۔ لیکن اس مرتبہ کانگریس کے کمیشن کی تشکیل ایسی تھی کہ ہالینڈ کے وان کول کی رہنمائی میں موقع پرست عناصر اس پر حاوی رہے۔ قرارداد کے مسودے میں ایک ایسا جملہ شامل کر دیا گیا کہ گویا کانگریس اصولاً ہر قسم کی نوآبادیاتی پالیسی کی مذمت نہیں کرتی اس لئے کہ سوشلسٹ عہد میں وہ مہذب بنانے کا رول ادا کر سکتی ہے۔

کمیشن میں اقلیت (جرمنی کے لیڈیبور، پولستانی اور روسی سوشل ڈیموکریٹوں اور کئی دوسروں) نے ایسے مفروضہ خیال کے خلاف شدید احتجاج کیا۔ چنانچہ معاملہ کانگریس کے حوالے کر دیا گیا جہاں دونوں رجحانات کی قوتیں تقریباً اتنی برابر تھیں کہ جدوجہد نے بےمثال جذبات بھڑکا دئیے۔

موقع پرست عناصر وان کول کے گرد جمع ہو گئے تھے۔ جرمن وفد کی اکثریت کی جانب سے برنشٹائن اور ڈیوڈ نے ''اشتراکی نوآبادیاتی پالیسی،، قبول کرنے پر زور دیا اور یہ کہہ کر ریڈیکلوں پر خوب برسے کہ ان کا منفی رویہ بےسود ہے، وہ اصلاحات کی اہمیت کو سمجھنے میں ناکام رہے ہیں، ان کے پاس کوئی عملی نوآبادیاتی پروگرام نہیں ہے وغیرہ۔ ضمناً، کاؤتسکی نے ان کی مخالفت کی اور کانگریس سے یہ درخواست کرنے پر مجبور ہوئے کہ وہ جرمن وفد کی اکثریت کے خلاف فیصلہ صادر کرے۔ انہوں نے بالکل صحیح بتایا کہ اصلاحات کے لئے جدوجہد مسترد کرنے کا سوال پیدا ہی نہیں ہوتا: قرارداد کے دوسرے حصوں میں یہ واضح طور پر بیان کر دیا گیا تھا اور اس پر کوئی اختلاف نہیں ہوا تھا۔ زیربحث مسئلہ یہ تھا کہ آیا ہمیں بورژوا لوٹ کھسوٹ اور تشدد کے جدید نظام کو رعایتیں دینا چاہئے کہ نہیں۔ کانگریس کو موجودہ نوآبادیاتی پالیسی پر بحث کرنا تھی جو پسماندہ لوگوں کی براہ راست غلامی پر مبنی ہے۔ دراصل بورژوازی نوآبادیات میں غلامی رائج کر رہا ہے، وہ مقامی آبادی پر ناقابل مثال بربریت اور تشدد کے پہاڑ توڑ رہا ہے اور شراب اور آتشک پھیلا کر انہیں ''مہذب،، بنا رہا ہے۔ کیا ان حالات میں سوشلسٹوں کےلئے اصولاً نوآبادیاتی' پالیسی کو قبول کرنے کے متعلق لیت و لعل کے جملے بولنا روا تھا! یہ بورژوا نقطہ' نظر کے سامنے سراسر ہتیار ڈالنے کے مترادف ہوتا۔ یہ پرولیتاریہ کو بورژوا نظریے اور بورژوا سامراج کا مطیع بنانے میں فیصلہ کن قدم ہوتا جو بڑی ڈھٹائی سے اپنا سر اٹھا رہا ہے۔

کانگریس نے ۱۰۸ کے مقابلے میں ۱۲۸ ووٹوں سے کمیشن کی تجویز کو رد کر دیا اور دس نے رائے نہیں دی (سوئٹزرلینڈ)۔ یہ قابل توجہ ہے کہ اشتوت گرت میں پہلی بار ہر قوم کے لئے

ووٹوں کی ایک معین تعداد مقرر کی گئی جو (بڑی قوموں کےلئے، معہ روس کے) ۲۰ سے لےکر دو تک (لکسمبرگ) تھی۔ چھوٹی قوموں کے مجموعی ووٹ جو نوآبادیاتی پالیسی پر گامزن نہیں ہیں یا جو اس کا شکار ہیں، ان قوموں کے ووٹوں پر بھاری تھے جہاں تسلط کی ہوس میں پرولیتاریہ تک تھوڑا بہت مبتلا ہے۔

نوآبادیاتی سوال پر یہ رائے شماری بڑی زبردست اہمیت رکھتی ہے۔ پہلے، اس نے نمایاں طور پر اشتراکی موقع پرستی ظاہر کی جو بورژوا غمزوں کے سامنے ہوش کھو بیٹھتی ہے۔ دوسرے، اس نے یورپی مزدور تحریک کے اندر ایک خراب خصوصیت دکھائی جو پرولیتاریہ کے مقصد کو بڑا نقصان پہنچا سکتی ہے اور اسی لئے اس پر سنجیدگی سے توجہ دینی چاہئے۔ مارکس اکثر سسماندی کا ایک بامعنی مقولہ استعمال کیا کرتے تھے: قدیم دنیا میں پرولیتاریہ سماج کے سہارے زندہ رہتا تھا اور جدید سماج پرولیتاریہ کے سہارے زندہ رہتا ہے۔

بےملکیت‌والا لیکن غیر محنت‌کش طبقہ لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کا تختہ الٹنے کے لائق نہیں ہے۔ صرف پرولیتاری طبقہ جو پورے سماج کی کفالت کرتا ہے سماجی انقلاب بپاکر سکتا ہے۔ بہرحال، وسیع نوآبادیاتی پالیسی کے سبب یورپی پرولیتاریہ کی حیثیت ایک حد تک ایسی ہو جاتی ہے جب اس کی اپنی محنت نہیں بلکہ نوآبادیات کی عملاً غلام بنائی ہوئی مقامی آبادی کی محنت پورے سماج کی کفالت کرتی ہے۔ مثال کے طور پر برطانوی بورژوازی برطانوی مزدوروں کی نسبت ہندوستان اور دوسری نوآبادیات کے کروڑھا باشندوں سے کہیں زیادہ منافع حاصل کرتا ہے۔ بعض ملکوں میں یہ منافع پرولیتاریہ کو نوآبادیاتی جارحانہ قوم پرستی کا روگ لگانے کی مادی اور معاشی بنیاد بن جاتا ہے۔ بےشک، ہو سکتا ہے کہ یہ ایک عارضی مظہر ہو۔ لیکن اگر اس موقع پرستی کے خلاف جدوجہد کےلئے تمام ملکوں کے پرولیتاریہ کو جمع کرنا ہے تو پھر اس شر کو اچھی طرح محسوس کرنا اور اس کے اسباب معلوم کرنا ضروری ہے۔ چونکہ ”مراعات یافتہ“ قومیں سرمایہ‌دار قوموں کا ایک مختصر حصہ ہیں اس لئے اس جدوجہد کا کامیاب ہونا لازمی ہے۔

کانگریس میں عورتوں کے حق رائے دھندگی کے سوال پر تقریباً کوئی اختلافات نہیں تھے۔ واحد فرد جس نے عورتوں کے محدود حق رائے دھندگی (عام رائے دھندگی کے مقابلے میں مشروط) کی حمایت میں اشتراکی سہم کو موڑنے کی کوشش کی، وہ انتہائی موقع پرست برطانوی ''فیبئن سوسائٹی،، (۲۵) کی ایک خاتون ڈیلی گیٹ تھیں۔ کسی نے بھی ان کی تائید نہیں کی۔ ان کا منشا صاف تھا: بورژوا بیگمات کو اپنے لئے حق رائے دھندگی ملنے کی امید ہے، اسے وہ مزدور عورتوں تک وسعت دینا نہیں چاھتیں۔

کانگریس کے ساتھ ساتھ اسی عمارت میں عورتوں کی پہلی بین الاقوامی اشتراکی کانفرنس کا اجلاس ہوا۔ قرارداد کے مسودے پر اس کانفرنس میں اور کانگریس کے کمیشن میں بھی جرمنی اور آسٹریا کے سوشل ڈیموکریٹوں کے درمیان ایک دلچسپ بحث اٹھ کھڑی ہوئی۔ عام حق رائے دھندگی کی اپنی سہم میں آسٹریا کی رفیق خواتین نے مردوں اور عورتوں کے مساوی حقوق پر زور کم دیا۔ عملی پہلو کے پیش نظر انھوں نے عام حق رائے دھندگی کے بجائے مردوں کے حق رائے دھندگی کو زیادہ اھم قرار دیا۔ کلارا زیتکن اور دوسری جرمن سوشل ڈیموکریٹوں نے انھیں بجا طور پر بتایا کہ ان کا عمل غلط ھے اور مردوں کی طرح عورتوں کو ووٹ کا حق ملنے کے مطالبے پر زور نہ دےکر وہ عوامی تحریک کو کمزور بنا رھی ھیں۔ اشتوت گرت قرارداد کے آخری الفاظ (''عام حق رائے دھندگی کا مطالبہ یکساں طور پر مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے پیش کرنا لازمی ھے،،) بلاشبہ آسٹریا کی مزدور تحریک کی تاریخ میں اسی ضرورت سے زیادہ ''عملیت،، سے تعلق رکھتے ھیں۔

سوشلسٹ پارٹیوں اور ٹریڈیونینوں کے درمیان تعلقات کے بارے میں قرارداد روسیوں کےلئے خاص طور پر اھمیت رکھتی ھے۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی اسٹاک‌ھوم کانگریس (۲۶) نے غیر پارٹی یونینوں کے حق میں فیصلہ کیا تھا اور غیر جانبدار نقطۂ نظر کی تصدیق کی تھی۔ ھمارے غیر پارٹی جمہوریت پسند، برنشٹائن کے حامی اور سوشلسٹ انقلابی (۲۷) ھمیشہ اس کے علمبردار رھے ھیں۔ اس کے برخلاف لندن کانگریس (۲۸) نے مختلف اصول پیش کیا، یعنی یونینوں کا پارٹی سے گہرا ربط ہو،

یہاں تک کہ بعض حالات میں انھیں پارٹی کی یونینیں تسلیم کیا جائے۔ اشتوت گرت میں روسی گروپ کا سوشل ڈیموکریٹک حصہ (بین‌الاقوامی کانگریسوں میں ہر ملک کے سوشلسٹوں کا گروپ ہوتا ہے) اس مسئلے پر بحث کے وقت بٹا ہوا تھا (دوسرے مسئلوں پر کوئی تفرقہ نہ تھا)۔ پلیخانوف غیر جانبدار پالیسی کے حامی تھے۔ بالشویک وائینوف نے لندن کانگریس اور بلجیم قرارداد (یہ کانگریس سے متعلق مواد میں دے بروکیر کی رپورٹ کے ساتھ شائع ہوئی ہے اور جلد ہی روسی زبان میں بھی چھپنے والی ہے) کے غیر جانبدار مخالف خیال کی مدافعت کی۔ کلارا زیتکن نے بجا طور پر اپنے اخبار «Die Gleichheit» (۲۹) میں یہ رائے پیش کی کہ فرانسیسیوں کی طرح پلیخانوف کی غیرجانبداری کے حق میں دلیلیں مہمل ہیں۔ اشتوت گرت کی قرارداد — جیسا کہ کاؤتسکی نے صحیح بتایا اور یہی ہر شخص بھی دیکھ سکتا ہے، اگر وہ اسے توجہ سے پڑھنے کی تکلیف گوارا کرے — ''غیرجانبداری،، تسلیم کرنے کے اصول کو ختم کر دیتی ہے۔ اس میں غیرجانبداری یا غیر پارٹی اصولوں کے متعلق ایک لفظ تک نہیں ہے۔ اس کے برعکس اس میں یونینوں اور سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کے درمیان قریبی اور مضبوط رابطوں کی قطعی طور پر ضرورت تسلیم کی گئی ہے۔

اب اشتوت گرت کی قرارداد کی شکل میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی لندن کانگریس کی قرارداد نے ایک ٹھوس نظریاتی بنیاد حاصل کرلی ہے۔ اشتوت گرت کی قرارداد میں یہ بنیادی اصول قرار دیا گیا ہے کہ ہر ملک میں ٹریڈیونینوں کو سوشلسٹ پارٹی کے ساتھ مضبوط اور قریبی رابطے میں لانا چاہئے۔ لندن کی قرارداد میں کہا گیا ہے کہ مناسب حالات میں روس کے اندر اس کی شکل پارٹی کی یونینیں ہونی چاہئے اور پارٹی ممبروں کو اسی مقصد سے کام کرنا چاہئے۔

اشتوت گرت میں غیرجانبداری کے اصول کے مضر پہلو اس حقیقت نے ظاہر کئے کہ جرمن وفد نے جس کے نصف ممبر ٹریڈیونین کارکن تھے، موقع پرست خیالات کی سب سے زیادہ حمایت کی۔ مثال کے طور پر، یہی وجہ ہے کہ شہر ایسین میں جرمن رفیق وان کول کے خلاف تھے (ایسین میں ٹریڈیونینوں کی نمائندگی نہیں تھی، وہ

خالص پارٹی کی کانگریس تھی) لیکن اشتوت گرت میں انھوں نے
اس کی تائید کی۔ سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں موقع پرستوں کے
ہاتھوں میں کھیل کر غیرجانبداری کی حمایت کرنے سے جرمنی
میں واقعی نقصان دہ نتائج برآمد ہوئے ہیں۔ خاص طور پر روس
میں اس حقیقت کو نظرانداز نہیں کرنا چاہئے جہاں پرولیتاریہ
کے بےشمار بورژوا جمہوریت پسند ناصح اس سے اصرار کرتے ہیں
کہ ٹریڈیونین تحریک کو ''غیرجانبدار،، رکھا جائے۔

ترک وطن اور تبدیل وطن پر قرارداد کے بارے میں چند
الفاظ۔ اس مسئلے پر بھی کمیشن میں محدود، پیشے کے مفاد کی
مدافعت کرنے اور پسماندہ ملکوں سے مزدوروں کے تبدیل وطن پر
پابندی لگانے کی کوشش کی گئی (چین وغیرہ سے قلیوں پر)۔ یہ
وہی اشرافیہ کا مزاج ہے جس کی بوباس ہم بعض ''مہذب،، ملکوں
کے ان مزدوروں میں پاتے ہیں جو اپنی مراعتی حیثیت کے سبب
تھوڑی بہت منفعت حاصل کرتے ہیں اور اسی وجہ سے بین الاقوامی
طبقاتی یکجہتی کی ضرورتوں کو بھلانا چاہتے ہیں۔ لیکن
کانگریس میں اس پیشہ‌ورانہ اور پیٹی بورژوا تنگ نظری کی کسی نے
مدافعت نہیں کی۔ جو قرارداد منظور ہوئی وہ انقلابی سوشل
ڈیموکریسی کے تقاضوں پر پوری اترتی ہے۔

اب ہم کانگریس کی آخری اور غالباً اہم ترین قرارداد کا ذکر
کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تھی عسکریت پسندی کے متعلق۔ رسوائے زمانہ
ایروے نے جو فرانس اور یورپ میں شور مچاتا رہتا ہے بھولے پن
سے یہ تجویز کرکے کہ ہر جنگ کا ''جواب،، ہڑتال اور
مسلح بغاوت سے دیا جائے ایک نیم نراجی خیال پیش کیا۔ ایک
طرف وہ یہ نہیں سمجھا کہ جنگ سرمایہ‌داری کا ایک لازمی نتیجہ
ہے اور پرولیتاریہ انقلابی جنگوں میں حصہ لینے سے انکار نہیں
کر سکتا اس لئے کہ سرمایہ‌دارانہ سماجوں میں ایسی جنگیں ممکن
ہیں اور درحقیقت ہوئی ہیں۔ دوسری طرف وہ یہ نہیں سمجھا کہ
کسی جنگ کا ''جواب دینے،، کا امکان بحران کے کردار پر
ہوتا ہے جسے جنگ جنم دیتی ہے۔ جدوجہد کی شکل کے انتخاب
کا دارومدار دراصل ان حالات پر ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ جدوجہد
کا مقصد محض جنگ کی جگہ امن لانا نہیں (یہاں ہمیں ایروے‌ازم

کا تیسرا غلط تصور یا سطحی سوجھ بوجھ نظر آتی ہے) بلکہ سرمایہ‌داری کی جگہ سوشلزم لانا ہے۔ بنیادی بات جنگ کو صرف روکنا نہیں بلکہ بورژوازی کا جلدازجلد تختہ الٹنے کی خاطر جنگ کے پیدا کئے ہوئے بحران سے پوری طرح فائدہ اٹھانا ہے۔ ایروے‌ازم کی ساری نیم نراجی حماقتوں میں ایک معقول اور عملی بات پوشیدہ تھی: سوشلسٹ تحریک کو تیزی سے آگے بڑھانا تاکہ وہ جدوجہد کے پارلیمانی طریقوں تک محدود نہیں رہے، تاکہ جب جنگ ناگزیر طور پر بحران پیدا کرے تو اس موقعہ پر عوام انقلابی اقدام کی ضرورت محسوس کریں، تاکہ عوام میں مزدوروں کی بین الاقوامی یک‌جہتی کی اور بورژوا حب‌الوطنی کے جعل کی ٹھوس سوجھ بوجھ پھیلے۔

بیبل کی قرارداد میں (جسے جرمنوں نے پیش کیا اور جو گیدے کی تجویز کے تمام اصل اجزا سے مطابقت رکھتی تھی) ایک خامی تھی: اس نے پرولیتاریہ کے لئے سرگرم فرائض نہیں بتائے۔ اسی لئے یہ ممکن ہوا کہ موقع پرست عینک سے بیبل کے عقیدہ پرست خیالات پڑھے جا سکے۔ یہاں اس امکان کو حقیقت بنانے میں فولمار نے تیزی دکھائی۔

یہی سبب ہے کہ روزا لکسمبرگ اور روسی سوشل ڈیموکریٹک وفد نے بیبل کی قرارداد میں اپنی ترمیمیں پیش کیں۔ ان ترمیموں میں (۱) بیان کیا گیا کہ عسکریت پسندی طبقاتی ظلم کا خاص ہتیار ہے۔ (۲) نوجوانوں میں پروپگنڈہ کرنے کی ضرورت بتائی گئی۔ (۳) زور دیا گیا کہ سوشل ڈیموکریٹ نہ صرف جنگ کے شعلوں کو بھڑکنے سے روکیں یا جو جنگیں شروع ہو جائیں ان کے جلد ازجلد خاتمے کے لئے کوشاں ہوں بلکہ بورژوازی کا تختہ الٹنے کےلئے جنگ سے پیدا شدہ بحران کو استعمال کریں۔

ذیلی کمیشن نے (جسے عسکریت پسندی کے مخالف کمیشن نے منتخب کیا تھا) بیبل کی قرارداد میں یہ تمام ترمیمیں شامل کرلیں۔ اس کے علاوہ ژوریس نے یہ برمحل رائے پیش کی: جدوجہد کی شکلوں (ہڑتالیں، مسلح بغاوتیں) کو گنانے کے بجائے قرارداد میں جنگ کے خلاف پرولیتاریہ کے اقدام کی تاریخی مثالیں — یورپ میں مظاہروں سے لےکر روس میں انقلاب تک — بیان کی جائیں۔ مسودے پر

نظرثانی کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ غیرضروری طور پر طویل ہونے کے باوجود قرارداد میں خیالات کی آسودگی ہے اور وہ واضح الفاظ میں پرولیتاریہ کے فرائض کو باقاعدگی سے معین کرتی ہے۔ اس میں عقیدے کی پابندی یعنی واحد سائنسی مارکسی تجزیہ اور مزدور پارٹیوں کے لئے انتہائی ثابت قدم اور انقلابی عمل کی سفارشات دونوں موجود ھیں۔ اس قرارداد کی نہ تو فولمار کے نقطۂ نظر سے تشریح کی جا سکتی ہے اور نہ اسے طفلانہ ایروےازم کے تنگ ڈھانچے میں فٹ بٹھایا جا سکتا ہے۔

مجموعی طور پر اشتوت گرت کانگریس میں کئی بنیادی مسئلوں پر بین‌الاقوامی سوشل ڈیموکریٹک تحریک کے موقع پرست اور انقلابی بازوؤں کے درمیان نمایاں فرق واضح ھوا اور کانگریس نے ان مسئلوں کو انقلابی مارکس‌ازم کی اسپرٹ میں حل کیا۔ اس کی قراردادیں اور بحثوں کی رپورٹ ھر ایک پروپگنڈہ اور ایجی‌ٹیشن کرنےوالے کے لئے شمع ھدایت کی حیثیت رکھتی ھیں۔ اشتوت گرت میں جو کام انجام پایا وہ یقینی تمام ملکوں کے پرولیتاریہ کے درمیان طریقۂ کار کے اتحاد اور انقلابی جدوجہد کے اتحاد کو مضبوط بنائے گا۔

اگست ۱۹۰۷ء کے آخر اور ستمبر کے شروع میں لکھا گیا۔	لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن،
۲۰ اکتوبر ۱۹۰۷ء کو اخبار "پرولیتاری" کے شمارہ ۱۷ میں شائع ھوا۔	جلد ۱۶، صفحات ۶۷ — ۷۴۔

مارکس‌ازم اور ترمیم پرستی

ایک مشہور کہاوت ہے کہ اگر علم ہندسہ کے بدیہیات لوگوں کے مفاد پر اثر ڈالنے لگیں تو یقینی ان کو بھی رد کرنے کی کوشش کی جائےگی۔ جب قدرتی تاریخ کے نظریات کی مسیحی دینیات کے دقیانوسی تعصبات سے ٹکر ہوئی تو انھوں نے انتہائی شدید مخالفت بھڑکائی اور اب بھی بھڑکا رہے ہیں۔ تو پھر اس پر کسی کو حیرت نہیں کرنا چاہئے کہ مارکسی نظریات کو، جو جدید معاشرے کے آگے بڑھے ہوئے طبقے کو روشن خیال بناتے ہیں اور منظم کرتے ہیں، اس طبقے کو درپیش فرائض بتاتے ہیں اور — معاشی ارتقاء کی روشنی میں — ناگزیر طور سے موجودہ نظام کی جگہ نئے نظام کا آنا ثابت کرتے ہیں، اپنے وجود کی راہ میں قدم قدم پر لڑنا پڑا۔

جہاں تک بورژوا سائنس اور فلسفے کا تعلق ہے جسے سرکاری پروفیسر سرکاری طور پر پڑھاتے ہیں تاکہ صاحب جائداد طبقات کی نئی نسلوں کو بیوقوف بنایا جائے اور اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے متعلق ”سکھایا،، پڑھایا جائے تو ان کے بارے میں کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ سائنس مارکس‌ازم کا لفظ تک سننا گوارا نہیں کرتی اور دعوی یہ کرتی ہے کہ مارکس‌ازم کو غلط ثابت کیا جا چکا ہے اور وہ ناپید ہے۔ مارکس پر حملے کرنےوالوں میں وہ جوشیلے نوجوان عالم بھی ہیں جو سوشلزم کو غلط ثابت کرکے ترقی کے زینے پر چڑھنا چاہتے ہیں اور بڈھے پھوس بھی جو طرح طرح کے فرسودہ ”نظاموں،، کی روایات کو محفوظ رکھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مارکس‌ازم کی نشوونما اور مزدور طبقے

میں اس کے خیالات پھیلنے اور جڑیں پکڑنے سے لازمی طور پر مارکس‌ازم کے خلاف ان بورژوا حملوں کی کثرت اور شدت بڑھ رہی ہے۔ لیکن ہر بار جب سرکاری سائنس مارکس‌ازم کو ''صفحۂ ہستی سے مٹاتی'' ہے تو وہ اور زیادہ کندن بن‌جاتا ہے اور مزید جاندار ہو جاتا ہے۔

لیکن مزدور طبقے کی جدوجہد سے تعلق رکھنےوالے نظریات میں جو خاص کر پرولیتاریہ میں پھیلے ہوئے تھے، مارکس‌ازم نے اپنا مقام جلد ہی استوار نہیں کیا۔ اپنے وجود کی پہلی نصف صدی میں (۱۹ ویں صدی کی پانچویں دہائی کے بعد سے) مارکس‌ازم نے ان نظریات کے خلاف جدوجہد کی جو بنیادی طور پر اس کے خلاف تھے۔ پانچویں دہائی کی ابتدا میں مارکس اور اینگلس نے گیورگ ولہلم فریڈرخ ہیگل کے ریڈیکل نوجوان حامیوں (۳۰) کے ساتھ سپرآزمائی کی جن کا نقطۂنظر فلسفیانہ عینیت تھا۔ پھر پانچویں دہائی کے آخر میں جدوجہد معاشی نظریات کے میدان میں پرودھون‌ازم کے خلاف شروع ہوئی۔ چھٹی دہائی میں اس جدوجہد کی آخری شکل یہ تھی: ان پارٹیوں اور نظریات کی تنقید جو ۱۸۴۸ء کے طوفانی سال میں ظاہر ہوئے تھے۔ ساتویں دہائی میں جدوجہد کا اکھاڑہ عام نظریے سے ہٹ‌کر براہ‌راست مزدور تحریک کے قریب تر آ گیا — انٹرنیشنل سے باکونین‌ازم (۳۱) کا اخراج۔ جب آٹھویں دہائی شروع ہوئی تو جرمنی میں کچھ عرصے کے لئے مسند پر پرودھون کا چیلا میولبرگیر بیٹھا اور اواخر میں ثبوتیت پسند ڈیورنگ۔ لیکن پرولیتاریہ پر ان دونوں کا اثر بالکل نہ ہونے کے برابر تھا۔ مزدور تحریک میں مارکس‌ازم تمام دوسرے نظریات کے مقابلے میں مسلمہ طور پر کامیابیاں حاصل کرتا رہا۔

گذشتہ صدی کی آخری دہائی میں یہ کامیابی بنیادی طور پر مکمل ہو چکی تھی۔ لاطینی ملکوں تک میں جہاں پرودھون‌ازم کی روایات سب سے زیادہ طویل عرصے تک اپنے پیر جمائے رہیں وہاں بھی مزدور پارٹیوں نے عملاً اپنے پروگرام اور طریقۂکار مارکس‌ازم کی بنیاد پر مرتب کئے۔ مزدور تحریک کی بحال شدہ بین‌الاقوامی تنظیم نے — وقتاً فوقتاً بین‌الاقوامی کانگریسوں کی شکل میں — شروع ہی سے اور تقریباً بلاکسی جدوجہد کے تمام بنیادی سوالات پر مارکسی

نقطۂ‌نظر اختیار کیا۔ لیکن جب مارکس‌ازم نے میدان سے اپنے ان تمام مخالف نظریات کو باہر بھگا دیا جو کم و بیش سالم نوعیت کے تھے تو پھر وہ رجحانات جو ان نظریات میں ظاہر ہوتے تھے دوسرے راستے تلاش کرنے لگے۔ جدوجہد کی شکلیں اور طریقے بدلے لیکن جدوجہد جاری رہی۔ اور جب مارکس‌ازم کے وجود کی دوسری نصف صدی شروع ہوئی (۱۹ ویں صدی کی آخری دہائی میں) تو جدوجہد خود مارکس‌ازم کے اندر ایک ایسے رجحان کے خلاف رہی جو مارکس‌ازم کا دشمن تھا۔

اس رجحان کو برنشٹائن نے، جو ایک زمانے میں کٹر مارکسسٹ تھا، بڑے زورشور سے مارکس میں ترمیمیں کرنے اور مارکس پر نظرثانی کرنے کے انتہائی معنی خیز اظہار کو ترمیم پرستی کا نام دیا۔ روس تک میں، جہاں معاشی پسماندگی کی وجہ سے اور کسان غلامی کے آثار کی بدولت ملک پر کسان آبادی کے غلبے کے سبب غیرمارکسی سوشلزم کی جڑیں قدرتی طور پر طویل ترین مدت تک پیوست رہیں، اب یہ غیرمارکسی سوشلزم ہماری آنکھوں کے سامنے ترمیم‌پرستی میں تبدیل ہو رہا ہے۔ زرعی مسئلے پر (تمام زمین کو میونسپل کی ملکیت بنانے کا لائحہ‌عمل)، پروگرام اور طریقۂ‌کار پر بھی سوشل نرودنیک (۳۲) اپنے پرانے نظریے کی جاں بلب اور معدوم ہونےوالی باقیات کی خاطر جو اپنی جگہ بنیادی طور پر مارکس‌ازم کے خلاف ایک سالم نظریہ تھا، اب مارکس میں زیادہ سے زیادہ "ترمیمیں" کر رہے ہیں۔

مارکس‌ازم سے پہلے کے سوشلزم کو شکست دی جا چکی ہے۔ اب وہ جدوجہد خود اپنے آزاد میدان میں نہیں بلکہ مارکس‌ازم کے میدان میں ترمیم پرستی کی شکل میں کر رہا ہے۔ تو ہمیں دیکھنا چاہئیے کہ ترمیم پرستی کا نظریاتی جوہر کیا ہے۔

فلسفے کے شعبے میں ترمیم پرستی بورژوا پروفیسرانہ "سائنس" کی دم کے پیچھے پیچھے چلتی رہی۔ جب پروفیسر صاحبان "کانٹ کی طرف لوٹے"، تو ترمیم پرستی کانٹ کے جدید پیروؤں کے پیچھے گھسٹتی رہی۔ اور جب پروفیسروں نے پادریوں کی وہ فرسودہ باتیں دہرانا شروع کیں جو ہزار بار فلسفیانہ مادیت کے خلاف کہی گئی ہیں تو ترمیم پرست بھی دلجوئی سے مسکراتے ہوئے تتلا

تتلا کر (تازہ ترین ہدایت کتاب (Handbuch) کے لفظ بہ لفظ) کہنے لگے کہ مدت ہوئی مادیت غلط ثابت کی جا چکی ہے۔ جب پروفیسر صاحبان ہیگل کے ساتھ اس طرح پیش آئے گویا وہ ''مردہ کتا،، ہے اور جب وہ خود ہیگل کے مقابلے میں ہزار گنی گھٹیا اور بازاری عینیت کا پرچار کرنے لگے اور اس کی جدلیت پر حقارت سے کندھے اچکانے لگے تو ہمارے ترمیم پرست ان کے جلو میں ٹھوکریں کھاتے ہوئے سائنس کی فلسفیانہ بازاریت کی دلدل میں پھنس گئے اور ''پرفن،، (اور انقلابی) جدلیت کی جگہ ''آسان،، (اور پرسکون) ''ارتقا،، کو دینے لگے۔ جب پروفیسروں نے اپنے عینیت پسند اور ''تنقیدی،، دونوں نظاموں کو قرون وسطی کے غالب ''فلسفے،، (یعنی مسیحی دینیات) سے ہم آہنگ کرکے سرکاری تنخواہیں وصول کیں تو ترمیم پرست پھر ان کے نزدیک آ گئے اور مذہب کو جدید ریاست کے تعلق سے نہیں بلکہ پیش قدم طبقے کی پارٹی کے تعلق سے ''ذاتی مسئلہ،، بنانے کی کوشش کرنے لگے۔

طبقاتی معنوں میں مارکس میں ''ترمیمیں،، کرنے کا کیا مطلب ہے اسے بیان کرنے کی ضرورت نہیں، یہ خود عیاں ہے۔ یہاں ہم صرف یہ ذکر کریں گے کہ بین الاقوامی سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں ترمیم پرستوں کی حیرت انگیز فرسودہ باتوں کی ثابت قدم جدلیاتی مادیت کے نقطۂ نظر سے نکتہ‌چینی کرنےوالے واحد مارکسسٹ پلیخانوف تھے۔ اس پر خاص طور سے زور دینے کی ضرورت ہے اس لئے کہ آج کل پلیخانوف کی طریقۂ کار سے متعلق موقع پرستی کی تنقید کے بھیس میں پرانے اور رجعت پرست فلسفیانہ کوڑے کرکٹ کو چالاکی سے پیش کرنے کی انتہائی لغو کوششیں کی جا رہی ہیں*۔

---

* بوگدانوف، بزاروف اور دوسروں کی لکھی ہوئی کتاب ''مارکس‌ازم کے فلسفے کا مطالعہ،، ملاحظہ کیجئے۔ یہ جگہ اس کتاب پر بحث کرنے کی نہیں ہے۔ یہاں میں صرف یہ کہوں‌گا کہ مستقبل قریب میں مضامین کے سلسلے یا علحدہ کتابچے کی شکل میں یہ ثابت کروں‌گا کہ ہر وہ چیز جو میں نے یہاں کانٹ کے جدید پیرو ترمیم پرستوں کے بارے میں کہی ہے اس کا پورا پورا اطلاق ''نئے،، جدید ہیوم اور بیرکلے کے جدید پیرو ترمیم پرستوں پر بھی ہوتا ہے (۳۳)۔

اب سیاسی معاشیات کو لیں۔ سب سے پہلے ہم دیکھیں گے کہ اس شعبے میں ترمیم پرستوں کی "ترمیمیں"، زیادہ جامع اور مفصل ہیں۔ "معاشی ترقی کے متعلق نئے اعداد و شمار"، کے ذریعے لوگوں کو متاثر کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ دعوی کیا گیا کہ زراعت میں بیداوار کا ارتکاز اور بڑے پیمانے کی بیداوار کے ہاتھوں چھوٹے پیمانے کی بیداوار کی بےدخلی کا عمل ہوا ہی نہیں اور تجارت اور صنعت میں ارتکاز کی رفتار بہت ہی سست ہے۔ یہ بھی کہا گیا کہ بحران اب نادر اور کمزور ہوتے جا رہے ہیں اور غالباً کارٹیل اور ٹرسٹ سرمایہ‌داری کو ہمیشہ کے لئے ان سے نجات دلانے میں مدد دیں گے۔ اس بات کا بھی ادعا کیا گیا کہ سرمایہ داری کے "انہدام کا نظریہ"، غیرمعقول ہے اس لئے کہ طبقاتی تضاد کا میلان زیادہ نرم اور کم شدید ہوتا جا رہا ہے۔ اور آخر میں ترمیم پرستوں نے یہ کہا کہ مارکس کے نظریۂ قدر کو بوھم باویرک کے مطابق درست کرنا بےمحل نہ ہوگا۔

ان سوالات پر ترمیم پرستوں کے خلاف جدوجہد کا نتیجہ یہ نکلا کہ بین‌الاقوامی سوشلزم میں بارآور طور پر نظریاتی فکر بحال ہوئی۔ اس سے ۲۰ برس پہلے ڈیورنگ کے ساتھ اینگلس کے مباحثے کا بھی یہی نتیجہ نکلا تھا۔ اول‌الذکر بحث میں ترمیم‌پرستوں کی دلیلوں کا اعداد و شمار کے ذریعہ تجزیہ کیا گیا تو یہ ثابت ہوا کہ ترمیم پرست جدید چھوٹے پیمانے کی پیداوار کی تصویر بڑھا چڑھا کر پیش کر رہے ہیں۔ ناقابل تردید حقائق ثابت کرتے ہیں کہ چھوٹے پیمانے کی پیداوار کے مقابلے میں بڑے پیمانے کی بیداوار کی ٹیکنکی اور تجارتی برتری نہ صرف صنعت میں بلکہ زراعت میں بھی ہے۔ حالانکہ زراعت میں ابھی تبادلےوالی جنس کی پیداوار نے کم نشوونما پائی ہے اور جدید ماہرین اعداد و شمار اور ماہر معاشیات عام طور سے زراعت میں ایسی خاص شاخیں (بعض وقت طریق عمل تک) منتخب کرنے کے اتنے زیادہ مشاق نظر نہیں آتے جو ظاہر کرتی ہیں کہ زراعت عالمی معیشت کے عمل تبادلے میں آہستہ آہستہ شامل ہو رہی ہے۔ چھوٹے پیمانے کی پیداوار اپنے آپ کو قدرتی معیشت کے کھنڈرات پر قائم رکھتی ہے — مقررہ غذا کو مسلسل کم کرکے، مستقل قحط کے ذریعہ، کام کا وقت بڑھا کر،

مویشی کی قسم اور اس کی دیکھ بھال کا معیار گرا کر ۔ مختصر لفظوں میں چھوٹے پیمانے کی پیداوار وہی طریقے استعمال کرتی ہے جنھیں دستکاری کی پیداوار نے سرمایہ‌دارانہ کرخنداری کے خلاف اپنے آپ کو برقرار رکھنے کے لئے استعمال کیا تھا ۔ سرمایہ‌دار سماج میں سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں ہر ترقی لازمی طور پر اور بےدردی سے چھوٹے پیمانے کی پیداوار کی بنیاد کھوکھلی کرتی ہے ۔ یہ فریضہ اشتراکی سیاسی معاشیات کا ہے کہ وہ اس عمل کی تمام شکلوں میں جو اکثر پیچیدہ اور الجھی ہوئی ہوتی ہیں، تحقیقات کرے اور چھوٹے پیمانے کی پیداوار کرنےوالے کو دکھائے کہ سرمایہ‌داری میں اس کے لئے برقرار رہنا ناممکن ہے، سرمایہ‌داری میں کسان معیشت کا کوئی مستقبل نہیں ہے اور کسان کے لئے ضروری ہے کہ وہ پرولیتاریہ کا نقطۂ‌نظر اپنائے ۔ اس سوال پر ترمیم پرستوں نے علمی پہلو سے گناہ کیا ہے اس لئے کہ انھوں نے یک طرفہ چنے ہوئے واقعات کی بنا پر اور سرمایہ‌داری نظام کے تمام پہلوؤں سے ان کو مربوط کئے بغیر سطحی عام نتیجے نکالے ۔ سیاسی پہلو سے بھی ان سے یہ گناہ سرزد ہوا کہ شعوری یا غیر شعوری طور پر انھوں نے کسانوں کو انقلابی پرولیتاریہ کا نقطۂ‌نظر قبول کرنے پر زور دینے کے بجائے انھیں چھوٹے مالک کا رویہ (یعنی بورژوازی کا رویہ) اختیار کرنے کی دعوت دی یا اس طرف دھکیلا ۔

جہاں تک بحران کے نظریے اور انہدام کے نظریے کا تعلق ہے تو ترمیم پرستی کا رویہ اور بھی بدتر رہا ۔ چند برسوں کی صنعتی گرم بازاری اور خوش حالی سے متاثر ہوکر بہت تھوڑے سے عرصے تک لوگ، صرف اکثر ناعاقبت اندیش لوگ مارکس کے نظریے کی بنیادیں تبدیل کرنے کے متعلق سوچ سکتے تھے ۔ حقیقتوں نے ترمیم پرستوں پر یہ بات جلد ہی آشکار کر دی کہ بحران ماضی کی بات نہیں ہیں — خوش حالی کے بعد پھر بحران آتا ہے ۔ الگ الگ بحرانوں کی شکلیں، تسلسل، اظہار کے ڈھنگ بدلتے رہے لیکن بحران سرمایہ‌داری نظام کا ناگریز جز ہیں ۔ کارٹلوں اور ٹرسٹوں نے پیداوار کو مجتمع ضرور کیا لیکن ساتھ ہی، جو سب پر واضح تھا، پیداوار میں تراج، پرولیتاریہ کی زندگی کا عدم تحفظ اور

سرمایے کا ظلم و ستم اور بڑھا دیا اور اس سے طبقاتی تضاد بےمثال پیمانے پر شدید ہو گئے - یہ حقیقت کہ سرمایہ‌داری اپنی مکمل تباھی کی جانب بڑھ رھی ھے — انفرادی سیاسی اور معاشی بحرانوں اور تمام سرمایہ‌داری نظام کے مکمل انہدام دونوں معنوں میں — ان ھی نئے دیوپیکر ٹرسٹوں نے خاص طور سے بڑے پیمانے پر واضح کی ھے - اس صنعتی بحران کا تو ذکر ھی کیا جو سر پر منڈلا رھا ھے اور جس کی سمت میں کئی علامتیں اشارہ کر رھی ھیں، امریکہ میں حالیہ مالی بحران اور یورپ بھر میں بےروزگاری میں خوفناک اضافہ — ان سب باتوں کا نتیجہ یہ نکلا ھے کہ ترمیم‌پرستوں کے حالیہ ”نظریات“ لوگوں نے بھلانا شروع کر دئے ھیں جن میں شاید خود بہت سے ترمیم‌پرست بھی شامل ھیں - لیکن دانشورانہ ناپائیداری نے جو سبق مزدور طبقے کو دئے انھیں کبھی نہیں بھلانا چاھئے -

جہاں تک نظریۂ قدر کا تعلق ھے تو اس بارے میں صرف یہ کہا جا سکتا ھے کہ ترمیم پرستوں نے بس بوھم باویرک کے رنگ میں انتہائی گول‌مول اشارے اور نشان ہوا میں چھوڑے لیکن کوئی گہری بات نہیں کہی اور اس طرح علمی فکر کے ارتقاء سے بےگانہ رھے -

سیاست کے میدان میں ترمیم پرستی نے واقعی مارکس‌ازم کی جڑ یعنی طبقاتی جدوجہد میں ترمیم کرنے کی کوشش کی - ھم سے کہا گیا کہ سیاسی آزادی، جمہوریت اور عام حق رائے دھندگی وہ بنیاد ہٹا دیتے ھیں جو طبقاتی جدوجہد کے لئے ضروری ھے اور ”کمیونسٹ پارٹی کے مینی‌فیسٹو“ کا یہ پرانا اصول غلط ثابت کرتے ھیں کہ محنت‌کشوں کا اپنا کوئی ملک نہیں - ان کے خیال کے مطابق جمہوریت میں ”اکثریت کی مرضی“ غالب رہتی ھے اس لئے نہ تو ریاست کو طبقاتی حکمرانی کا آلہ سمجھنا چاھئے اور نہ رجعت پرستوں کے خلاف ترقی‌پسند، سماجی اصلاح پسند بورژوازی کے ساتھ اتحاد کو مسترد کرنا چاھئے -

اس سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا کہ ترمیم پرستوں کے یہ دلائل، خیالات یعنی پرانے اور مشہور اعتدال پسند بورژوا خیالات کے ایک اچھے متوازن نظام کا درجہ رکھتے ھیں - اعتدال‌پسند

ہمیشہ سے یہ کہتے آئے ہیں کہ بورژوا پارلیمانیت طبقات اور طبقاتی تقسیم کو مٹا دیتی ہے اس لئے کہ بلا امتیاز تمام شہریوں کو رائے دینے کا اور ملک کی حکومت میں حصہ لینے کا حق ملتا ہے۔ انیسویں صدی کے دوسرے نصف میں یورپ کی تمام تاریخ اور بیسویں صدی کی ابتدا میں روسی انقلاب کی ساری تاریخ واضح طور پر دکھاتی ہے کہ یہ خیالات کتنے مہمل ہیں۔ ''جمہوری،، سرمایہ‌داری کی آزادی کے حالات میں معاشی فرق گھٹتے نہیں بلکہ بڑھتے ہیں اور زیادہ شدید ہو جاتے ہیں۔ پارلیمانیت اس حقیقت کو مٹاتی نہیں بلکہ اس کو فاش کرتی ہے کہ انتہائی جمہوری بورژوا ریپبلکیں بھی طبقاتی جبر کا آلہ ہیں۔ پارلیمانیت ان لوگوں کے مقابلے میں جنھوں نے پچھلے سیاسی معاملات میں سرگرمی سے حصہ لیا تھا، آبادی کے کہیں زیادہ وسیع حصے کو روشن خیال بنا کر اور اسے منظم کرکے بحرانوں اور سیاسی انقلابوں کو خارج نہیں کرتی بلکہ ایسے انقلابوں کے دوران خانہ جنگی کو انتہائی شدید بناتی ہے۔ پیرس میں ۱۸۷۱ء کی بہار کے واقعات نے اور روس میں ۱۹۰۵ء کے سرما کے واقعات نے (۳۴) واضح طور سے دکھا دیا کہ یہ شدت کیسے پیدا ہوتی ہے۔ فرانسیسی بورژوازی نے ذرا بھی توقف کئے بغیر تمام قوم کی دشمن غیرملکی فوج سے جس نے اس کے ملک کو تباہ کر دیا تھا، سازباز کرلی تاکہ پرولیتاری تحریک کو کچلا جائے۔ وہ شخص جو پارلیمانیت اور بورژوا جمہوریت کی ناگزیر اندرونی جدلیت کو نہیں سمجھتا — جو پہلے کے مقابلے میں حجت کے فیصلے کو اور زیادہ عوامی تشدد کی شکل بخشتی ہے — اس پارلیمانیت کی بنیاد پر کبھی ایسا بااصول پروپیگنڈہ اور ایجی‌ٹیشن نہیں کر سکتا جو مزدور عوام کو واقعی فاتحانہ طور پر ایسی ''حجتوں،، میں حصہ لینے کے لئے تیار کر سکے۔ مغرب میں سماجی اصلاح پسند اعتدال پسندوں کے ساتھ اور روسی انقلاب کے وقت اعتدال پسند اصلاح پسندوں (کیڈیٹ) کے ساتھ اتحاد، سمجھوتے اور بلاک کا تجربہ واضح طور پر دکھاتا ہے کہ ان سمجھوتوں سے عوام کا شعور کند ہوتا ہے اور جب مجاہدوں کو ایسے عناصر سے مربوط کیا جاتا ہے جو لڑنے کے سب سے کم اہل ہیں اور سب سے زیادہ مذبذب اور

غداری هیں تو اس سے ان کی جدوجہد کی اصلی اهمیت بڑھتی نہیں بلکہ گھٹ جاتی ہے۔ فرانس میں میلران ازم (۳۰) نے — جو ترمیم پرست سیاسی طریقۂ کار کا وسیع، واقعی قومی پیمانے پر استعمال کرنے کا سب سے بڑا تجربہ تھا — ترمیم پرستی کا عملی اندازہ مہیا کر دیا جسے تمام دنیا کا پرولیتاریہ کبھی فراموش نہیں کرے گا۔

ترمیم پرستی کے معاشی اور سیاسی رجحانات کا ایک قدرتی ضمنی نتیجہ اس کا اشتراکی تحریک کے آخری مقصد منزل کی جانب رویہ تھا۔ ”تحریک سب کچھ ہے، آخری مقصد کچھ بھی نہیں“ — برنشٹائن کا یہ ایک جملہ درجنوں طویل مقالوں کے مقابلے میں ترمیم پرستی کا نچوڑ اچھی طرح پیش کرتا ہے۔ الگ الگ موقع پر اپنا رویہ بدلنا، روزانہ کے واقعات اور کٹی پٹی بدلنے والی گھٹیا سیاست کے مطابق اپنے آپ کو موزوں بنانا، پرولیتاریہ کے اصلی مفادات اور پورے سرمایہ‌دارانہ نظام اور تمام سرمایہ‌دارانہ ارتقا کی بنیادی خصوصیات کو فراموش کرنا، اصلی مفادات کو تحریک کے واقعی یا فرضی فائدے پر قربان کرنا — یہ ہے ترمیم پرستی کی پالیسی۔ اس پالیسی کی فطرت سے ہی یہ صریح نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ غیر محدود قسم کی شکلیں اختیار کر سکتی ہے، ہر کم و بیش ”نیا“ سوال، واقعات کا ہر کم و بیش غیرمتوقع اور نامعلوم موڑ خواہ وہ ارتقا کی بنیادی لائن کو بہت ہی خفیف حد تک اور انتہائی قلیل عرصے کے لئے بدلتا ہو ان سے لازمی طور پر ہمیشہ ایک قسم کی ترمیم پرستی نہیں تو دوسری قسم کی ترمیم پرستی ابھرے گی۔

ترمیم پرستی کا ناگزیر ہونا جدید سماج میں اس کی طبقاتی جڑوں پر منحصر ہے۔ ترمیم پرستی ایک بین‌الاقوامی مظہر ہے۔ ہر اشتراکی کو خواہ اس کے تجربے اور سوجھ بوجھ کی سطح کچھ بھی ہو اس پر مطلق شبہ نہیں ہو سکتا کہ جرمنی میں راسخ العقیدہ لوگوں اور برنشٹائن کے حامیوں کے درمیان، فرانس میں گیدیسٹوں اور ژوریسیسٹوں (اور اب خاص طور سے بروسیسٹوں) (۳۶) کے درمیان، برطانیہ میں سوشل ڈیموکریٹک فیڈریشن اور انڈی‌پنڈنٹ لیبر پارٹی (۳۷) کے درمیان، بلجیم میں بروکیر اور وانڈرویلڈے کے درمیان، اٹلی میں اینٹیگرالیسٹ اور اصلاحات پسندوں (۳۸)

کے درمیان اور روس میں بالشویکوں اور مینشویکوں (۳۹) کے درمیان تعلقات بنیادی طور پر یکساں هیں حالانکه اپنی اپنی موجوده حالت میں ان تمام ملکوں کے قومی حالات اور تاریخی اجزا ایک دوسرے سے بالکل مختلف هیں۔ حقیقت یه هے که دنیا کے مختلف ملکوں میں موجوده بین الاقوامی اشتراکی تحریک کی یه "تقسیم" ان هی خطوط پر هو رهی هے۔ ۳۰ یا ۴۰ برس پہلے کے مقابلے میں جب که مختلف ملکوں میں بچ میل رجحانات ایک هی تحریک کے اندر ایک دوسرے کے خلاف جدوجہد کیا کرتے تھے، موجوده صورت حال بین الاقوامی اشتراکی تحریک کی زبردست ترقی کا ثبوت پیش کرتی هے۔ "بائیں بازو کی ترمیم پرستی"، جو لاطینی ملکوں میں "انقلابی سنڈیکلزم" (۴۰) کی شکل اختیار کر رهی هے وه بھی مارکس‌ازم کو اپنے مطابق ڈھالنے اور اس میں "ترمیمیں کرنے" کی کوشش کر رهی هے— اٹلی میں لابریولا اور فرانس میں لگاردیل اکثر مارکس کے نام پر اپیل کرتے هیں که کون مارکس کو صحیح سمجھتا هے اور کون غلط۔

یہاں هم اس ترمیم پرستی کے نظریاتی سافیه کا تجزیه نہیں کریں گے جس نے ابھی تک موقع پرست ترمیم پرستی کی حد تک نشو و نما نہیں پائی هے — وه تاحال کسی ایک ملک میں بھی اشتراکی پارٹی کے خلاف واحد بڑی عملی لڑائی کی آزمائش پر پوری نہیں اتری هے اور نه بین الاقوامی بنی هے۔ اس لئے هم اپنے آپ کو "دائیں بازو کی ترمیم پرستی" تک محدود رکھیں گے جس کا ذکر اوپر کیا گیا هے۔

سرمایه‌دارانه سماج میں ترمیم پرستی کی ناگزیری کا سرچشمه کیا هے؟ وه قومی خصوصیات اور سرمایه‌دارانه ارتقا کے مدارج میں فرق کے باوجود اتنی گہری کیوں هے؟ هر سرمایه‌دارانه ملک میں پرولیتاریه کے پہلو به پہلو همیشه پیٹی بورژوازی، چھوٹے نجی مالکوں کی بڑی پرت بھی هوتی هے۔ سرمایه‌داری چھوٹے پیمانے کی پیداوار سے ابھری هے اور اب بھی مسلسل ابھر رهی هے۔ سرمایه‌داری ناگزیر طور پر ایک تعداد میں نئی "درمیانی پرت" کو باربار وجود میں لاتی هے (کارخانے کا ذیلی شعبه، گھر پر کام کرنے والے یا چھوٹی چھوٹی ورکشاپیں جو بڑی صنعتوں، مثلاً سائیکل اور موٹر کی صنعتوں کی ضروریات پوری کرتی هیں اور ملک

بھر میں پھیلی ہوتی ہیں)۔ یہ نئے چھوٹے پیمانے پر پیداوار کرنےوالے اسی طرح ناگزیر طور پر پھر پرولیتاریہ کی صفوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے یہ بالکل قدرتی بات ہے کہ بڑی بڑی مزدور پارٹیوں کی صفوں میں پیٹی بورژوا نظریہٴ زندگی بار بار ابھرے۔ یہ بالکل قدرتی بات ہے کہ ایسا ہو اور یہ ہمیشہ ہوتا رہےگا، اس وقت تک جب تک پرولیتاری انقلاب کی قسمت جاگ نہ اٹھے۔ یہ خیال کرنا سخت غلطی ہوگی کہ ایسے انقلاب کو انجام دینے کےلئے آبادی کی اکثریت کو ''مکمل طور پر'' پرولیتاری بنانا ضروری ہے۔ آج جس چیز سے ہم صرف نظریے کے میدان میں اکثر دو چار ہو رہے ہیں، یعنی مارکس میں نظریاتی ترمیمیں کرنے پر مباحثوں سے، جو چیز اس وقت عمل میں مزدور تحریک کے محض انفرادی ضمنی مسائل پر ابھر رہی ہے جیسے کہ ترمیم پرستوں سے طریقہٴکار پر اختلافات اور اس بنیاد پر پھوٹ — اس سے مزدور طبقہ اس وقت بےمثال کہیں بڑے پیمانے پر دوچار ہوگا جب پرولیتاری انقلاب تمام متنازع سوالات کو شدید بنا دےگا اور تمام اختلافات کو ان نکتوں پر مرکوز کر دےگا جو عوام کا رویہ معلوم کرنے کے لئے سب سے زیادہ فوری اہمیت رکھتے ہیں، اور اس سے ہی جدوجہد کے دوران مزدور طبقے کے لئے ضروری ہو جائےگا کہ دوست اور دشمن میں تمیز کرے اور دشمن پر فیصلہ کن دھاوا بولنے کے لئے برے اتحادیوں کو صفوں سے باہر نکال پھینکے۔

انیسویں صدی کے آخر میں انقلابی مارکس‌ازم نے ترمیم پرستی کے خلاف جو جدوجہد کی تھی وہ پرولیتاریہ کی عظیم انقلابی لڑائیوں کا دیباچہ ہے جو پیٹی بورژوازی کے تمام تذبذب اور کمزوریوں کے باوجود اپنے نصب العین کی مکمل کامرانی کی جانب پیش قدمی کر رہا ہے۔

۳ (۱۶) اپریل ۱۹۰۸ء کے بعد نہیں لکھا گیا۔
۱۹۰۸ء میں ''کارل مارکس (''۱۸۱۸—۸۳ء'') پر منتخب مضامین کے مجموعے میں شائع ہوا۔

لینن کا مجموعہٴ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۱۷، صفحات ۱۵—۲۶۔

دستخط: ول۔ ایلین

یورپ کی مزدور تحریک میں اختلافات

یورپ اور امریکہ کی موجودہ مزدور تحریک کے اندر طریقۂ کار سے وابستہ جو اصولی اختلافات پیدا ہو گئے ھیں انھیں اگر اختصار سے بیان کیا جائے تو یہ دو بڑے بڑے رجحانات کے خلاف ایک جدوجہد ھے جو مارکس‌ازم سے جدا ہو رہے ھیں، اور مارکس‌ازم درحقیقت اس تحریک کا غالب نظریہ بن گیا ھے۔ یہ رجحانات ھیں ترمیم پرستی (موقع پرستی، اصلاح پسندی) اور نراجیت (نراجی سنڈیکلزم، نراجی سوشلزم)۔ مارکسی نظریہ اور مارکسی طریقۂ کار جو آج مزدور تحریک پر چھائے ہوئے ھیں، ان سے یہ دونوں انحرافات تمام تہذیب یافتہ ملکوں کی نصف صدی پرانی وسیع مزدور تحریک کی تاریخ میں بھی مختلف شکلوں اور مختلف رنگوں میں پائے گئے ھیں۔

صرف یہی حقیقت دکھاتی ھے کہ ان انحرافات کو اتفاقیہ امر سے، افراد یا گروپوں کی غلطیوں سے یا قومی خصوصیات اور روایات کے اثر وغیرہ سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔ ان کے اسباب کی گہری جڑیں معاشی نظام میں اور تمام سرمایہ‌دار ملکوں کی نشو و نما کے کردار میں تلاش کرنا چاھئے جو مسلسل ایسے انحرافات کو جنم دیتی ھیں۔ ان اسباب کی ایک دلچسپ علمی تلاش ھمیں ''مزدور تحریک میں طریقۂ کار پر اختلافات،، نامی کتابچے میں ملتی ھے (Anton Pannekoek «Die taktischen Differenzen in der Arbeiterbewegung». Hamburg, Erdmann Dubber, 1909) جسے پچھلے سال ھالینڈ کے ایک مارکسسٹ انتونی پانے کوک نے شائع کیا ھے۔ ھمارے اس جائزے میں ھم اپنے

قارئین کو پانےکوک کے اخذشدہ نتائج سے واقف کرانا چاہتے ہیں جو ہر لحاظ سے بالکل صحیح ہیں۔

ایک سب سے گمبھیر سبب جس سے وقتاً فوقتاً طریقہ کار سے متعلق اختلافات پیدا ہوتے ہیں خود مزدور تحریک کی بالیدگی ہے۔ اگر اس تحریک کو کسی خیالی نصب العین کے پیمانے سے ناپنے کے بجائے اسے عام جیتے جاگتے انسانوں کی عملی تحریک سمجھا جائے تو پھر یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ نئے ''رنگروٹوں،، کے بڑی تعداد میں شریک ہونے اور محنت کشوں کے نئے نئے دستے شامل ہونے کے ساتھ ساتھ لازمی طور پر نظریے اور طریقہ کار کے میدان میں تذبذب پیدا ہوگا اور پرانی غلطیاں دھرائی جائیں گی، فرسودہ خیالات اور فرسودہ طریقوں کو پھر عارضی طور پر استعمال کیا جائے گا، وغیرہ۔ اس لئے ہر ملک کی مزدور تحریک وقتاً فوقتاً رنگروٹوں کی ''تربیت،، پر حسب ضرورت اپنی توانائی، توجہ اور وقت صرف کرتی ہے۔

مزید برآں۔ مختلف ملکوں میں اور قومی معیشت کے مختلف شعبوں میں سرمایہ‌داری کی نشو و نما کی رفتار یکساں نہیں ہوتی۔ جہاں بڑے پیمانے کی صنعت سب سے زیادہ ترقی‌یافتہ ہوتی ہے وہاں کا مزدور طبقہ اور اس کے نظریاتی معلم مارکس‌ازم کو انتہائی آسانی اور تیزی سے، مکمل طور پر اور پائدار طریقے سے جذب کر لیتے ہیں۔ اور ایسے معاشی تعلقات جو پسماندہ ہیں یا جن کی ترقی سست ہے، مزدور تحریک کے اندر مسلسل ایسے لوگ پیدا کرتے ہیں جو مارکس‌ازم کے بس چند پہلو، نئے نظریہ زندگی کے بعض اجزا یا الگ الگ نعرے اور مطالبے سمجھ سکتے ہیں۔ وہ اس قابل نہیں ہوتے کہ عام طور پر بورژوا نظریہ زندگی کی اور خاص طور پر بورژوا جمہوری نظریہ زندگی کی تمام روایتوں سے قطعی طور پر اپنا ناتا توڑ ڈالیں۔

اس کے علاوہ اختلافات کا ایک مستقل سرچشمہ سماجی ارتقا کی جدلیاتی نوعیت بھی ہے کیونکہ یہ ارتقا تضادوں کی شکل میں اور تضادوں کے ذریعے عمل میں آتا ہے۔ سرمایہ‌دارانہ نظام اس لئے ترقی پسند ہے کہ وہ پیداوار کے پرانے طریقوں کو ختم کر دیتا ہے اور پیداواری قوتوں کو نمو بخشتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ

ھی اپنے ارتقا کے ایک خاص دور میں وہ پیداواری قوتوں کی ترقی روک دیتا ھے۔ سرمایہ‌داری مزدوروں کا طبقاتی شعور بڑھاتی ھے، انھیں منظم کرتی ھے اور ڈسپلن سکھاتی ھے، لیکن انھیں کچلتی بھی ھے، ان پر ظلم بھی کرتی ھے اور پستی، غربت وغیرہ کا راستہ کھولتی ھے۔ سرمایہ‌داری کی کوکھ سے ھی اس کی قبر کھودنے‌والے اور نئے نظام کے عناصر جنم لیتے ھیں۔ لیکن یہ منفرد عناصر ”جست،، کے بغیر نہ تو عام حالات کو بدل سکتے ھیں اور نہ سرمایہ کی حکمرانی پر ضرب لگا سکتے ھیں۔ یہ مارکس‌ازم، جدلیاتی مادیت کا نظریہ ھی ھے جو زندہ حقیقت کے اور سرمایہ‌داری اور مزدور طبقے کی تحریک کی زندہ تاریخ کے تضادوں کو محیط کرنے کے قابل ھے۔ یہ کہنا ضروری نہیں کہ عوام کتابوں سے نہیں بلکہ زندگی سے سیکھتے ھیں۔ یہی وجہ ھے کہ بعض افراد یا گروپ سرمایہ‌دارانہ ارتقا کی کبھی ایک خصوصیت کو تو کبھی دوسری کو، اس ارتقا کے کبھی ایک ”سبق،، کو تو کبھی دوسرے کو اعلی و ارفع قرار دے کر یک طرفہ نظریے کو، طریقۂ کار کے یک طرفہ اصول کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتے ھیں۔

بورژوا نظریے‌داں، اعتدال پسند اور جمہوریت پسند جو نہ تو مارکس‌ازم کو سمجھتے ھیں اور نہ جدید مزدور تحریک کو، ھمیشہ ایک بے‌معنی انتہا سے دوسری بے معنی انتہا تک جھولتے رھتے ھیں۔ کبھی وہ معاملے کو سمجھانے کے لئے اس پر زور دیتے ھیں کہ شرپسند افراد ایک طبقے کو دوسرے طبقے کے خلاف ”بھڑکاتے،، ھیں اور کبھی اس خیال سے اپنا دل بہلاتے ھیں کہ مزدوروں کی پارٹی ”اصلاحات کی حامی پرامن پارٹی،، ھے۔ دراصل نراجی سنڈیکلزم اور اصلاح پسندی دونوں بورژوا نظریۂ زندگی اور اس کے اثرات کی براہ راست پیداوار ھیں۔ وہ مزدور تحریک کے ایک پہلو کو غنیمت سمجھ کر فائدہ اٹھاتی ھیں، یک رخی کو بڑھا کر نظریے کا مرتبہ دیتی ھیں اور تحریک کے ان رجحانات اور خط و خال کو جو ایک معین دور کی، مزدور طبقے کی سرگرمی کے معین حالات کی خاص خصوصیت ھوتی ھیں باھمی طور پر مسترد کرتی ھیں۔ لیکن اصل زندگی اور اصل تاریخ میں یہ سب مختلف رجحانات شامل ھوتے ھیں، بالکل اسی طرح جیسے کہ فطرت

کے اندر زندگی اور نشو و نما میں آہستہ ارتقا اور تیز جستیں ، تسلسل میں وقفے دونوں شامل ہوتے ہیں۔

" جستوں "، کے بارے میں اور مزدور طبقے کی تحریک کے اصولی طور پر تمام کے تمام پرانے سماج کے مخالف ہونے کے بارے میں سب دلیلوں کو ترمیم پسند شاندار لفاظی خیال کرتے ہیں۔ وہ اصلاحات کو سوشلزم کی جزوی عمل پذیری تصور کرتے ہیں۔ نراجی سنڈیکلسٹ " گھٹیا کام "، کو ، خاص کر پارلیمانی پلیٹ‌فارم استعمال کرنے کو مسترد کرتے ہیں۔ عملاً مؤخرالذکر طریقۂ کار کا مطلب ان قوتوں کو متحد کرنے کی نااہلیت ہے جو عظیم واقعات کی خالق ہوتی ہیں ، اور اس کا مطلب " عظیم دنوں "، کا صرف انتظار کرنا ہے۔ یہ دونوں رجحانات اس چیز کو روکتے ہیں جو سب سے زیادہ اہم اور ضروری ہے : مزدوروں کو بڑی ، طاقتور اور مناسب طریقے سے عمل کرنےوالی ایسی تنظیموں میں متحد کرنا جو ہر قسم کے حالات میں بخوبی کام کرنے کی اہل ہوں ، جن میں طبقاتی جدوجہد کا جذبہ بسا رچا ہوا ہو ، جو اپنے مقاصد کو واضح طور پر سمجھتی ہوں اور جن کی تربیت سچے مارکسی نظریۂ زندگی کی بنیاد پر ہوئی ہو۔

یہاں ہم اصل موضوع سے ذرا ہٹنے کی اجازت چاہیں‌گے اور غلط فہمی سے بچنے کےلئے بطور جملۂ معترضہ عرض کریں‌گے کہ پانے کوک نے اپنے تجزیے میں صرف مغربی یورپ کی تاریخ ، خاص کر جرمنی اور فرانس کی تاریخ سے مثالیں پیش کی ہیں اور روس کا مطلق حوالہ نہیں دیا ہے۔ اگر کبھی یہ محسوس ہوتا ہے کہ وہ اشاروں کنایوں میں روس کا ذکر کر رہا ہے تو صرف اس لئے کہ روس اور مغرب کے درمیان ثقافت ، روزمرہ کی زندگی اور تاریخی اور معاشی نشو و نما کے سلسلے میں جو وسیع فرق ہے اس کے باوجود ایسے بنیادی رجحانات جو مارکسی طریقۂ کار سے انحراف پیدا کرنے کے ذمےدار ہیں ہمارے ملک میں بھی پائے جاتے ہیں۔

آخر میں ، مزدور تحریک میں حصہ لینے والوں کے درمیان اختلافات پیدا ہونے کی ایک انتہائی اہم وجہ عام طور پر حکمران طبقوں کے طریقہ کار میں تبدیلیاں اور خاص کر بورژوازی کے طریقہ کار میں تبدیلیاں ہیں۔ اگر بورژوازی کا طریقہ کار ہمیشہ

یکساں یا کم‌ازکم ایک ہی قسم کا ہوتا تو مزدور طبقہ اسی طرح کے یکساں یا ایک ہی قسم کے طریقۂ کار سے بہت جلد اس کا جواب دینا سیکھ لیتا ۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہر ملک میں بورژوازی اپنے مفادات کے واسطے لڑنے کے لئے اور اپنا غلبہ قائم رکھنے کے لئے لازمی طور پر حکمرانی کے دو اصول ، دو طریقے مقرر کرتا ہے ۔ اور یہ طریقے بعض اوقات تو یکے بعد دیگرے استعمال کئے جاتے ہیں اور بعض اوقات ان کے تانے بانے کی متعدد شکلوں میں ۔ ان میں سے پہلا طریقہ تشدد کا طریقہ ہے ۔ یہ طریقہ مزدور تحریک کو کوئی بھی رعایت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا ، یہ طریقہ پرانے اور فرسودہ اداروں کی پشت پناہی کرتا ہے ، یہ بلا مصالحت اصلاحات کو مسترد کرنے کا طریقہ ہے ۔ یہ ہے قدامت پرست پالیسی کی نوعیت جو اب مغربی یورپ میں زمین کے مالک طبقات کی کم سے کم پالیسی اور عام طور پر بورژوازی کی زیادہ سے زیادہ گوناگوں پالیسی بنتی جا رہی ہے ۔ دوسرا طریقہ " اصلاح پسندی "، سیاسی حقوق وسیع کرنے کی جانب ، اصلاحات ، رعایات وغیرہ وغیرہ کی جانب اقدام کا طریقہ ہے ۔

اگر بورژوازی ایک طریقے کو چھوڑ کر دوسرا طریقہ اختیار کرتا ہے تو کینہ پرور افراد کی وجہ سے نہیں اور نہ اتفاق سے ، بلکہ خود اپنی حیثیت کی بنیادی طور پر متضاد نوعیت کے سبب وہ ایسا کرتا ہے ۔ مضبوط بنیاد پر قائم شدہ ایک نمائندہ نظام کے بغیر ، عوام کو بعض سیاسی حقوق دئے بغیر کوئی بھی معیاری سرمایہ‌دارانہ سماج کامیابی سے ترقی نہیں کر سکتا ۔ اس کا بلند " ثقافتی "، تقاضوں کے سبب ممتاز ہونا ضروری ہے ۔ اور یہ کم سے کم ثقافت کے تقاضے خود سرمایہ‌دارانہ طریقۂ پیداوار کے حالات پیدا کرتے ہیں جہاں اعلی ٹکنیک ، پیچیدگی ، لچکیلاپن ، حرکت پذیری ، عالمی مقابلے کی تیزرفتار ترقی وغیرہ کاربند ہوتے ہیں ۔ چنانچہ بورژوازی کے طریقۂ کار میں تذبذب اور تشدد کے اصول کی جگہ بظاہر رعایتوں کے اصول کی جانب عبور گذشتہ آخری نصف صدی میں تمام یورپی ملکوں کی تاریخ کی خصوصیت رہے ہیں ، مختلف ملکوں نے معین زمانوں میں ابتداً ایک طریقے کا استعمال اختیار کیا یا دوسرے طریقے کا ۔ مثال کے طور پر ، ۱۹ ویں صدی کی

ساتویں اور آٹھویں دھائیوں میں برطانیہ ’’اعتدال پسند،، بورژوا پالیسی کا مستند ملک تھا اور جرمنی آٹھویں اور نویں دھائیوں میں تشدد کے طریقے وغیرہ کا پابند رہا۔

جرمنی میں جب یہ طریقہ رائج تھا تو بورژوا حکومت کے اس مخصوص اصول کا یک طرفہ رد عمل نراجی سنڈیکلزم کی بڑھتی ہوئی شکل میں ظاہر ہوا، اس وقت مزدور تحریک میں وہ نراجیت کے نام سے پکاری جاتی تھی (۱۹ ویں صدی کی آخری دھائی کے شروع میں ’’نوجوان،، (۴۱)، نویں دھائی کی ابتدا میں جوھن موست)۔ اور جب ۱۸۹۰ء میں ’’رعایتوں،، کا نفاذ شروع ہوا، تو جیسا ہمیشہ ہوتا ہے، یہ تبدیلی مزدور تحریک کے لئے اور بھی زیادہ خطرناک ثابت ہوئی اور اس نے بھی بورژوا ’’اصلاح پسندی،، کا ویسا ہی یک طرفہ رد عمل پیدا کیا — مزدور تحریک میں موقع پرستی۔ پانےکوک لکھتے ہیں : ’’بورژوازی کی اعتدال پسند پالیسی کا صریحی اور اصل مقصد مزدوروں کو گمراہ کرنا، ان کی صفوں میں پھوٹ ڈالنا، ان کی پالیسی کو بےدم کرنا، اسے ہمیشہ بےدم اور چند روزہ نقلی اصلاحات کی بےدم حاشیہ نشینی میں تبدیل کر دینا ہے۔،،

اکثر اوقات بورژوازی ایک خاص مدت کےلئے ’’اعتدال پسند،، پالیسی کے ذریعے اپنا مقصد حاصل کرتا ہے جو پانےکوک کے بجا الفاظ میں ’’زیادہ چالاک،، پالیسی ہے۔ بعض اوقات ظاہری رعایتوں سے مزدوروں کا ایک حصہ اور ان کے نمائندوں کی ایک ٹکڑی دھوکا کھا جاتی ہے۔ چنانچہ ترمیم پرست دعوی کرتے ہیں کہ طبقاتی جدوجہد کا اصول ’’فرسودہ،، ہو چکا ہے، یا وہ ایسی پالیسی پر گامزن ہوجاتے ہیں جو درحقیقت طبقاتی جدوجہد سے دستبرداری ہے۔ یہ بورژوا طریقۂکار کے پیچ و خم ہیں جو مزدور تحریک میں ترمیم پرستی بڑھاتے ہیں اور کبھی کبھی تو مزدور تحریک کے اندر اختلافات کو براہ راست پھوٹ تک پہنچا دیتے ہیں۔

یہی تمام اسباب جو یہاں بیان کئے گئے مزدور تحریک میں اور پرولیتاریہ کی صفوں میں طریقۂکار کے سوال پر اختلافات پیدا کرتے ہیں۔ لیکن پرولیتاریہ اور اس سے رابطہ رکھنےوالے پیٹی بورژوازی کے مختلف حصوں کے درمیان جن میں کسان بھی شامل ہیں نہ کوئی

دیوار چین حائل ہے اور نہ حائل ہو سکتی ہے۔ تو پھر یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ پیٹی بورژوازی کے بعض افراد، گروپوں اور حصوں کی پرولیتاریہ کی صفوں میں شمولیت مؤخرالذکر کے طریقۂ کار میں تذبذب پیدا کرتی ہے۔

مختلف ملکوں میں مزدور تحریک کا تجربہ ہمیں عملی نوعیت کی ٹھوس مثالوں کے ذریعے مارکسی طریقۂ کار کا جوہر سمجھنے میں مدد دیتا ہے۔ اس سے نوخیز ملکوں کو مارکس‌ازم سے انحرافات کا صحیح طبقاتی مفہوم واضح طور پر پہچاننے اور ان انحرافات کا زیادہ کامیابی کے ساتھ مقابلہ کرنے میں مدد ملتی ہے۔

"زویزدا"، شمارہ ۱، ۱۶ دسمبر ۱۹۱۰ء۔
دستخط: و۔ ایلین۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۲۰، صفحات ۶۲—۶۹۔

روسی سوشل ڈیمو کریٹک تحریک کے اندر اصلاح پسندی

حالیہ دھائیوں میں سرمایہ‌داری کی زبردست ترقی اور تمام مہذب ملکوں میں مزدور تحریک کی تیز رفتار بالیدگی نے پرولیتاریہ کی جانب بورژوازی کے رویے میں بڑی تبدیلی پیدا کر دی ہے۔ نجی ملکیت اور مقابلے کی آزادی کے مطلق تقدس کی مدافعت میں سوشلزم کی تمام بنیادی تعلیمات کے خلاف علانیہ، اصولی اور براہ راست جدوجہد کرنے کے بجائے یورپ اور امریکہ کا بورژوازی اپنے نظریہ دانوں اور سیاسی رہنماؤں کے ذریعے سماجی انقلاب کے خیال کے برخلاف نام نہاد سماجی اصلاحات کے حق میں زیادہ سے زیادہ آواز بلند کر رہا ہے۔ اشتراکیت کے مقابلے میں اعتدال پسندی نہیں بلکہ اشتراکی انقلاب کے مقابلے میں اصلاح پسندی — یہ ہے جدید، "ترقی یافتہ" اور تعلیم یافتہ بورژوازی کا نسخہ۔ کسی معین ملک میں سرمایہ‌داری کی جتنی زیادہ نشوونما ہوتی ہے، بورژوازی کی حکمرانی جتنی زیادہ بلاشرکت غیرے رہتی ہے اور جتنی زیادہ سیاسی آزادی کا چلن ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ وسیع پیمانے پر اس "جدیدترین" بورژوا نعرے کا استعمال کیا جاتا ہے: انقلاب کے مقابلے میں اصلاحات، بورژوازی کی حکمرانی کا تختہ انقلاب کے ذریعے الٹنے کے مقابلے میں مزدور طبقے میں پھوٹ ڈالنے اور اسے کمزور بنانے اور بورژوازی کی حکمرانی قائم رکھنے کی غرض سے تباہ ہونے‌والے نظام میں جزوی طور پر پیوندکاری۔

اشتراکیت کے عالمی ارتقا کے نقطۂ نظر سے مذکورۂ بالا تبدیلی کو ایک بڑا قدم سمجھنا چاہئے۔ ابتدا میں جب اشتراکیت اپنے وجود کے لئے لڑ رہی تھی اس وقت اس کا سامنا ایسے بورژوازی سے تھا جسے اپنی قوت پر زعم تھا اور جو معاشی اور سیاسی خیالات کے

ایک سالم نظام کی حیثیت سے اعتدال پسندی کی بےباکی اور ثابت قدمی سے مدافعت کر رہا تھا۔ اب اشتراکیت نشوونما پاکر ایک طاقت بن گئی ہے اور اس نے تمام مہذب دنیا میں اپنے وجود کا حق حاصل کرلیا ہے۔ وہ اب سیاسی اقتدار کے لئے لڑ رہی ہے اور بورژوازی جس کا شیرازہ بکھر رہا ہے اور جو اپنی ناگزیر تباہی محسوس کر رہا ہے، جزوی اور جعلی رعایتوں کی قیمت ادا کرکے اس دن کو ٹالنے کی اور نئے حالات میں اپنی حکمرانی جاری رکھنے کی ہر ممکن کوشش کر رہا ہے۔

تمام مہذب دنیا کی پوری معاشی اور سیاسی حالت میں جو تبدیلیاں ہوئی ہیں ان کا بالکل لازمی نتیجہ مزدور تحریک کے اندر انقلابی سوشل ڈیموکریسی کے خلاف اصلاح پسندی کی جدوجہد میں شدت ہے۔ مزدور تحریک کی بالیدگی سے قدرتی طور پر متاثر ہوکر پیٹی بورژوا عناصر کی ایک تعداد اس کی صفوں میں شامل ہوتی ہے۔ اور یہ لوگ بورژوا نظریات کے زیر اثر ہوتے ہیں، ان سے چھٹکارا حاصل کرنے میں انہیں دقت ہوتی ہے اور وہ بار بار ان نظریات کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں۔ اس جدوجہد کے بغیر، انقلاب سے پہلے اشتراکی ''سونٹین،، پارٹی اور اشتراکی ''ژیروندا،، (۴۲) کے درمیان اصولی سوالات پر واضح حدبندی کئے بغیر اور انقلاب کے دوران موقع پرست پیٹی بورژوا عناصر سے نئی تاریخی قوت کے پرولیتاری انقلابی عناصر کا تعلق مکمل طور پر قطع کئے بغیر ہم تصور تک نہیں کر سکتے کہ پرولیتاریہ سماجی انقلاب انجام دے سکتا ہے۔

بنیادی طور پر روس کی حالت بھی ایسی ہی ہے۔ چونکہ ہم یورپ کے مقابلے میں پسماندہ ہیں (ایشیا کے ترقی‌یافتہ حصے سے بھی پیچھے) اور بورژوا انقلابوں کے دور سے گزر رہے ہیں اس لئے ہمارے ہاں معاملات زیادہ پیچیدہ، دھندلے اور معتدل ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ روسی اصلاح پسندی کو اس کا مخصوص ہٹیلاپن ممتاز کرتا ہے، بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ وہ زیادہ مہلک بیماری کا پیش خیمہ ہے اور پرولیتاریہ اور انقلاب کے مقصد کے لئے کہیں زیادہ خطرناک ہے۔ ہمارے ملک میں اصلاح پسندی کے بیک وقت دو سرچشمے ہیں۔ پہلا، مغربی یورپ کے ملکوں کے مقابلے

میں روس بہت زیادہ پیٹی بورژوا ملک ہے ۔ اس لئے ہمارا ملک اکثر ایسے افراد ، گروپ اور رجحانات زیادہ پیدا کرتا ہے جن کا اشتراکیت کی جانب رویہ متضاد ، غیرثابت قدم ، متلون ہوتا ہے جو عام طور پر پیٹی بورژوازی کی نشانی ہے (کبھی " پرجوش عشق "، تو کبھی ذلیل بےوفائی) ۔ دوسرا ، ہمارے ملک کے پیٹی بورژوا لوگ ہمارے بورژوا انقلاب کے کسی بھی دور کی ہرناکامی سے آسانی سے اور فوراً ہمت ہار بیٹھتے ہیں اور ذہنی طور پر غداری کے شکار ہو جاتے ہیں ، وہ ایک ایسے مکمل جمہوری انقلاب کے مقاصد سے ہاتھ اٹھا لینے کےلئے زیادہ تیار رہتے ہیں جو روس کو قرون وسطی کے نظام اور کسان غلامی کی باقیات سے پوری طرح پاک صاف کر دے ۔

ہم پہلے سرچشمے پر زیادہ بحث نہیں کریں گے ۔ یہاں بس یہ ذکر کر دینا کافی ہے کہ دنیا میں شاید ہی کوئی ایسا ملک ہو جہاں اشتراکیت کی ہمدردی تیزی سے " پلٹا " کھا کر انقلاب دشمن اعتدال پسندی کی ہمدردی میں بدل جاتی ہو جیسا کہ ہمارے استرووے ، ایزگویف اور کراؤلوف وغیرہ جیسے حضرات نے کیا ہے ۔ لیکن یہ حضرات نہ تو استثنی ہیں اور نہ جداجدا افراد ، بلکہ وسیع پیمانے پر پھیلے ہوئے رجحانات کی نمائندگی کرتے ہیں ! جذباتی لوگ جن کی زیادہ تر تعداد سوشل ڈیموکریٹک تحریک کی صفوں سے باہر ہے ، لیکن کچھ تعداد ان کے اندر بھی ہے ، جو " شدید "، مناظروں اور " حد فاصل کھینچنے کے شوق " وغیرہ کے خلاف وعظ دیا کرتے ہیں ، وہ ان تاریخی حالات کو سمجھنے سے بالکل قاصر ہیں جو روس میں سوشلزم سے اعتدال پسندی کی طرف پلٹا کھانے کے لئے " بےحد "، " جذبہ " ابھارتے ہیں ۔

اب روس میں اصلاح پسندی کے دوسرے سرچشمے کو لیجئے ۔

ہمارا بورژوا انقلاب ابھی تک پورا نہیں ہوا ہے ۔ اس انقلاب نے جو مسائل سپرد کئے ہیں اور جنہیں معاشی ارتقا کی پوری کی پوری خارجی راہ عائد کرتی ہے انہیں حل کرنے کے لئے سطلق العنانی نئے راستے تلاش کر رہی ہے ۔ لیکن وہ اس میں ناکام رہی ہے ۔ خواہ وہ زنگ آلود زارشاہی کو ملمع کی ہوئی بورژوا بادشاہت میں تبدیل کرنے کا تازہ ترین اقدام ہو ، یا قومی

پیمانے پر اسرا اور بورژوازی کی بالائی پرت کی ملی جلی تنظیم (تیسری دوما (۴۳)) ، یا پھر علاقائی افسروں (۴۴) کے ذریعے بورژوا زرعی پالیسی کا نفاذ — ان سب سے کوئی بھی '' انتہائی ،، تدبیر ، یہاں تک کہ زارشاھی کے اپنے آخری میدان میں یعنی بورژوا ارتقا کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کے میدان میں اس کی '' تازہ ترین ،، کوششیں ناکافی ثابت ہوئیں ۔ کسی تدبیر نے کام نہیں کیا ! ایسی ترکیبوں سے '' اصلاح شدہ ،، روس نہ صرف جاپان کی ھمسری نہیں کر سکتا بلکہ غالباً چین کے بھی پیچھے چلنے لگا ھے ۔ چونکہ بورژوا جمہوری فرائض پورے نہیں ہوئے ھیں اس لئے انقلابی بحران ناگزیر ھے ۔ اب وہ پھر پختہ ھو رھا ھے اور ایک بار پھر ھم اس کی جانب بڑھ رھے ھیں ، نئے طریقے سے ، پہلے کی طرح پرانے طریقے سے نہیں ، نہ اسی رفتار سے اور نہ صرف پرانی شکلوں میں — لیکن ھم اس کی جانب بڑھ رھے ھیں ، اس کے متعلق کوئی شبہ نہیں ۔

ان حالات میں پرولیتاریہ کے سامنے جو فرائض ھیں وہ پوری طرح اور صریحی طور پر معین ھیں ۔ ھم عصر سماج میں واحد ثابت قدم انقلابی طبقے کی حیثیت سے اسے مکمل جمہوری انقلاب کے لئے تمام لوگوں کی جدوجہد میں ، ظالموں اور استحصال کرنے والوں کے خلاف تمام محنت کش اور استحصال شدہ عوام کی جدوجہد میں رھنما ھونا چاھئے ۔ پرولیتاریہ اسی وقت انقلابی بنتا ھے جب اسے اپنی قیادت کے خیال کا شعور ھوتا ھے اور جب وہ اسے عملی جامہ پہناتا ھے ۔ پرولیتاریہ جسے اس فرض کا شعور ھے وہ اس غلام کی طرح ھے جس نے غلامی کے خلاف بغاوت کر دی ھو ۔ پرولیتاریہ جسے اس خیال کا شعور نہیں ھے کہ اس کے طبقے کو رھنما ھونا چاھئے یا جو اس خیال کو مسترد کرتا ھے وہ اس غلام کی مانند ھے جو اپنی غلامی کی حیثیت محسوس نہیں کرتا ، یا زیادہ سے زیادہ ایسا غلام ھے جو غلامی کا جوا اتار پھینکنے کے لئے نہیں بلکہ بہ حیثیت غلام کے اپنی حالت بہتر کرنے کے لئے جدوجہد کرتا ھے ۔

اس لئے ظاھر ھے کہ '' ناشا زاریا ،، (۴۵) سے تعلق رکھنے والے ھمارے اصلاح پسندوں کے ایک نوجوان رھبر لیوتسکی صاحب کا

مشہور فارمولا، جو کہتے ہیں کہ روسی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کو ”قیادت نہیں بلکہ طبقاتی پارٹی“ ہونا چاہئے انتہائی ثابت قدم اصلاح پسندی کا فارمولا ہے۔ اس کے علاوہ یہ سراسر غداری کا بھی نعرہ ہے۔ ”قیادت نہیں بلکہ طبقاتی پارٹی“ کہنے کا مطلب بورژوازی کا راستہ، اعتدال پسندوں کا راستہ اختیار کرنا ہے جو ہمارے زمانے کے غلام یعنی مزدوری کمانےوالے سے فرماتے ہیں: ”غلام کی حیثیت سے اپنی حالت بہتر کرنے کےلئے جدوجہد کرو لیکن غلامی کا جوا اتار پھینکنے کے خیال کو خطرناک یوٹوپیا سمجھو“! لیوتسکی کے فارمولے کا برنشٹائن کے مشہور فارمولے سے مقابلہ کیجئے — ”تحریک سب کچھ ہے، آخری مقصد کچھ بھی نہیں“۔ آپ دیکھیں گے کہ وہ ایک ہی خیال کی مختلف شکلیں ہیں۔ دونوں صرف اصلاحات کو تسلیم کرتے ہیں اور انقلاب سے دستبردار ہوتے ہیں۔ برنشٹائن کا فارمولا گنجائش کے اعتبار سے وسیع تر ہے اس لئے کہ اس میں اشتراکی انقلاب (= بورژوا سماج کی پارٹی کی حیثیت سے سوشل ڈیموکریسی کا آخری مقصد) کا تصور موجود ہے۔ لیوتسکی کا فارمولا بہت محدود ہے اس لئے کہ وہ عام طور سے انقلاب کو مسترد کرتا ہے اور خاص طور سے وہ چیز مسترد کرتا ہے جس سے ۷—۱۹۰۵ء میں اعتدال پسندوں کو سب سے زیادہ نفرت تھی — یہ حقیقت کہ مکمل جمہوری انقلاب کی جدوجہد میں پرولیتاریہ نے ان کے ہاتھ سے عوام کی (خاص کر کسانوں کی) قیادت چھین لی تھی۔

مزدوروں کو یہ وعظ دینا کہ انہیں جس کی ضرورت ہے وہ ”قیادت نہیں بلکہ طبقاتی پارٹی“ ہے اعتدال پسندوں کے حق میں پرولیتاریہ کے نصب العین سے غداری ہے، اس کا مطلب یہ وعظ دینا ہے کہ سوشل ڈیموکریٹک مزدور پالیسی کی جگہ اعتدال پسند مزدور پالیسی کو لینا چاہئے۔

بہر صورت، قیادت کے خیال سے دستبرداری روسی سوشل ڈیموکریٹک تحریک کے اندر اصلاح پسندی کی بدترین شکل ہے۔ یہی سبب ہے کہ تمام انسداد پرست (۴۶) ایسے معین الفاظ میں اپنے خیالات کو ظاہر کرنے کی جرأت نہیں کرتے۔ ان میں سے بعض تو (مثال کے طور پر مارتوف صاحب) سچائی کا مذاق اڑانے

کے لئے اس سے بھی انکار کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ قیادت سے دستبرداری اور انسداد پرستی کے درمیان کوئی تعلق ہے۔

اصلاح پسند خیالات ثابت کرنے کے سلسلے میں اس دلیل کے ذریعے ایک اور ''نازک،، کوشش کی جاتی ہے : روس میں بورژوا انقلاب مکمل ہو گیا۔ ۱۹۰۵ء کے بعد دوسرا بورژوا انقلاب نہیں ہو سکتا اور نہ جمہوری انقلاب کے لئے قومی پیمانے پر دوسری جدوجہد۔ روس جس چیز سے دوچار ہے وہ انقلابی بحران نہیں بلکہ ''آئینی،، بحران ہے۔ اس لئے مزدور طبقے کو چاہئے کہ وہ اس ''آئینی بحران،، کی بنیاد پر اپنے حقوق اور مفادات کی مدافعت کے لئے تیار ہو جائے۔ انسداد پرست لارین نے ''دیلو ژیزنی،، میں (اور پہلے ''وزروژدینئے،، میں بھی) (۴۷) اسی قسم کی دلیل پیش کی ہے۔

''اکتوبر ۱۹۰۵ء آج کے اقدام کا پروگرام نہیں ہے،، لارین صاحب لکھتے ہیں۔ ''اگر دوما توڑ دی گئی تو وہ بعداز انقلاب کے آسٹریا کے مقابلے میں زیادہ جلد بحال کر دی جائےگی جہاں ۱۸۵۱ء میں آئین معطل کر دیا گیا تھا لیکن نو سال بعد ۱۸۶۰ء میں بغیر کسی انقلاب کے،، (یہ ذہن‌نشین کر لیجئے!) ''اسے پھر تسلیم کر لیا گیا محض اس لئے کہ یہ حکمراں طبقوں کے اس سب سے زیادہ باثر حصے کے مفاد میں تھا جس نے اپنی معیشت سرمایہ‌دار بنیادوں پر ازسرنو تعمیر کی تھی۔،، ''آج ہم جس دور سے گزر رہے ہیں اس میں قومی پیمانے پر ۱۹۰۵ء جیسی انقلابی تحریک ناممکن ہے۔،،

لارین صاحب کی یہ تمام دلیلیں کوئی نئی نہیں ہیں بلکہ دسمبر ۱۹۰۸ء میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی کانفرنس میں دان صاحب نے جو کہا تھا لارین نے اسی کو الٹ پلٹ کر اور بڑھا چڑھا کر بیان کر دیا ہے۔ قرارداد میں کہا گیا تھا کہ ''معاشی اور سیاسی زندگی کے وہ بنیادی اجزا جنھوں نے ۱۹۰۵ء کا انقلاب پیدا کیا اب بھی عمل پیرا ہیں،، اور ''آئینی،، نہیں

بلکہ انقلابی بحران بڑھ رہا ہے — اس کے خلاف انسداد پرستوں کے رسالے ”گولوس“ (۴۸) کا مدیر چلا اٹھا : ”وہ (یعنی روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی) وہاں ڈھکیلنا چاہتے ہیں جہاں ایک مرتبہ انہیں شکست ہو چکی ہے۔“

انقلاب کی طرف پھر ”ڈھکیانا“، بدلے ہوئے حالات میں بھی انتھک کام کرنا، تاکہ انقلاب کا پرچار ہو اور مزدور طبقے کو اس کے لئے تیار کیا جائے — یہ سب اصلاح پسندوں کی نظر میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کا خاص جرم ہے اور یہی انقلابی پرولیتاریہ کا قصور ہے۔ وہاں کیوں ”ڈھکیلنا چاہتے ہیں جہاں ایک مرتبہ انہیں شکست ہو چکی ہے“ — یہ ہے غداروں اور ان لوگوں کی دانائی جو ہر شکست کے بعد ہمت کھو بیٹھتے ہیں۔

لیکن ان ملکوں میں جو روس سے زیادہ پرانے اور ”تجربےکار“ ہیں انقلابی پرولیتاریہ نے ایک مرتبہ نہیں دو بار، تین بار بلکہ چار بار وہاں ”ڈھکیلنے“ کی اپنی قابلیت دکھائی ”جہاں ایک مرتبہ اسے شکست ہو چکی تھی“۔ فرانس میں ۱۷۸۹ء اور ۱۸۷۱ء کے درمیان اس نے چار انقلاب انجام دئے، سخت شکستوں کے بعد بھی پرولیتاریہ کئی مرتبہ اٹھ کھڑا ہوا اور ریپبلک حاصل کی جہاں اب آخری دشمن اس کے سامنے ہے — ترقی یافتہ بورژوازی۔ اس نے ریپبلک حاصل کرلی ہے جو سوشلزم کی کامرانی کی آخری جدوجہد کےلئے ضروری حالات کے عین مطابق ریاستی شکل ہے۔

یہ ہے اشتراکیوں اور اعتدال پسندوں یا بورژوازی کے نقارچیوں کے درمیان فرق۔ اشتراکی یہ سکھاتے ہیں کہ انقلاب ناگزیر ہے اور نئی انقلابی جدوجہد کی تیاری کے لئے وسیع تر پیمانے پر اور زیادہ ترقی یافتہ آبادی کو ساتھ لے کر انقلاب کو دھرانے کے لئے پرولیتاریہ کو چاہئے کہ سماج میں تمام تضادوں سے، اپنے دشمنوں یا درمیانہ پرتوں کی ہر کمزوری سے فائدہ اٹھائے۔ بورژوازی اور اعتدال پسند یہ سکھاتے ہیں کہ انقلاب مزدوروں کےلئے غیرضروری یہاں تک کہ نقصان‌دہ ہے، انہیں انقلاب کی جانب ”ڈھکیلنا“ نہیں چاہئے اور اچھے بچوں کی طرح انکساری کے ساتھ اصلاحات کےلئے کام کرنا چاہئے۔

یہی سبب ہے کہ اصلاح پسند جو بورژوا خیالات کے پنجرے میں بند ہیں روسی مزدوروں کو سوشلزم سے دور رکھنے کےلئے مسلسل ۱۹ ویں صدی کی ساتویں دھائی میں آسٹریا کی (اور پروشیا کی بھی) مثال پیش کرتے ہیں۔ انھیں ایسی مثالیں دینے کا شوق کیوں ہے؟ اس کا راز خود لارین نے افشا کر دیا۔ انھوں نے لکھا کہ ۱۸۴۸ء کے "ناکام" انقلاب کے بعد ان ملکوں میں بنیادی بورژوا کایاپلٹ "بغیر کسی انقلاب کے" مکمل ہوئی۔

تو یہ ہے راز! اس سے ان کے دل کو راحت ملتی ہے کیونکہ یہ بتاتا ہے کہ انقلاب کے بغیر بورژوا کایاپلٹ ممکن ہے!! اگر یہ معاملہ ہے تو پھر ہم روسی انقلاب کے بارے میں کیوں مغزپچی کریں؟ "کسی انقلاب کے بغیر" ہم روس کی بنیادی بورژوا کایاپلٹ کا کام زمینداروں اور مل مالکوں پر کیوں نہ چھوڑ دیں!؟

آسٹریا اور پروشیا کا پرولیتاریہ کمزور تھا اس لئے وہ زمین کے بڑے بڑے مالکوں اور بورژوازی کو ایسی بنیادی کایاپلٹ عمل میں لانے سے نہیں روک سکا جس میں مزدوروں کے مفادات نظرانداز کئے گئے تھے اور جس کی شکل مزدوروں کےلئے انتہائی مضر تھی کیونکہ اس میں بادشاہت اور امرا کی مراعتیں بدستور قائم تھیں، دیہات میں من مانی راج اور قرون وسطی کی دوسری بےشمار باقیات موجود تھیں۔

۱۹۰۵ء میں ہمارے پرولیتاریہ نے جس توانائی کا مظاہرہ کیا اس کی مغرب کے کسی بورژوا انقلاب میں نظیر نہیں ملتی۔ اس کے باوجود آج روسی اصلاح پسند اپنے انحراف کو جائز ثابت کرنے کےلئے، اپنے غدارانہ پرچار کو "مدلل" بنانے کےلئے چالیس پچاس سال پرانی دوسرے ملکوں کے مزدور طبقے کی کمزوری کی مثالیں دے رہے ہیں!

ساتویں دھائی کے آسٹریا اور پروشیا کا حوالہ جو ہمارے اصلاح پسندوں کو اتنا مرغوب ہے، درحقیقت ان کی دلیلوں کے بودےپن کا اور عملی سیاست میں غداری کرکے بورژوازی سے جا ملنے کا بہترین ثبوت ہے۔

اگر آسٹریا میں اس آئین کو بحال کردیا گیا جو ۱۸۴۸ء کی ناکامی کے انقلاب کے بعد معطل کر دیا گیا تھا اور ساتویں دھائی میں پروشیا میں "بحران کا دور" شروع ہوا تو اس سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ سب سے پہلے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان ملکوں میں بنیادی بورژوا کایاپلٹ مکمل نہیں ہوئی۔ یہ دعوی کرنا کہ روس میں نظام حکومت بورژوا ہو چکا ہے (جیسا کہ لارین کہتا ہے) اور ہمارے ملک میں نظام حکومت کی نوعیت جاگیردارانہ نہیں رہی ہے (یہ بھی لارین کا قول ہے) اور ساتھ ہی مثال کے طور پر آسٹریا اور پروشیا کا حوالہ دینا اپنے آپ کی تردید کرنا ہے! عام طور سے اس سے انکار کرنا حماقت ہوگی کہ روس میں بنیادی بورژوا کایاپلٹ مکمل نہیں ہوئی ہے: بورژوا پارٹیوں، یعنی آئینی ڈیموکریٹوں اور اکتوبرسٹوں (۴۹) کی بذات خود پالیسی اسے اچھی طرح ثابت کرتی ہے اور لارین بھی اپنے دعوی کو چھوڑ بیٹھتا ہے (جیسا کہ ہم آئندہ دیکھیں گے)۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ بادشاہت اپنے آپ کو بورژوا ارتقا کے مطابق ڈھالنے کی جانب ایک اور قدم بڑھا رہی ہے۔ یہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں اور یہ پارٹی کی منظور کی ہوئی قرارداد میں بھی بیان کیا گیا ہے (دسمبر ۱۹۰۸ء)۔ لیکن اس سے زیادہ ناقابل انکار حقیقت یہ ہے کہ یہ اپنے آپ کو مطابق بنانا بھی، بورژوازی کا رد عمل بھی اور تیسری دوما اور ۹ نومبر ۱۹۰۶ء (۱۴ جون ۱۹۱۰ء) (۵۰) کا زرعی قانون روس کی بنیادی بورژوا کایاپلٹ کے مسائل حل نہیں کرتے۔

اب ذرا اس سے آگے بڑھ کر دیکھیں۔ آسٹریا اور پروشیا میں ساتویں دھائی میں "بحران" کیوں "آئینی" تھے اور انقلابی نہیں تھے؟ اس لئے کہ وہاں ایسے مخصوص واقعات رونما ہوئے جن کی وجہ سے بادشاہت کی مشکل حالت آسان ہو گئی تھی (جرمنی میں "بالائی انقلاب"، "خون اور آہن" کے ذریعے اس کا اتحاد)، اس لئے کہ اس وقت ان ملکوں میں پرولیتاریہ انتہائی کمزور اور غیر ترقی یافتہ تھا اور اعتدال پسند بورژوازی بالکل ہمارے وقت کے روسی کیڈیٹوں کی طرح اپنی بزدلی اور غداری کے لئے مشہور تھا۔

جرمن سوشل ڈیموکریٹوں نے جنھوں نے ان برسوں کے واقعات میں حصه لیا تھا ان حالات کا تخمینه کیا ھے۔ اسے پیش کرنے کے لئے ھم بیبل کی رائے نقل کرتے ھیں جو انھوں نے اپنی یادداشتوں (”میری زندگی کے صفحات،،) میں ظاھر کی ھے۔ اس کا پہلا حصه گذشته سال چھپا ھے۔ بیبل بیان کرتے ھیں : بسمارک نے یه واقعه بتایا، جو اس کے بعد مشہور ھو گیا ھے، که ۱۸۶۲ء میں پروشیا میں ”آئینی،، بحران کے وقت بادشاہ بالکل ناامید تھا، وہ اپنی قسمت کو رو رھا تھا اور بسمارک کی موجودگی میں ڈھاڑیں مار مار کر اس نے کہا که وہ دونوں پھانسی کے تختے پر لٹکنےوالے ھیں۔ بسمارک نے اس بزدل کو شرم دلائی اور مقابله کرنے سے نه ڈرنے پر اسے راضی کرلیا۔

بیبل لکھتے ھیں : ” واقعات دکھاتے ھیں که اگر اعتدال‌پسندوں نے حالت سے فائدہ اٹھایا ھوتا تو انھیں سب کچھ مل جاتا۔ لیکن وہ مزدوروں سے خائف تھے جو ان کی حمایت کر رھے تھے۔ بسمارک کے ان الفاظ نے ” ان کے دلوں میں خوف بٹھا دیا،، که ” اگر اسے انتہا پسندی اختیار کرنے پر مجبور کیا گیا تو یه ”آخیرون،، کو حرکت میں لے آئےگا،، (یعنی نچلے طبقوں کی، عام لوگوں کی عوامی تحریک بھڑکائےگا)۔

”آئینی،، بحران کے نصف صدی بعد جس نے ”کسی انقلاب کے بغیر،، ان کے ملک کو بورژوازی اور اسرا کی بادشاھت میں تبدیل کر دیا، جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کا رھنما اس وقت کے حالات کے انقلابی امکانات کا حواله دیتا ھے جنھیں اعتدال پسندوں نے مزدوروں سے ڈر کے سبب استعمال نہیں کیا۔ روسی اصلاح‌پسندوں کے لیڈر روس کے مزدوروں سے کہتے ھیں : اگر جرمن بورژوازی اتنا سفله تھا که بزدل بادشاہ کے سامنے سجدے کیا کرتا تھا تو پھر ھم بھی جرمن بورژوازی کے شاندار طریقۂ کار کو کیوں نه آزما کر دیکھیں؟ بیبل بورژوازی پر الزام لگاتا ھے که انھوں نے لوٹ کھسوٹ کرنے والوں کی حیثیت سے عوامی تحریک سے خائف ھوکر انقلاب کو انجام دینے کی غرض سے ”آئینی،، بحران سے ”فائدہ نہیں اٹھایا،،۔ اور لارین اور ان کے حاشیه بردار روسی مزدوروں پر الزام لگاتے ھیں که انھوں نے قیادت حاصل کرنے

(یعنی اعتدال پسندوں کے باوجود عوام کو انقلاب میں شامل کرانے) کی کوشش کی اور انہیں مشورہ دیتے ہیں کہ وہ '' انقلاب کےلئے نہیں ،، بلکہ '' روس میں ہونےوالی آئینی اصلاحات میں اپنے مفادات کے تحفظ کےلئے ،، منظم ہوں۔ انسداد پرست سڑی گلی جرمن اعتدال پسندی کے سڑے گلے خیالات روسی مزدوروں کے سامنے '' سوشل ڈیموکریٹک ،، خیالات کی طرح پیش کر رہے ہیں ! اس کے بعد بھی اگر ایسے سوشل ڈیموکریٹوں کو '' استولیپن سوشل ڈیموکریٹوں ،، کے نام سے نہ پکارا جائے تو پھر کس نام سے پکارا جا سکتا ہے ؟

پروشیا میں ساتویں دہائی کے '' آئینی ،، بحران کا اندازہ لگاتے وقت بیبل صرف یہ کہہ کر اپنے آپ کو محدود نہیں رکھتے کہ بورژوازی اس لئے بادشاہت کے خلاف لڑنے سے خائف تھا کہ وہ مزدوروں سے ڈرتا تھا۔ وہ ہمیں یہ بھی بتاتے ہیں کہ اس وقت مزدور کیا سوچ رہے تھے۔ وہ لکھتے ہیں : '' سیاسی حالات کی ڈراؤنی کیفیت نے جسے مزدور روزافزوں سمجھ رہے تھے قدرتی طور پر ان کے مزاج کو متاثر کیا۔ ہر شخص تبدیلی کےلئے چلا رہا تھا۔ چونکہ ایسی قیادت کا فقدان تھا جس کا طبقاتی شعور بلند ہو ، جو منزل مقصود کو صاف صاف دیکھ سکتی ہو اور جس پر مزدور اعتماد کرتے ہوں اور چونکہ ایسی مضبوط تنظیم بھی نہ تھی جو قوتوں کو متحد کر سکتی ہو ، مزدوروں کا مزاج گر گیا تھا (verpuffte)۔ کبھی کوئی تحریک جو جوہر کے لحاظ سے شاندار تھی (in Kern vortreffliche) اپنے اختتام کے وقت نتیجے کے اعتبار سے اتنی بےسود نہیں رہی جتنی کہ یہ۔ ہر جلسہ بھرا رہتا تھا اور سب سے زیادہ جوشیلے مقرر اس دن کے سورما خیال کئے جاتے تھے۔ یہ تھا عام جذبہ ، خاص کر ' لائپزگ کی مزدوروں کی تعلیمی انجمن ، میں۔ ،، لائپزگ میں ۸ مئی ۱۸۶۶ء کو ایک عام جلسہ ہوا جس میں پانچ ہزار لوگ موجود تھے۔ اس جلسے نے لیبکنیخت اور بیبل کی تحریک پر متفقہ طور پر ایک قرارداد منظور کی جس میں عام ، براہ راست اور مساوی حق رائے دہندگی اور خفیہ رائے دہی کی بنیاد پر ایسی پارلیمنٹ کے انعقاد کا مطالبہ کیا گیا جسے مسلح عوام کی حمایت حاصل ہو۔ قرارداد

میں امید ظاہر کی گئی کہ ''جرمن لوگ صرف ایسے افراد کو اپنا نمائندہ منتخب کریں جو کسی بھی قسم کے موروثی مرکزی ریاستی اقتدار کو قبول نہ کرتے ہوں۔''، جو قرارداد لیبکنیخت اور ببیل نے پیش کی تھی وہ نوعیت کے لحاظ سے بالکل جمہوری اور انقلابی تھی۔

چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ ''آئینی'' بحران کے وقت جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کے قائد عام جلسوں میں جمہوری اور انقلابی نوعیت کی قراردادوں کی سربراہی کیا کرتے تھے۔ نصف صدی کے بعد اپنی نوجوانی کو یاد کرتے ہوئے اور نئی نسل سے یہ دیرینہ واقعات بیان کرتے وقت وہ سب سے زیادہ اس پر افسوس کرتے ہیں کہ اس زمانے میں ایسی قیادت نہیں تھی جس کا طبقاتی شعور کافی بلند ہو اور جو انقلابی فرائض کو سمجھنے کی لیاقت رکھتی ہو (یعنی ایسی انقلابی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی جو پرولیتاریہ کی قیادت کے فرائض کو سمجھتی ہو)، نہ مضبوط تنظیم تھی اور انقلابی مزاج ''گر گیا تھا''۔ تاہم روسی اصلاح پسند احمقوں کی طرح ساتویں دھائی میں آسٹریا اور پروشیا کی مثال یہ ثابت کرنے کےلئے دیتے ہیں کہ ''کسی انقلاب کے بغیر'' کام نکل سکتا ہے! اور یہ گھٹیا کوڑمغز لوگ انقلاب دشمنی کے نشے سے مغلوب ہونے اور اعتدال پسندی کے ذہنی غلام بننے کے بعد بھی روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے نام پر بٹا لگانے کی جرأت کرتے ہیں!

یہ بات قابل فہم ہے کہ اصلاح پسندوں کے درمیان سوشلزم کو خیرباد کہنےوالوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو لارین کی کھری موقع پرستی کے بجائے مزدور تحریک سے متعلق سب سے اہم اور بنیادی سوالات پر ٹامک ٹوئیاں مارنے کا زمانہ ساز طریقۂ کار اختیار کرتے ہیں۔ وہ مسئلے کو الجھانے، نظریاتی نزاعوں کو خلط ملط کرنے، انہیں غلیظ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہی مارتوف صاحب نے بھی کیا جب انہوں نے قانونی طور پر چھپنے والے اخبارات میں (یعنی جہاں استولیپن روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے ممبروں کے براہ راست جواب سے انہیں محفوظ رکھتا ہے) یہ دعوی کیا کہ لارین نے اور ''کٹر بالشویکوں نے ۱۹۰۸ء کی قراردادوں میں'' بالکل یکساں ''ترکیب'' تجویز کی ہے۔ یہ

حقائق کو سراسر مسخ کرنا ہے، جس کا اہل بدزبان بےتکی تحریر کا مصنف ہی ہو سکتا ہے۔ ان ہی مارتوف نے لارین کے خلاف دلائل پیش کرنے کا بہانہ بناتے ہوئے مطبوعہ لفظوں میں کہا کہ ''بلاشبہ، انھیں لارین پر اصلاح پسند رجحانات کا گمان نہیں'' ہے۔ مارتوف کو لارین کے بارے میں اصلاح پسند ہونے کا گمان نہیں ہے، جو خالص اصلاح پسند خیالات کی ترجمانی کر رہا ہے! یہ ہے ان گھاتوں کی ایک مثال جنھیں اصلاح پسندی کے زمانہ ساز استعمال کرتے ہیں۔* اور ان ہی مارتوف نے جنھیں بعض حمقاً لارین کے مقابلے میں زیادہ ''بائیں بازو'' والا اور قابل اعتماد انقلابی سمجھتے ہیں مؤخرالذکر کے ساتھ ان سے اپنے ''اختلافات'' کا ان الفاظ میں خلاصہ بیان کیا ہے:

''خلاصہ: یہ حقیقت کہ موجودہ نظام حکومت مطلق العنانی اور نظام آئین کا ایک داخلی متضاد مجموعہ ہے اور ان تضادات کے کمزورترین پہلو سے فائدہ اٹھا کر اس نظام حکومت پر حملہ کرنے میں روسی مزدور طبقہ اتنا کافی پختہ ہو گیا ہے کہ مغرب کے ترقی پسند ملکوں کے مزدوروں کی تقلید کر سکے، مارکس‌ازم سے وفادار مینشویک جو آج کر رہے ہیں اس کے نظریاتی ثبوت اور سیاسی جواز کےلئے یہ کافی مواد ہے۔''

مارتوف نے مسئلے سے گریز کرنے کی بہتیری کوشش کی، لیکن خلاصے میں ان کی پہلی سعی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ان کے سارے حیلے حوالے بوسیدہ دیوار کی طرح دھڑام سے گر پڑے۔ اوپر جو الفاظ نقل کئے گئے ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوشلزم سے مکمل دستبرداری کر لی گئی ہے اور اس کی جگہ اعتدال پسندی نے لے لی ہے۔ جس چیز کو مارتوف ''کافی'' کہتے ہیں وہ صرف

---

* لارین کی اصلاح پسندی اور مارتوف کی حیلہ بازی کے متعلق پارٹی کے حامی مینشویک دنیونتسکی نے ''مباحثے کے بلیٹین''، نمبر ۳ میں (ہماری پارٹی کے مرکزی ترجمان کا ضمیمہ) جو صحیح رائے دی ہے اس سے مقابلہ کیجئے۔

بورژوازی هی کےلئے ، صرف اعتدال پسندوں هی کےلئے کافی هے۔ وہ پرولیتاری جو مطلق العنانی اور نظام آئین کے مجموعے کی متضاد نوعیت کو شناخت کرنا ”کافی ،، خیال کرتا هے دراصل اعتدال پسند مزدور پالیسی قبول کرتا هے۔ وہ اشتراکی نہیں هے ، وہ اپنے طبقے کے فرائض نہیں سمجھتا جو تقاضہ کرتے هیں کہ عوام کو ، محنت کش اور استحصال کئے هوئے لوگوں کو مطلق العنانی کی هر شکل کے خلاف بیدار کیا جائے ، انهیں بورژوازی کے تذبذب یا مزاحمت کے باوجود ، ملک کا تاریخی مستقبل بنانے میں آزادانہ طور پر اقدام کرنے کے لئے بیدار کیا جائے۔ عوام کا آزاد تاریخی اقدام جو بورژوازی کی قیادت کو ٹھکرا رهے هیں ایک ”آئینی ،، بحران کو انقلاب میں بدلتا هے۔ بورژوازی (خاص طور پر ۱۹۰۵ء کے بعد سے) انقلاب سے ڈرنے لگا هے ، وہ اس سے نفرت کرتا هے۔ اس کے مقابلے میں پرولیتاریہ عام لوگوں کو انقلاب کے خیال سے وفاداری کے جذبے کی تعلیم دے رها هے ، اس کے فرائض سمجھا رها هے اور عوام کو نئی نئی انقلابی لڑائیوں کے واسطے تیار کر رها هے۔ انقلاب کب اور کن حالات میں هوتا هے یا نہیں بھی هوتا اس کا انحصار کسی ایک طبقے کی مرضی پر نہیں ، لیکن عوام میں جو انقلابی کام کیا جاتا هے وہ کبھی رائگاں نہیں جاتا۔ اسی قسم کی سرگرمیوں سے عوام کو اشتراکیت کی فتح کےلئے تیار کیا جاتا هے۔ اشتراکیت کی یہ مسلمہ اور ابتدائی صداقتیں لارین اور مارتوف جیسے حضرات بھول گئے هیں۔

لارین روسی انسداد پرستوں کے اس گروپ کے خیالات کی ترجمانی کرتا هے جو روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی سے مکمل طور پر علحدہ هو گیا هے۔ وہ اپنی اصلاح پسندی براہ راست پیش کرنے سے نہیں شرماتا۔ دیکھئے وہ ”دیلو ژیزنی ،، (۱۹۱۱ء نمبر ۲) میں لکھتا هے — اور یہ الفاظ هر اس شخص کو یاد رکھنا چاهئے جسے سوشل ڈیموکریسی کے اصول عزیز هیں :

”جب لوگ نہیں جانتے کہ آنےوالا کل ان کےلئے کیا لا رها هے ، اپنے سامنے وہ کون سے فرائض معین کریں تو الجھن اور عدم یقینی کی حالت پیدا هوتی هے — اور یہ نتیجہ هے

غیر فیصلہ کن ، ٹال مٹول کرنے والے مزاج کا ، یا تو انقلاب کے دھرانے یا ' ہم انتظار کریں گے اور دیکھیں گے ، کی مبہم امیدوں کا۔ فوری فریضہ کسی چیز کے ظہور کے لئے فضول انتظار کرنا نہیں بلکہ وسیع حلقوں میں یہ رہبر خیال ذہن نشین کرانا ہے کہ روسی زندگی کے آنے والے تاریخی دور میں نہ تو " انقلاب کے لئے ،، اور نہ " انقلاب کی امید میں ،، بلکہ محض ... ،، (بلکہ محض ... ملاحظہ کیجئے) " زندگی کے تمام شعبوں میں اپنے مخصوص مفادات کی مصمم اور باقاعدہ حفاظت کے لئے ، ان ہمہ پہلو اور پیچیدہ سرگرمیوں کے سلسلے میں اپنی قوتوں کے اتحاد اور تربیت کے لئے ، اس طرح عام طور پر اشتراکی شعور کی تربیت اور تشکیل کے لئے ، جاگیردارانہ رجعت پرستی کے معاشی طور پر خود بخود ختم ہو جانے کے بعد ، ملک میں ہونے والی آئینی اصلاحات کے دوران خاص طور پر ، روس کے سماجی طبقات کے درمیان پیچیدہ تعلقات کی صورت میں اپنی صحیح سمت معلوم کرنے (راستے کی سدھ پانے) کی صلاحیت حاصل کرنے کے لئے اور اپنی حیثیت منوانے کے لئے مزدور طبقہ اپنے آپ کو منظم کرے۔،،

یہ ہے اصلی قسم کا مکمل ، صاف گو ، پست اصلاح پسند۔ انقلاب کے خیال اور انقلاب کی " امیدوں ،، کے خلاف جنگ (اصلاح پسند کی نظر میں ایسی " امیدیں ،، موہوم ہوتی ہیں اس لئے کہ وہ ہم عصر معاشی اور سیاسی تضادوں کی گہرائی کو نہیں سمجھتا) ، ہر اس سرگرمی کے خلاف جنگ جس کا مقصد انقلاب کی خاطر قوتوں کو منظم کرنا اور ذہنوں کو تیار کرنا ہے ، قانونی اخبارات میں جنگ جنھیں استولیپن انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں کے براہ راست جواب سے محفوظ رکھتا ہے ، قانون پسندوں کے ایک گروپ کے نام سے جنگ جو روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی سے بالکل علحدہ ہو چکا ہے — یہ رہا استولیپن لیبر پارٹی کا پروگرام اور طریقۂ کار جسے پوتریسوف ، لیوتسکی ، لارین حضرات اور ان کے دوست قائم کرنا چاہتے ہیں۔ اوپر کے اقتباس میں ان لوگوں کا حقیقی پروگرام اور حقیقی طریقۂ کار نپے تلے لفظوں میں بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ ان کی دوغلی باضابطہ یقین دھانیوں سے مختلف ہے کہ وہ " بھی سوشل ڈیموکریٹ ،، ہیں اور ان کا " بھی ،،

'' ناقابل مصالحانہ انٹرنیشنل ،، سے تعلق ہے۔ یہ یقین دھانیاں محض لیپاپوتی کےلئے ھیں۔ ان کا عمل ، ان کا سماجی جوھر اس پروگرام میں ظاھر ھوتا ہے جس نے اشتراکیت کی جگہ اعتدال پسند مزدور پالیسی کو ٹھونس دیا ہے۔

ذرا وہ مضحکہ خیز تضاد ملاحظہ ھوں جن میں اصلاح پسند پھنسے ھوئے ھیں۔ اگر روس میں واقعی بورژوا انقلاب مکمل ھو گیا ہے (جیسا کہ لارین کہتا ہے) تو پھر اشتراکی انقلاب کو تاریخی ارتقا کا اگلا مرحلہ ھونا چاھئے۔ یہ بات خود عیاں ہے۔ یہ ھر اس شخص پر واضح ہے جو محض مزدوروں کو دھوکہ دینے کےلئے ایک مقبول عام لفظ استعمال کرکے اشتراکی ھونے کا دعوی نہیں کرتا۔ اس لئے یہ بات اور بھی زیادہ معقول معلوم ھوتی ہے کہ ھمیں '' انقلاب کے لئے ،، ھی (اشتراکی انقلاب کے لئے)، انقلاب کے '' انتظار ،، میں ھی ، اشتراکی انقلاب کی '' امید ،، میں ھی (موھوم امید پر نہیں بلکہ صحیح اور روزافزوں علمی اعداد و شمار پر مبنی عقیدے پر) منظم ھونا چاھئے۔

لیکن صداقت کچھ اور ہے۔ اصلاح پسند کے لئے بورژوا انقلاب مکمل ھونے کی بکواس (جس طرح مارتوف داخلی تضادات کے کمزور پہلوؤں کی بکواس کرتے ھیں) ھر قسم کے انقلاب سے اس کی دستبرداری کو چھپانے کے لئے لفظی پردہ ہے۔ وہ بورژوا انقلاب سے دست بردار اس بہانے ھوتا ہے کہ وہ مکمل ھو گیا ہے یا مطلق العنانی اور نظام آئین کے درمیان تضاد کی شناخت کرنا '' کافی ،، ہے ، وہ اشتراکی انقلاب سے دست بردار اس بہانے ھوتا ہے کہ '' وقتی طور پر ،، '' روس میں ھونے والی آئینی اصلاحات ،، میں حصہ لینے کے لئے ھمیں '' محض ،، منظم ھونا چاھئے !

لیکن اشتراکی زیور سجا کر نمائش کرنےوالے اے معزز کیڈیٹو ، اگر تم روس میں '' ھونےوالی آئینی اصلاحات ،، کی ناگزیری مانتے ھو تو خود اپنی کاٹ کر رھے ھو اس لئے کہ تم تسلیم کرتے ھو کہ ھمارے ملک میں ابھی تک بورژوا جمہوری انقلاب مکمل نہیں ھوا ہے۔ اور جب تم '' جاگیردارانہ رجعت پرستی کے خود بخود خاتمے ،، کی بات کرتے ھو اور عوامی انقلابی تحریک کے ذریعے نہ صرف

جاگیردارانہ رجعت‌پرستی بلکہ جاگیرداری کی تمام باقیات کو مٹا دینے کے پرولیتاری خیال کی هنسی اڑاتے هو تو تم بار بار اپنی بورژوا ذهنیت افشا کرتے هو۔

استولیپن لیبر پارٹی کے همارے سورماؤں کے اعتدال پسند وعظ کے باوجود روسی پرولیتاریہ اپنے سارے سخت، محنت طلب، روزمرہ، بندھے ٹکے غیر نمایاں کام کے ذریعے جسے انقلاب دشمن دور نے اس پر عائد کیا هے، همیشہ اور استقلال سے جمہوری انقلاب اور اشتراکی انقلاب کے لئے وقف هونے کی روح پھونکتا رهےگا، وہ انقلاب کے لئے اپنی قوتیں منظم اور متحد کرےگا، وہ بے‌رحمی کے ساتھ غداروں اور انحراف کرنے والوں کو پسپا کرےگا، اور وہ ''موهوم امید،، سے نہیں بلکہ علمی بنیاد پر اس عقیدے سے کہ انقلاب پھر آئےگا، رهنمائی حاصل کرےگا۔

''سوشل ڈیموکریٹ،، شمارہ ۲۳،
۱۴ (۱) ستمبر ۱۹۱۱ء

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۲۰، صفحات ۳۰۵ — ۳۱۸۔

"فوروارٹس" کو ایک گمنام لکھنے والا اور روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی اندرونی حالت[51]

تمہید

۲۶ مارچ کے «Vorwärts» (''فوروارٹس،،) اخبار میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی کانفرنس (۵۲) کے متعلق سرکاری بیان اور ایک گمنام مضمون شائع ہوا ہے جس کے مصنف نے غیرملکوں میں روسی سوشل ڈیموکریٹک گروپوں کی منظور شدہ قرارداد (۵۳) کے مطابق کانفرنس کے خلاف گالیوں کی بوچھار کی ہے۔ یہ کانفرنس انسداد پرستوں کے خلاف روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی مسلسل چار برس کی جدوجہد کا نتیجہ تھی اور یہ انسداد پرستوں کی تمام سازشوں کے باوجود منعقد ہوئی جو اس کوشش میں تھے کہ ہر قیمت پر پارٹی کی ازسرنو تعمیر کو روکیں۔ کانفرنس نے انسداد پرستوں کو پارٹی سے باہر رکھنے کا اعلان کیا۔ تو یہ قدرتی بات ہے کہ انسدادپرست اور ان کے حامی اب کانفرنس پر حملے کر رہے ہیں۔

چونکہ «Vorwärts» نے گمنام مصنف کے رسوا دروغگو مضمون کا ہمارا جواب شائع کرنے سے انکار کر دیا ہے اور انسداد پرستوں کی حمایت میں برابر مہم چلا رہا ہے اس لئے ہم جرمن رفیقوں کی اطلاع کے لئے اس جواب کو ایک الگ کتابچے کی شکل میں چھاپ رہے ہیں۔ اس میں زیادہ‌تر انسداد پرستوں کے خلاف جدوجہد کی اہمیت، اس کے راستے اور نتائج اختصار کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں۔

''سوشل ڈیموکریٹ،، کی مجلس ادارت،
روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کا مرکزی ترجمان

مزید :

هم اپنے کتابچے کو چھاپے خانے بھیج چکے تھے کہ ھمیں پلیخانوف کا ''سوشل ڈیموکریٹ کا روزنامچہ،، (۵۴) شمارہ ۱۶ (اپریل ۱۹۱۲ء) موصول ھوا۔ یہ شمارہ اس کا بہترین ثبوت ھے کہ «Vorwärts» نے گمنام مصنف کے ھاتھوں دھوکا کھایا اور پھر خود جرمن مزدوروں کو گمراہ کیا۔

پلیخانوف نے اگرچہ واضح طور پر بیان کر دیا ھے کہ وہ اب بھی کانفرنس کے حامی نہیں ھیں جو جنوری ۱۹۱۲ء میں ھوئی تھی، وہ صاف صاف لکھتے ھیں کہ ''بند،، (۵۵) جس کا انعقاد کرنے والا ھے وہ موجود پارٹی تنظیموں کی کانفرنس نہیں بلکہ اساسی کانفرنس ھوگی، یعنی جس سے توقع کی جاتی ھے کہ ایک نئی پارٹی قائم کرےگی، اس کانفرنس کے منتظمین ''مثالی نراجی اصول،، پر چل رھے ھیں، انھوں نے ''انسداد پرستانہ قرارداد،، منظور کی ھے اور نئی کانفرنس ''انسداد پرست منعقد کر رھے ھیں،،۔

بعض جرمن رفیقوں نے ایسے تمام خوفناک الفاظ ، مثلاً ''غصب،، ، '' اقتدار کا الٹ پھیر ،، وغیرہ کو اھمیت دے کر جنھیں غیرملکوں میں روسی سوشل ڈیموکریٹوں کے چھوٹے چھوٹے گروپ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی روسی تنظیموں کی کانفرنس پر اپنے حملوں میں استعمال کرنا پسند کرتے ھیں حیرت انگیز سادہ لوحی دکھائی ھے ۔ اور ھمیں یه کہاوت نہیں بھولنی چاھئے که جس شخص کے خلاف سزا سنائی جاتی ھے اسے اپنے ججوں کو مسلسل دن رات برا بھلا کہنے کا حق ھے ۔ «Vorwärts» کے ۲۶ مارچ کے شمارے میں جو مضمون '' روسی پارٹی کی زندگی ،، کے عنوان سے شائع ھوا ھے اس میں کانفرنس کا سرکاری بیان نقل کیا گیا ھے ، جس میں یه بات کہی گئی ھے که انسداد پرستوں کو پارٹی سے نکال دیا گیا ۔ یه بیان بالکل واضح ھے : روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی روسی تنظیموں کا یه خیال ھے که انسداد پرستوں کے ساتھ مل کر کام کرنا ناممکن ھے ۔ بےشک اس سوال پر ھر شخص کو مختلف نقطهٔ نظر رکھنے کا حق حاصل ھے ۔ لیکن ایسی صورت میں مصنف کا فرض تھا که وه فیصلے کے اسباب اور انسدادپرست رجحان کے خلاف چار ساله جدوجہد کی پوری تاریخ پر تفصیل سے روشنی ڈالتا ! اس بنیادی سوال کے جوھر کے متعلق «Vorwärts» میں شائع ھونے والے مضمون کے گمنام مصنف نے ایک لفظ بھی نہیں کہا ۔ جب مصنف مسئلے کا جوھر بالکل نظر انداز کرتا ھے اور میلوڈرامائی انداز سے جذبات ظاھر کرکے سینے کا غبار نکالتا ھے تو واقعی وه یه ظاھر کرتا ھے که قارئین کے بارے اس کی رائے بہت گھٹیا ھے ۔ اگر اس حقیقت کے جواب میں که پارٹی نے اب

انسدادپرست رجحان سے اپنے تعلقات توڑ لئے ہیں ، ہمارا گمنام مصنف گالیوں کے علاوہ اور کچھ نہیں کہتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ بالکل بے بس ہے۔

گمنام مصنف کے مضمون سے اٹکل پچو چند نرالے اقتباسات نقل کرنا کافی ہوگا۔ وہ کہتا ہے کہ ''وپیریود،،، ''پراودا،،، ''گولوس سوتسیال ڈیموکراتا،، (٥٦) وغیرہ اخبار جن ''رجحانات،، اور ''گروپوں،، کی نمائندگی کرتے ہیں ، انہوں نے کانفرنس میں حصہ نہیں لیا۔ ہم یہ پوچھنا چاہیں گے کہ آپ اس جرمن سوشل ڈیموکریٹ کے متعلق کیا رائے قائم کریں گے جو اس کا واویلا مچا رہا ہے کہ فرائیڈبرگ یا «Sozialistische Monatshefte» (٥٧) کے ''گروپ،، یا ''رجحان،، کو پارٹی کانگریس میں نمائندگی نہیں ملی؟ ہم بھی اپنی پارٹی میں اس قاعدے کے پابند ہیں کہ غیرملکوں میں ہر طرح کے تمام ''رجحانات،، یا ''گروپوں،، کو نہیں بلکہ روس میں کام کرنے والی تنظیموں کو پارٹی کانفرنس میں حصہ لینے کا حق ہے۔ اگر یہ ''گروپ،، روسی تنظیموں سے کٹ جائیں تو صرف یہی بات ان کی سخت ترین مذمت اور سزائے موت کا موجب بن سکتی ہے ، اور وہ اس کے مستحق بھی ہیں۔ دوسرے ملکوں کے جلاوطنوں کی تاریخ کی طرح روسی سیاسی جلاوطنوں کی تاریخ میں بھی ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں جب ایسے ''رجحانات،، یا ''گروپ،، روس کے اندر سوشل ڈیموکریٹک مزدوروں کی سرگرمیوں سے الگ تھلگ ہوکر طبعی موت مر گئے۔

کیا ہمارے مصنف کی چیخ و پکار احمقانہ معلوم نہیں ہوتی جب وہ یہ دعوی کرتا ہے کہ پلیخانوف تک نے پارٹی کے حامی ان مینشویکوں (٥٨) (یعنی انسداد پرستوں کے مخالف) سے اپنی بے تعلقی ظاہر کی ہے جنھوں نے کانفرنس میں حصہ لیا تھا؟ بلاشبہ کیئف کی تنظیم بدیسی ''پلیخانوفوں،، (پلیخانوف کے ماننے والوں) سے بے تعلقی ظاہر کر سکتی تھی ، لیکن بدیس میں کوئی بھی مصنف خواہ وہ تیس مارخاں ہی کیوں نہ ہو کیئف کی تنظیم سے ''بے تعلقی،، نہیں کر سکتا۔ پیٹرسبرگ ، ماسکو ، ضلع ماسکو ، کازان ، ساراتوف ، تبلیسی ، باکو ، نکولایف ، کیئف ، ایکاتیرینوسلاف ، ولنو اور دوینسک کی تنظیموں نے بدیس میں ان تمام گروپوں سے ''بے تعلقی،،

کر لی ہے جنھوں نے انسداد پرستوں کی مدد کی تھی یا ان کے نزدیک تھے۔ جن سے "بےتعلقی"، ہوچکی ہے ان کی چیخ و پکار اور گالیاں اس سلسلے میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکتیں۔

مزید، کیا یہ عجیب و غریب بات نہیں ہے جب مصنف براہ‌راست کہتا ہے کہ روس میں "قومی"، سوشل ڈیموکریٹک تنظیمیں (پولستانی، لاتویائی اور بند) اور ماورائے قفقاز کی علاقائی کمیٹی "ہماری روسی پارٹی کی سب سے پرانی اور مضبوط تنظیمیں ہیں اور ہر لحاظ سے تحریک کی ریڑھ کی ہڈی سمجھی جاتی ہیں"؟ ماورائے قفقاز کی علاقائی کمیٹی کا مشتبہ وجود عام طور پر معلوم ہے اور یہ ۱۹۰۸ء کی کانفرنس کے وقت اس کی نمائندگی کی نوعیت نے ثابت کر دیا تھا۔ پولستانی اور لاتویائی تنظیموں نے روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے ابتدائی نو برسوں میں (۱۸۹۸ء—۱۹۰۷ء) اپنا وجود بالکل الگ رکھا اور درحقیقت ۱۹۰۷—۱۱ء میں بھی وہ اس سے علحدہ رہیں۔ اور جہاں تک بند کا تعلق ہے تو اس نے ۱۹۰۳ء میں پارٹی سے اپنا تعلق قطع کر لیا تھا اور وہ ۱۹۰۶ء تک (زیادہ صحیح ۱۹۰۷ء ہوگا) اس سے باہر رہی۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی ۱۹۰۸ء کی کانفرنس (۵۹) میں باضابطہ طے ہونے کے باوجود ابھی تک "بند"، کی مقامی شاخیں پوری طرح دوبارہ پارٹی میں شامل نہیں ہوئی ہیں۔ لاتویائی تنظیم اور بند پر کبھی انسداد پرست حاوی رہے تو کبھی انسداد پرستی کے مخالف عناصر۔ پولستانیوں کی حالت یہ رہی کہ ۱۹۰۳ء میں انھوں نے مینشویکوں کا ساتھ دیا، ۱۹۰۵ء میں بالشویکوں کی تائید کی اور ۱۹۱۲ء میں وہ انسداد پرستوں کے ساتھ "مصالحت"، کی ناکام کوشش کرتے رہے۔

مصنف اس مؤخرالذکر ناکامی کو بےحوصلگی سے ذیل کے جملے سے چھپانے کی کوشش کرتا ہے: "ابتدا میں پولینڈ اور لتھوانیا کے ایک نمائندے نے بھی کانفرنس میں شرکت کی"۔ صرف ابتدا ہی میں کیوں؟ اس کانفرنس کے متعلق ہمیں بند کے سرکاری کمیونکے میں اس بےحوصلہ خاموشی کی وضاحت ملتی ہے۔ اس میں صاف صاف کہا گیا ہے کہ پولستانیوں کا نمائندہ کانفرنس سے ہٹ گیا اور اس نے ایک تحریری بیان پیش کیا جس میں لکھا

تھا کہ اس کے لئے کانفرنس کے ساتھ تعاون کرنا ناممکن ہو گیا ھے کیونکہ کانفرنس انسداد پرستوں سے اپنا لگاؤ اور جانبداری نہیں چھپا سکی۔

واقعی انسداد پرستوں کے رجحان کے حقیقی جوہر ، پارٹی کی ازسرنو تعمیر میں مدد دینے سے ان کے انکار اور پارٹی کی مرکزی کمیٹی کو ختم کرنے کی ان کی سرگرمیوں کا مطالعہ کرنے کے مقابلے میں (انسدادپرستوں سے ؟) '' اتحاد ،، کے متعلق کھوکھلے اور بےمعنی جملوں کا انبار لگانا کہیں زیادہ آسان ھے۔ مصنف بھی اسی کا شائق ھے۔ اور جب ساتھ ھی اس حقیقت پر خاموشی اختیار کی جائے کہ پولستانیوں کے نمائندے نے (خدا نہ کرے !) بالشویکوں اور لینن کے حامیوں کے ساتھ نہیں بلکہ '' بند ،، کے چیلوں اور لاتویا والوں کے ساتھ ملکر کام کرنے سے انکار کر دیا (اس لئے کہ یہ بےسود تھا) تو کھوکھلی لفاظی کرنا اور بھی زیادہ آسان ہو جاتی ھے۔

انسدادپرستی کی جڑ کیا ھے اور ۱۹۱۲ء کی کانفرنس کے لئے یہ کیوں ضروری تھا کہ وہ اپنے آپ کو پارٹی کا سب سے زیادہ با اختیار منصب دے اور انسدادپرستوں کو باھر نکالے ؟

روس میں انقلاب دشمنی نے ھماری پارٹی کی صفوں میں انتشار کے ایک واضح عمل کو جنم دیا۔ پرولیتاریہ پر بےمثال قہر کے مظالم ڈھائے گئے۔ بورژوازی کی صفوں میں بڑے پیمانے پر انقلاب سے غداری کی گئی۔ بورژوا ھم سفر ، جو قدرتی طور پر پرولیتاریہ کے ساتھ تھے کیونکہ پرولیتاریہ ھمارے ۱۹۰۵ء کے بورژوا انقلاب کا رھنما تھا ، سوشل ڈیموکریٹک پارٹی سے منہ موڑنے لگے۔ پارٹی سے اس انحراف نے دو شکلیں اختیار کیں — انسداد پرستی اور اوتزوف ازم (٦٠)۔ اول الذکر کا منبع مینشویک مصنفوں کی اکثریت تھی (پوتریسوف ، لیوتسکی ، لارین ، مارتوف ، دان ، مارتینوف وغیرہ)۔ ان کا کہنا تھا کہ غیرقانونی پارٹی کا پہلے ھی انسداد ہو چکا ھے ، اسے بحال کرنے کی کوئی بھی کوشش رجعت پرست یوٹوپیا ہوگا۔ ان کا نعرہ یہ تھا : قانونی مزدور پارٹی۔ ظاھر ھے کہ روس میں جب سیاسی حالات ایسے ھیں کہ اعتدال پسندوں کی پارٹی کیڈیٹ تک کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ھے تو پھر

ایک کھلی سوشل ڈیموکریٹک مزدور طبقے کی پارٹی کے قیام کا سوال خیالی پلاؤ ہی ہو سکتا ہے۔ انسدادپرستوں نے غیر قانونی پارٹی سے تو قطع تعلق کر لیا لیکن خود قانونی پارٹی قائم کرنے کی اپنی ذمہ‌داری پوری نہیں کی۔ لے دے کر انھوں نے جو کچھ کیا بھی وہ یہ تھا کہ قانونی اخباروں کے لئے مضمون لکھے جن میں ’’ زیرزمین ،، کام کا مذاق اڑایا گیا ، اعتدال پسندوں کے ساتھ آواز ملا کر اعلان کیا کہ غیر قانونی پارٹی مردہ ہے ، اور اعتدال پسند مزدور پالیسی کی خوبیوں کے قصیدے پڑھے۔ پلیخانوف بالکل صحیح تھے جب انھوں نے انسداد پرست رسالے ’’ ناشا زاریا ،، کا مقابلہ جرمن رسالے «Sozialistische Monatshefte» سے کیا تھا ! مینشویک پلیخانوف نے (بالشویکوں کا تو ذکر کجا) انسدادپرستوں کے رجحان کے خلاف شدید جدوجہد کرنے کا اعلان کیا ، ان کے اخباروں اور رسالوں کے لئے لکھنے سے انکار کر دیا اور مارتوف اور اکسیلروڈ سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے۔ مرکزی ترجمان میں انھوں نے پوتریسوف کے بارے میں لکھا : ’’ وہ شخص جس کے لئے ہماری پارٹی کا وجود کوئی معنی نہیں رکھتا ، ہماری پارٹی کے لئے بھی اس کے وجود کے کوئی معنی نہیں ہیں ،،۔ دسمبر ۱۹۰۸ء میں ہی پارٹی کانفرنس نے سختی سے انسدادپرستی کی مذمت کی اور اسے ’’ پارٹی کے دانشوروں کے ایک گروپ کی ایسی کوشش ،، بتائی جس کا مقصد ’’ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی موجودہ تنظیم کو ختم کر دینا اور اس کی جگہ (یہ اچھی طرح ملاحظہ کریں !) ایک ڈھیلی ڈھالی انجمن بنانا ہے جو ہر قیمت پر قانونی ہو ،،۔ ظاہر ہے کہ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی نے تمام قانونی مواقع استعمال کرنے سے انکار کرنے کے بجائے اس نکتے پر واضح الفاظ میں زور دیا۔ بایں ہمہ ، روس میں کسی کھلی قانونی پارٹی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور صرف موقع پرست دانشور ہی ایسی پارٹی کی بات کر سکتے ہیں۔ ہماری پارٹی تنظیم کا ایک حد تک مقابلہ جرمن قسم کی اس پارٹی تنظیم سے کیا جا سکتا ہے جب سوشلسٹوں کے خلاف ہنگامی قانون (۶۱) نافذ تھا : پارٹی کا قانونی پارلیمانی گروپ ، مزدوروں کی ہر ممکن قانونی انجمنیں

ایک ناگزیر شرط کی حیثیت سے لیکن بنیاد کی طرح غیرقانونی پارٹی تنظیم۔

"اوتزوویست" تیسری دوما سے سوشل ڈیموکریٹک گروپ کو واپس بلانا چاہتے تھے اور انھوں نے دوما کے بائیکاٹ کا نعرہ بلند کیا۔ اوتزوویسٹوں کے ساتھ بالشویکوں کا ایک حصہ بھی مل گیا جن کے خلاف لینن اور دوسروں نے سخت جدوجہد کی۔ اوتزوویست اور ان کے حامیوں نے "وپیریود" گروپ بنا لیا اور چند مصنف (ماکسیموف، لوناچارسکی، بوگدانوف، الیکسینسکی) اسی نام کے ایک رسالے میں شریک کار رہے۔ اس رسالے میں وہ مختلف شکلوں میں عینیت کے فلسفے کا پرچار کرتے رہے جسے وہ بڑے شاندار نام "پرولیتاری فلسفہ" سے پکارتے تھے اور سوشلزم کے ساتھ مذہب کا امتزاج بھی کہتے تھے۔ اس گروپ کا اثر ہمیشہ بہت کم تھا اور اس کا وجود بدیس میں ایسے بے عمل گروہوں سے سمجھوتے بازی کی بنیاد پر قائم تھا جو روس سے ہر قسم کا رابطہ کھو چکے ہیں۔ ایسے گروپ، جیسا کہ پھوٹ کے وقت ناگزیر ہوتا ہے، کبھی ایک پہلو کی جانب جھکتے ہیں تو کبھی دوسرے پہلو کی طرف۔ وہ ہرقسم کی گھٹیا سیاست میں الجھے رہتے ہیں، کسی مخصوص رجحان کی نمائندگی نہیں کرتے اور ان کی سرگرمیاں بس گھٹیا سازباز تک محدود رہتی ہیں۔ ان میں سے ایسے ہی ایک گروپ کی نمائندگی تروتسکی کا "پراودا" کرتا ہے۔

بلاشبہ، یہ ہر مارکسسٹ پر واضح ہے کہ انسداد پرستی اور اوتزوف ازم دونوں بیٹی بورژوا رجحانات ہیں جو سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے بورژوا ہم سفروں کو لبھاتے ہیں۔ ان رجحانات کے ساتھ "امن" یا "مصالحت" کا کبھی کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے سامنے دو راستے ہیں — یا تو وہ تباہ ہو جائے یا ان رجحانات سے اپنے آپ کو نجات دلائے۔

اس نظریاتی نتیجے کی صداقت کا ثبوت جنوری ۱۹۱۰ء میں مصالحت کی کوشش ہے۔ اس وقت مرکزی کمیٹی کے پچھلے پورے اجلاس نے جس میں انسدادپرست اور اوتزوویسٹ دونوں شامل تھے، متفقہ طور پر اعلان کیا تھا کہ ان میں سے کوئی بھی رجحان سوشل ڈیموکریٹک نہیں ہے۔ لیکن بات نیک ارادوں سے آگے

نہیں بڑھی ۔ یہ درست ہے کہ انسدادپرستوں اور اوتزوویست دونوں نے اس معقول قرارداد پر دستخط کئے تھے لیکن وہ پورے زور سے پارٹی مخالف پروپگنڈہ کرتے رہے اور اپنی اپنی تنظیمیں برقرار رکھیں۔ پورے ۱۹۱۰ء میں ان دونوں رجحانات کے خلاف جدوجہد مسلسل تیز ہوتی گئی۔ پہلے پلیخانوف کے جو الفاظ نقل کئے گئے ہیں ان پر مئی ۱۹۱۰ء کی تاریخ ہے اور مئی ۱۹۱۰ء میں ہی لینن نے بالشویکوں کی جانب سے اعلان کیا کہ چونکہ انسدادپرست جنوری کی قرارداد کی خلاف ورزی کرتے رہے ہیں اس لئے ان کے ساتھ مصالحت کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

روس میں مرکزی کمیٹی بحال کرنے کی کوشش اس لئے ناکام رہی کہ انسداد پرستوں نے تعاون کرنے سے انکار کر دیا۔ '' اتحاد ،، کو بچانے کی آخری کوشش ملک سے باہر مرکزی کمیٹی کا اجلاس منعقد کرنا تھی۔ یہ کوشش مئی ۱۹۱۱ء میں کی گئی۔ مرکزی کمیٹی کے ۱۵ ممبروں میں سے نو بدیس میں تھے۔ ۸ اجلاس میں شرکت کے لئے آئے لیکن دو انسداد پرست — ایگوریف ('' گولوس،، کا حامی) اور ایک '' بند،، کا ممبر (بیر) فوراً الگ ہو گئے اور اس طرح آخرکار پارٹی کی مرکزی کمیٹی کو تباہ کر دیا۔

انسداد پرستوں کا مرکزی کمیٹی میں حصہ لینے سے انکار کا مطلب ان کی مکمل علحدگی اور مرکزی کمیٹی کی ہلاکت تھا۔ اس وقت بدیس میں صرف ایک اور مرکزی ادارہ باقی تھا — نام نہاد مرکزی کمیٹی کا بدیسی بیورو۔ مرکزی کمیٹی کا وجود ختم ہو گیا تو بالشویک بیورو سے الگ ہو گئے۔ اس میں صرف پولستانی، لاتویائی، بند والے اور '' گولوس،، گروپ کے ممبر (بدیس میں انسداد پرست) باقی رہے۔ قاری جو «Vorwärts» کے مضمون سے واقف ہے خود سمجھ سکتا ہے کہ یہ ان ہی لوگوں کا مجموعہ تھا جس نے '' بند،، کی بد نام کانفرنس بلائی تھی اس لئے کہ ماورائے قفقاز کی علاقائی کمیٹی نے ۱۹۰۸ء سے ہی '' گولوس،، کے حامیوں کو اپنا نمائندہ مقرر کر دیا تھا۔ آئیے، اب ہم دیکھیں کہ ان '' سب سے پرانی اور مضبوط روسی تنظیموں،، نے کیا کیا — یہی ہمارے گمنام مصنف کے الفاظ ہیں جن کے ذریعہ انہوں نے اپنی تازہ ترین دریافت بیان کی ہے؟ وہ آپس میں اتفاق

نہیں کر سکیں اور خود انھوں نے بدیسی بیورو کو بھی توڑ ڈالا !

۱۹۱۱ء کی خزاں میں مرکزی کمیٹی کے بدیسی بیورو نے ایک بیان شائع کیا اور اس میں اپنے آپ کو توڑ دینے کا اعلان کر دیا۔ اس پر پلیخانوف نے تبصرہ کرتے ہوئے اپنے "روزنامچے" میں لکھا : "ہائے مرحوم ! پارٹی کا وہ ادارہ جو امرا کے ہاتھ میں پارٹی کے انسداد کا حربہ بن گیا تھا اور جس نے روسی سوشل ڈیموکریٹک تحریک کو سنجیدہ قسم کے خطرے سے دوچار کر دیا تھا، پرولیتاریہ کی صرف ایک ہی خدمت کر سکتا تھا — مناسب وقت پر اپنی موت آپ مرجائے"۔ ("سوشل ڈیموکریٹ کا روزنامچہ"، حصہ ۲، شمارے ۱۵ کا ضمیمہ، صفحہ ۱)۔ پلیخانوف کی یہ رائے جنھیں کوئی بھی کانفرنس کا حامی نہیں کہہ سکتا، معقولیت سے ثابت کرتی ہے کہ ان لوگوں کا دعوی کتنا مضحکہ خیز ہے جو "غصب" اور ایسی ہی باتوں کے متعلق چیخ و پکار کر رہے ہیں !

پارٹی کے اتحاد کے لئے ایک اور راستہ باقی تھا — روسی تنظیموں کی کانفرنس بلائی جائے۔ ایسی کانفرنس کے لئے پولستانیوں، لاتویاوالوں اور "بند" والوں کی قومی تنظیمیں جو روس کے اندر کام سے بالکل کٹی ہوئی تھیں، مطلق کچھ نہیں کر سکتی تھیں۔

۲۶ نومبر ۱۹۱۰ء کو تروتسکی نے کانفرنس منعقد کرنے کی اپیل جاری کی۔ انھیں "وپیریود" اور "گولوس" گروپوں (بدیس میں انسداد پرستوں) کی تائید (الفاظ میں) حاصل تھی۔ جیسی کہ پیش بینی کی جا سکتی تھی اپنی کمزوری کی وجہ سے ان گروپوں کی تمام کوششیں رائگاں گئیں۔

جون ۱۹۱۱ء میں "مصالحت" پسند بالشویک (جو "پارٹی کے حامی بالشویکوں" کے نام سے بھی مشہور ہیں) اور پولستانیوں نے ایک اپیل جاری کی۔ کام کے سلسلے میں جو پہلا قدم اٹھایا گیا وہ اس وقت کی مضبوط ترین تنظیم، یعنی کیئف کی تنظیم کو مدعو کرنا تھا۔ اکتوبر ۱۹۱۱ء میں "کانفرنس بلانے کے لئے روسی تنظیمی کمیشن" (روس میں کام کرنے والا جسے روسی تنظیموں نے قائم کیا تھا) ظہور میں آیا۔ اس کمیشن کی تشکیل کیئف، ایکاتیرینوسلاف، تبلیسی، باکو اور ایکاتیرنبرگ کی تنظیموں

نے کی اور جلد ہی ان میں ۲۰ اور تنظیمیں بھی شامل ہوگئیں۔ روسی تنظیموں کے نمائندوں کی اس شمولیت نے فوراً ظاہر کر دیا کہ بالشویک (یعنی "لینن کے حامی") اور پارٹی کے حامی مینشویک قطعاً اکثریت میں ہیں۔ اس سے بدیس میں ان گروپوں کے غصے کی وجہ سمجھ میں آسکتی ہے جن سے تعلقات منقطع کر دئے گئے ہیں کیونکہ روس میں ان کے کوئی ماننے والے نہیں ہیں۔

آخرکار جنوری ۱۹۱۲ء میں روسی تنظیمی کمیشن نے کانفرنس منعقد کی جس میں بلااستثنی روس کی تمام تنظیمیں حصہ لینے کے لئے مدعو کی گئیں۔ نہ تو انسداد پرستوں نے، نہ "قومی تنظیموں" (پولستانی، لاتویائی اور "بند") نے اور نہ ہی بدیس میں مذبذب گروہوں نے اپنے نمائندے بھیجے۔ جب کانفرنس کو یقین ہو گیا کہ پارٹی کے غیرمعمولی مشکل حالات کے باوجود روسی تنظیموں نے جتنا ممکن تھا پوری طرح نمائندگی کی اور اس نے جب یہ مسلم کر لیا کہ روس میں ایک مرکزی ادارے کے بغیر پارٹی کا کوئی مستقبل نہیں ہو سکتا، اور بدیس میں پھوٹ جاری ہے اور چوتھی دوما کے ہونے والے انتخابات کا تقاضہ ہے کہ بلا پس و پیش پارٹی کو فوراً دوبارہ منظم کیا جائے، تب اسے اپنے آپ کو پارٹی کے اختیارات کے اعلی ترین ادارے میں تشکیل کرنا، مرکزی کمیٹی چننا اور انسدادپرستوں کو پارٹی سے باہر کرنا پڑا۔

یہ تھا طویل جدوجہد کا راستہ اور اس کا ماحصل۔ اب مستقبل یہ بتائےگا کہ انسداد پرست "کھلی" پارٹی قائم کرنے میں کامیاب ہوں گے یا سڑےگلے سمجھوتے کی بنیاد پر فرضی قسم کی پارٹی بنائیں گے۔

کیا روس میں انسداد پرستوں اور پارٹی کے حامیوں یعنی کانفرنس کے پیروؤں کی قوت و اثر کے متعلق واضح اور آسان قابل تصدیق اعداد و شمار موجود ہیں؟ ہاں، موجود ہیں۔ روس میں کل روسی پیمانے پر صرف دو سیاسی ترجمان ہیں جن میں مارکسی مصنف اور دوما میں سوشل ڈیموکریٹک گروپ کے ممبر لکھتے ہیں۔ یہ ترجمان دو "رجحانات" کی نمائندگی کرتے ہیں لیکن بدیسی اخباروں کی طرح نہیں جو گالی گلوچ سے بھرے ہوتے ہیں بلکہ ایک مدت سے کھلی اور سنجیدہ چیزیں شائع کر رہے ہیں۔ یقینی وہ پارٹی

کے ترجمان نہیں ھیں - وہ بالکل قانونی ھیں اور روس میں حکومت نے جو حدود مقرر کر دی ھیں ان ھی میں رہ کر کام کرتے ھیں - بہرحال، مجموعی طور پر سوشل ڈیموکریٹک تحریک کی صفوں کے نظریاتی خیالات کے تمام اھم ترین رنگوں کا ان ترجمانوں میں صحیح اظہار ملتا ھے - صرف دو رجحانات — انسداد پرستی اور انسداد پرستی کی مخالفت (یا کانفرنس کے حامی) نمائندہ رجحانات ھیں اس لئے کہ کسی دوسرے کم یا زیادہ سنجیدہ رجحانات کا وجود ھی نہیں ھے - تمام چھوٹے چھوٹے گروپ جیسے کہ "براودا"، "وپیریود"، "پارٹی کے حامی بالشویک" (یا "مصالحت پسند" جو مصالحت کے جذبات رکھتے ھیں) وغیرہ صفر کے برابر ھیں - انسداد پرستوں کے خیالات روس میں ماھانہ رسالے "ناشا زاریا" (۱۹۱۰ء میں جاری ھوا) اور ھفتے وار "ژیووئے دیلو" (آخری شمارہ ۸ ھے) میں پائے جاتے ھیں - پارٹی کے لوگوں (پارٹی کے حامی بالشویکوں اور مینشویکوں) کے خیالات ماھانہ "پروسویشینئے" (۶۲) (۱۹۱۱ء میں جاری کیا گیا — پہلے "مسل" کے نام سے چھپتا تھا) اور اخبار "ازویزدا" (آخری شمارہ ۵۳ ھے) میں ملتے ھیں - اس رائے سے زیادہ اور کوئی چیز غلط نہیں ھو سکتی کہ پارٹی کے حامی سوشل ڈیموکریٹ "قانونی" سرگرمیاں تسلیم نہیں کرتے - سچائی بالکل اس کے برعکس ھے اس لئے کہ سرگرمیوں کے اس میدان میں بھی وہ انسداد پرستوں کے مقابلے میں زیادہ مضبوط ھیں - قانونی طور پر کام کرنے والے سوشل ڈیموکریٹوں کی واحد مسلم کل روسی کھلی تنظیم دوما میں سوشل ڈیموکریٹک گروپ ھے - وہ صحیح معنوں میں قانونی ھے اور اس کا پارٹی سے براہ‌راست کوئی تعلق نہیں ھے - لیکن اس کے تمام رکن جانے پہچانے ھیں اور یہ بھی سب کو معلوم ھے کہ کون کس رجحان کی نمائندگی کرتا ھے -

انسداد پرست "ژیووئے دیلو" میں مستقل لکھنے والے دوما گروپ کے دو ممبر ھیں — آستراخانتسیف اور کوزنیتسوف* -

---

* تاحال ان میں بیلاؤسوف بھی شامل تھا - اب اس انتہائی انسداد پرست — روسی بیسولاتی - نے دوما گروپ سے استعفا دیدیا

انسداد پرستی کے مخالف ''ازویزدا،، سے تعلق رکھنے والے دوما کے آٹھ ممبر ہیں — وارونین، ووئی‌لوشنیکوف، ایگوروف، زخاروف، پوکروفسکی، پریدکالن، پولیتائیف اور سورکوف۔ دوما کے دو ممبر چھےایدزے اور گیگیچکوری کسی بھی ترجمان میں نہیں لکھتے اور ایک ممبر (شورکانوف) دونوں کی قلمی معاونت کرتا ہے۔

تناسب ۲ اور ۸ کا ہے! یہ واقعی مسلم، آسان قابل تصدیق اور واضح اعداد و شمار ہیں جن سے ہمیں انسدادپرستوں اور ان کے مخالفوں کی طاقت کے تناسب کا اندازہ لگانے میں مدد ملتی ہے۔ اس کے بعد گمنام مصنف کے اس بلند بانگ دعوی کے خلاف لکھنا الفاظ ضائع کرنا ہے کہ بھاری اکثریت انسدادپرستوں کے ساتھ ہے وغیرہ۔ یہ جملے تاراسکون کے تارتارن (۶۳) کی طرح تروتسکی* کی بہت یاد دلاتے ہیں۔ اس لئے ان پر سنجیدگی سے بحث کرنا ضروری نہیں ہے۔

بعض اوقات روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے اندر جدوجہد تلخ صورت اختیار کر لیتی ہے۔ جلاوطنی کی زندگی کے حالات میں اور کس بات کی امید کی جا سکتی ہے۔ کسی بھی ملک سے جس کی قسمت میں انقلاب دشمنی اور جلاوطنی لکھی ہو کس اور چیز کی کیا توقع کی جا سکتی ہے۔

جو شخص بھی جدوجہد کی ان شکلوں کی واعظانہ انداز میں ''مذمت،، کرتا ہے، انہیں نظر انداز کرتا ہے اور ''اتحاد کی

ہے۔ گروپ نے بیلاؤسوف کے ووٹروں کو علانیہ خبردار کیا ہے اور دوما سے اس کا استعفا مانگا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ثابت کرتی ہے کہ ثابت قدم انسداد پرستی کس منزل تک پہنچا سکتی ہے!

* کوپن‌ہیگن کانگریس کے وقت تروتسکی نے «Vorwärts» میں ایک گمنام مصنف کے نام سے مضمون شائع کیا تھا اور اس میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی پر اتنے رکیک حملے کئے تھے کہ نہ صرف لینن بلکہ پلیخانوف اور وارسکی تک جو روسی وفد کے ممبر تھے انتظامیہ کمیٹی کے نام تحریری احتجاج لکھنے پر مجبور ہو گئے۔

خوبیوں ،، پر گھٹیا اور مصنوعی جوشیلے سوچ و چار سے لطف اٹھاتا ہے وہ سراسر نادان ہے ۔ اگر کوئی شخص روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی کے صبرآزما دور ۱۹۰۸ — ۱۱ء کی تاریخ کا مطالعہ کرنا چاہتا ہے تو اسے بہت سے غیرقانونی اور اس سے بھی زیادہ قانونی مواد دستیاب ہو سکتا ہے ۔ رجحانات کی نوعیت ، اختلافات کی بنیادی اہمیت ، جدوجہد کی جڑوں ، ان کی نشوونما کے حالات اور ماحول وغیرہ کے بارے میں یہ مواد بہت سبق آموز ہے ۔

دنیا میں کوئی بھی سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی — خاص کر بورژوا انقلابوں کے دور میں — سخت جدوجہد کے بغیر اور پرولیتاریہ کے بورژوا ہم سفروں سے کئی بار پھوٹ کے سوا کبھی قائم نہیں ہوئی ۔ یہی صورت روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی بھی ہے جو ۱۸۹۸ء سے ایسے ہی ہم سفروں کے خلاف سخت جدوجہد میں تمام مشکلات کے باوجود نشو و نما پا رہی ہے ، مضبوط ہو رہی ہے اور پختہ بن رہی ہے ۔

مارچ ۱۹۱۲ء میں لکھا گیا ۔ ۱۹۱۲ء میں پہلے کتابچے کی شکل میں جرمن زبان میں پیرس میں چھپا ۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف ، پانچواں روسی ایڈیشن ، جلد ۲۱ ، صفحات ۲۰۱ — ۲۱۳ ۔

کارل مارکس کے نظریات کا تاریخی مقدر

مارکس کے نظریات میں خاص بات پرولیتاریہ کے عالمی تاریخی کار منصبی کی تشریح ہے جو اسے اشتراکی سماج کے معمار کی حیثیت سے انجام دینا ہے۔ مارکس نے جب سے یہ نظریہ مرتب کیا تھا تب سے کیا تمام دنیا کے واقعات اس کی تصدیق کرتے ہیں؟

اسے مارکس نے سب سے پہلے ۱۸۴۴ء میں پیش کیا تھا۔ پھر مارکس اور اینگلس نے ''کمیونسٹ پارٹی کے مینی‌فیسٹو'' میں جو ۱۸۴۸ء میں شائع ہوا اس کی مکمل اور باقاعدہ تشریح کی جو آج بھی بہترین تشریح ہے۔ اس کے بعد عالمی تاریخ صاف صاف تین خاص ادوار میں بٹ جاتی ہے: (۱) ۱۸۴۸ء کے انقلاب سے پیرس کمیون (۱۸۷۱ء) تک؛ (۲) پیرس کمیون سے روسی انقلاب (۱۹۰۵ء) تک؛ (۳) روسی انقلاب کے بعد۔

آئیے، اب دیکھیں کہ ان میں سے ہر دور میں مارکس کے نظریات کا کیا مقدر رہا؟

۱

پہلے دور کی ابتدا میں مارکس کے نظریات کو کسی لحاظ سے بھی غالب نہیں کہا جا سکتا۔ اس وقت یہ اشتراکیت کے کئی گروپوں یا رجحانوں میں سے بس ایک تھا۔ جس سوشلزم کی شکلیں حاوی تھیں وہ بنیادی طور پر ہمارے نرودازم کے نزدیک تھیں: تاریخ کے ارتقا کی مادی بنیاد کو سمجھنے سے قاصر، سرمایہ‌دارانہ سماج میں ہر طبقے کے رول اور اہمیت کی الگ الگ شناخت کرنے کی نااہلیت، ''عوام''، ''انصاف''، ''حق'' وغیرہ کے متعلق

نوع بنوع مفروضہ سوشلزم کی لفاظی کی آڑ میں جمہوری تبدیلیوں کی بورژوا نوعیت کی پردہ پوشی۔

مارکس‌ازم سے پہلے کے سوشلزم کی ان تمام پر شور، پیچ میل اور بھڑکیلی شکلوں پر انقلاب ۱۸۴۸ء نے کاری ضرب لگائی۔ تمام ملکوں میں انقلاب سماج کے مختلف طبقوں کو عمل کے ذریعے ظاہر کرتا ہے۔ جب جمہوری بورژوازی نے ۱۸۴۸ء کے جون کے دنوں مزدوروں پر گولیوں کی بارش کی تو آخرکار یہ ثابت ہو گیا کہ صرف پرولیتاریہ فطرت کے لحاظ سے اشتراکی ہے۔ اعتدال پسند بورژوازی ہر قسم کی رجعت پرستی کے مقابلے میں پرولیتاریہ طبقے کی آزادی و خودانحصاری سے ہزار درجے زیادہ ڈرنے لگا۔ ڈرپوک اعتدال پسند عناصر رجعت پرستی کے سامنے سجدے کرنے لگے۔ جہاں تک کسانوں کا تعلق تھا تو وہ جاگیرداری کی باقیات ختم ہو جانے سے مطمئن تھے، چنانچہ امن و امان کے حامیوں میں شامل ہو گئے لیکن کبھی کبھی مزدوروں کی جمہوریت اور بورژوا اعتدال پسندی کے درمیان ڈانواں ڈول رہتے تھے۔ اس طرح غیر طبقاتی اشتراکیت اور غیرطبقاتی سیاست کے تمام نظریات بالکل فضول ثابت ہو گئے۔

پیرس کمیون (۱۸۷۱ء) نے بورژوا تبدیلیوں کا ارتقا مکمل کر دیا۔ ریپبلک، یعنی ریاستی انتظام کی وہ شکل جب طبقاتی تعلقات پوری طرح جلوہ‌گر ہوتے ہیں، اس کے استحکام کا سہرا پرولیتاریہ کی بہادری کے سر رہا ہے۔

یورپ کے تمام دوسرے ملکوں میں بھی زیادہ الجھے ہوئے اور غیرمکمل ارتقا کا نتیجہ یہی نکلا — بورژوا سماج نے اپنی ایک معین ہیئت اختیار کرلی۔ پہلے دور (۱۸۴۸ — ۷۱ء) کے آخر میں، جو طوفانوں اور انقلابوں کا دور تھا، مارکس‌ازم سے پہلے کا سوشلزم فوت ہو گیا۔ پرولیتاریہ کی آزاد پارٹیاں وجود میں آئیں: پہلی انٹرنیشنل (۱۸۶۴ — ۷۲ء) اور جرمن سوشل ڈیموکریسی۔

۲

دوسرے دور (۱۸۷۲ — ۱۹۰۴ء) کو جو بات پہلے دور سے ممتاز کرتی ہے وہ ہے اس کا "پرامن" کردار اور انقلابوں

کی عدم موجودگی۔ مغرب میں بورژوا انقلاب ختم ہو گئے تھے۔ مشرق ابھی تک ان کے لئے بیدار نہیں ہوا تھا۔

مغرب ایسے دور میں داخل ہوا جسے آنے والی تبدیلیوں کی "پرامن"، تیاریوں کا دور کہنا چاہئے۔ اسی دور میں ہر جگہ اشتراکی پارٹیاں قائم ہوئیں جو بنیاد کے لحاظ سے پرولیتاری تھیں، ان پارٹیوں نے بورژوا پارلیمانیت کا استعمال سیکھا اور اپنے روزانہ اخبار، تعلیمی ادارے، اپنی ٹریڈیونینیں اور امداد باھمی کی انجمنیں قائم کیں۔ مارکس کے نظریات مکمل طور پر فتح یاب ہوئے اور پھیلنے لگے۔ پرولیتاری قوتوں کو منتخب کرنے اور مجتمع کرنے کا اور آنے والی لڑائیوں کے لئے ان کی تیاری کا عمل آہستہ آہستہ لیکن ثابت قدمی سے شروع ہو گیا۔

تاریخ کی جدلیات ایسی تھی کہ مارکس‌ازم کی نظریاتی فتح یابی نے اس کے دشمنوں کو مارکسسٹوں کا بھیس بدلنے پر مجبور کر دیا۔ اعتدال پسندی نے جو اندر سے سڑ چکی تھی اپنے آپ کو اشتراکی موقع پرستی کی شکل میں بحال کرنے کی کوشش کی۔ انھوں نے عظیم لڑائیوں کے لئے قوتیں تیار کرنے کے دور کا مطلب اس طرح سمجھایا کہ ان لڑائیوں کی ضرورت ھی نہیں ھے۔ اجرت کی غلامی کے خلاف جدوجہد کے لئے غلاموں کے حالات زندگی بہتر بنانے کو انھوں نے یہ معنی پہنائے کہ غلام چند سکوں کے عوض اپنی آزادی کا حق بیچ ڈالے۔ انھوں نے غلامانہ ذھنیت سے "سماجی امن"، (یعنی غلاموں کے مالکوں کے ساتھ صلح جوئی)، طبقاتی جدوجہد سے دست برداری وغیرہ کی نصیحت کی۔ پارلیمنٹ کے اشتراکی ممبروں، مزدور تحریک کے مختلف عہدیداروں اور "ھمدرد"، دانش‌وروں میں انھیں بہت سے اپنے حمایتی مل گئے۔

۳

موقع پرست "سماجی امن"، اور "جمہوریت"، کے وقت طوفانوں کی عدم ضرورت پر اپنے آپ کو مشکل سے مبارکباد دے پائے تھے کہ ایشیا میں عظیم عالمی طوفانوں کا نیا جوالا مکھی پھٹ پڑا۔ روسی انقلاب کی جلو میں ترکی، ایران اور چین میں انقلاب برپا

ہوئے - آج ہم جس دور میں رہتے ہیں وہ ایسے ہی طوفانوں اور یورپ میں ان کی ''صدائے بازگشت،، کا دور ہے - عظیم چینی جمہوریہ کا مقدر خواہ کچھ بھی ہو ، جس کے خلاف اب ''مہذب،، بھیڑیے اپنے دانت تیز کررہے ہیں ، دنیا کی کوئی بھی طاقت ایشیا میں کسان غلامی کو بحال نہیں کر سکتی ہے اور نہ ایشیائی اور نیم ایشیائی ملکوں کے عوام کی بہادرانہ جمہوریت کو مٹا سکتی ہے -

بعض لوگ جنھوں نے عوامی جدوجہد کی تیاری اور اس کی توسیع پر توجہ نہیں دی تھی ، یورپ میں سرمایہ‌داری کے خلاف فیصلہ کن جدوجہد کی طویل تاخیر کے سبب نا امیدی اور نراجیت کی رو میں بہہ گئے - اب ہم دیکھ سکتے ہیں کہ یہ نراجی نا امیدی کتنی کوتاہ اور بزدلانہ ہے -

یہ حقیقت کہ ایشیا جہاں ۸۰ کروڑ باشندے بستے ہیں اسی یورپی نصب العین کی جدوجہد میں شامل ہو گیا ہے ، اس سے ہمارے اندر قنوطیت کی جگہ رجائیت کا جذبہ پیدا ہونا چاہئے -

ایشیائی انقلابوں نے ہمیں ایک بار پھر دکھا دیا کہ اعتدال پسندی کتنی غیر مستقل مزاج اور سفلی ہوتی ہے ، جمہوری عوام کی آزاد فکر اور ان کے آزاد اقدام کی اہمیت کس قدر غیرمعمولی ہے ، اور ایک طرف پرولیتاریہ اور دوسری طرف ہر رنگ کے بورژوازی کے درمیان کتنی واضح حدبندی ہے - یورپ اور ایشیا دونوں کے تجربے کے بعد بھی اگر کوئی غیر طبقاتی سیاست اور غیر طبقاتی سوشلزم کی بات کرتا ہے تو اسے پنجرہ میں بند کر کے آسٹریلیا کے کنگارو یا کسی دوسری عجوبہ شے کے ساتھ اس کی نمائش کرنا چاہئے -

ایشیا کے بعد یورپ بھی اب حرکت میں آ رہا ہے ، اگرچہ ایشیائی خطوط پر نہیں - ۱۸۷۲ء سے ۱۹۰۴ء تک کا ''پرامن،، دور گزر چکا ، اور وہ پھر کبھی نہیں لوٹےگا - مہنگائی اور ٹرسٹوں کے ظلم وستم نے معاشی جدوجہد کو اتنا تیز کر دیا ہے کہ اس کی مثال نہیں ملتی ، اور اس نے برطانوی مزدوروں تک میں تحریک پیدا کر دی ہے جنھیں اعتدال پسندی نے سب سے زیادہ بگاڑا ہے - ہمیں انتہائی ''کٹر،، بورژوا اور امرا کے ملک ، جرمنی تک میں سیاسی بحران پختہ ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے - اسلحہ‌بندی کی پاگل

دوڑ اور سامراج کی پالیسی نے جدید یورپ کو اس قسم کے ''سماجی امن،، میں تبدیل کر دیا ہے جو بارود کے پیپے سے مختلف نہیں ہے۔ ساتھ ہی تمام بورژوا پارٹیاں تنزل پر ہیں اور پرولیتاریہ کی پختگی بڑھ رہی ہے۔

مارکس‌ازم کے منظرعام پر آنے کے بعد عالمی تاریخ کے تین ادوار میں سے ہر دور میں مارکس‌ازم کی نئے سرے سے تصدیق ہوئی اور اس نے نت نئی کامرانیاں حاصل کیں۔ تاریخ کے آنے والے دور میں، پرولیتاریہ کے نظریات کی حیثیت سے، وہ اس سے بھی زیادہ عظیم کامرانی حاصل کرے گا۔

''پراودا،، شمارہ ۵۰،
یکم مارچ ۱۹۱۳ء۔
دستخط: و۔ ا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۲۳، صفحات ۴—۱۔

مارکس‌ازم اور اصلاح پسندی

نراجیوں کے برعکس مارکسسٹ اصلاحات کی جدوجہد کو تسلیم کرتے ھیں، یعنی ایسے اقدام کی جدوجہد کو جو حکمراں طبقے کا اقتدار ختم کئے بغیر محنت کشوں کی حالت کو بہتر بناتی ھیں۔ ساتھ ھی مارکسسٹ اصلاح پسندوں کے خلاف انتہائی ثابت قدمی سے جدوجہد کرتے ھیں جو براہ راست یا بالواسطہ مزدور طبقے کے مقاصد اور اس کی سرگرمیوں کو صرف اصلاحات حاصل کرنے تک محدود کر دیتے ھیں۔ دراصل اصلاح پسندی کے ذریعے بورژوازی مزدوروں کو دھوکا دیتا ھے جو فرداً فرداً حالت بہتر ھونے کے باوجود سرمایے کا غلبہ باقی رھنے تک ھمیشہ اجرتی غلام رھتے ھیں۔

اعتدال پسند بورژوازی ایک ھاتھ سے اصلاحات منظور کرتا ھے تو ھمیشہ دوسرے ھاتھ سے انہیں چھین لیتا ھے، اصلاحات کو گھٹا کر صفر کے برابر کر دیتا ھے اور انہیں مزدوروں کو غلام بنانے کے لئے، ان میں پھوٹ ڈالنے کے لئے اور محنت کشوں کی اجرتی غلامی کو دائمی بنانے کے لئے استعمال کرتا ھے۔ اس لحاظ سے اصلاح پسندی اگرچہ وہ خلوص کے ساتھ بھی کیوں نہ نافذ کی جائے، عمل میں ایک ایسا ھتیار بن جاتی ھے جس سے بورژوازی مزدوروں کو بگاڑتا ھے اور انہیں کمزور بناتا ھے۔ تمام ملکوں کا تجربہ بتاتا ھے کہ جو مزدور اصلاح پسندوں پر اعتماد کرتے ھیں انہیں ھمیشہ بیوقوف بنایا جاتا ھے۔

اس کے برخلاف مزدور جو مارکس کے نظریے کو اچھی طرح ذھن‌نشین کر لیتے ھیں، یعنی یہ سمجھتے ھیں کہ سرمایہ کی حکمرانی کے ساتھ ساتھ ناگزیر طور پر اجرتی غلامی بھی باقی رھیگی وہ کسی بھی بورژوا اصلاحات سے دھوکہ نہیں کھاتے۔ یہ سمجھنے

کے بعد کہ جب تک سرمایہ‌داری کا وجود باقی ہے ، اصلاحات نہ تو دیرپا ہو سکتی ہیں اور نہ دور رس ، مزدور بہتر حالات کے لئے جدوجہد کرتے ہیں اور انہیں اجرتی غلامی کے خلاف لڑائی کو تیز کرنے میں استعمال کرتے ہیں ۔ اصلاح پسند مزدوروں میں پھوٹ ڈالنے اور دھوکہ دینے کی اور چھوٹی موٹی رعایتوں کے ذریعے انہیں طبقاتی جدوجہد سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ لیکن مزدور اصلاح پسندی کا فریب سمجھنے کے بعد اپنی طبقاتی جدوجہد بڑھانے اور اسے وسیع کرنے کی خاطر اصلاحات سے فائدہ اٹھاتے ہیں ۔

مزدوروں پر اصلاح پسندوں کا جتنا زیادہ اثر ہوتا ہے اتنے ہی وہ زیادہ کمزور رہتے ہیں ، وہ جتنے زیادہ بورژوازی کے دست نگر ہوتے ہیں بورژوازی اتنی ہی زیادہ آسانی سے مختلف حیلوں بہانوں کے ذریعے اصلاحات پر پانی پھیر دیتا ہے۔ مزدور تحریک جتنی زیادہ آزاد ہوتی ہے اس کے مقاصد بھی اتنے ہی زیادہ گہرے اور وسیع ہوتے ہیں ، اور وہ اصلاح پسند تنگ نظری سے جتنی زیادہ آزاد ہوتی ہے مزدوروں کے لئے اصلاحات کو برقرار رکھنا ، انہیں استعمال کرنا اتنا ہی زیادہ آسان ہوتا ہے ۔

اصلاح پسند تمام ملکوں میں موجود ہیں اس لئے کہ ہر جگہ بورژوازی مختلف طریقوں سے مزدوروں کو بگاڑنا اور انہیں ایسے قانع غلاموں میں تبدیل کرنا چاہتا ہے جو غلامی سے نجات حاصل کرنے کا خیال بالکل چھوڑ چکے ہوں ۔ روس میں یہ اصلاح پسند انسداد پرست ہیں جو ہمارے ماضی سے تعلق قطع کرتے ہیں اور نئی ، کھلی ، قانونی پارٹی کے خوابوں کی لوری دیکر مزدوروں کو سلا دینا چاہتے ہیں ۔ حال ہی میں اخبار ”سیویرنایا پراودا“ (٦٣) نے سینٹ پیٹرسبرگ کے انسداد پرستوں کو مجبور کر دیا کہ وہ اصلاح پسندی کے الزام سے اپنے آپ کو بری کرنے کی کوشش کریں ۔ یہاں ایک انتہائی اہم سوال کی وضاحت کرنے کے لئے ان کی دلیلوں کا غور سے تجزیہ کرنا ضروری ہے ۔

سینٹ پیٹرسبرگ کے انسداد پرستوں نے لکھا : ہم اصلاح پسند نہیں ہیں اس لئے کہ ہم نے یہ نہیں کہا کہ اصلاحات سب کچھ ہیں اور آخری منزل کچھ نہیں ۔ ہم نے تحریک کا آخری مقصد

سے تعلق کا ذکر کیا ہے ، ہم نے یہ بھی کہا ہے کہ معین مقاصد کی تکمیل کے لئے اصلاحات کی جدوجہد کے ذریعے پیش قدمی کی جائے۔

آئیے ، اب دیکھیں کہ اس صفائی کا حقائق سے کتنا تعلق ہے۔

پہلی حقیقت۔ انسداد پرست سیدوف نے تمام انسداد پرستوں کے اعلانات کا خلاصہ بیان کرتے ہوئے لکھا کہ مارکسسٹوں کے "تین ستونوں" (٦٥) میں سے دو ستون ہمارے پرچار کے لئے موزوں نہیں رہے۔ سیدوف نے آٹھ گھنٹے روزانہ کام کا مطالبہ برقرار رکھا جو نظریاتی اعتبار سے اصلاح کی طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس نے وہی چیزیں ہٹادیں یا انہیں پس پشت ڈال دیا جو اصلاحات کی حدود سے باہر ہیں۔ چنانچہ اس پالیسی کو اختیار کرکے جس کے مطابق آخری منزل کچھ نہیں ہے ، سیدوف سراسر موقع پرستی کی دلدل میں پھنس گیا۔ جب "آخری منزل" کو (جمہوریت کے تعلق سے بھی) ہمارے پرچار سے زیادہ دور رکھا جاتا ہے تو یہی اصلاح پسندی بن جاتی ہے۔

دوسری حقیقت۔ اس طرح انسدادپرستوں کی مشہور اگست (گذشتہ سال) کانفرنس نے غیراصلاح پسند مطالبوں کو ہمارے پرچار کا مرکز بنانے کے بجائے ، انہیں پرچار کے نزدیک لانے کے بجائے خاص موقع تک کے لئے کہیں دور پھینک دیا۔

تیسری حقیقت۔ "پرانے" سے انکار کرکے ، اس کی بےقدری کرکے اور اس سے قطع تعلق کرکے انسداد پرست اپنے آپ کو اصلاح پسندی کی حدود میں رکھتے ہیں۔ موجودہ حالات میں اصلاح پسندی کا "پرانے" سے دستبرداری کے ساتھ تعلق واضح ہے۔

چوتھی حقیقت۔ جیسے ہی مزدوروں کی معاشی تحریک ایسے نعرے اپناتی ہے جو اصلاح پسندی کی حدود سے باہر ہیں تو اس سے انسداد پرستوں کا غصہ بھڑک اٹھتا ہے اور وہ حملے کرنے لگتے ہیں (وہ "سڑی‌بن"، "فضا کو جھگڑالو بنانے" وغیرہ کی باتیں کرتے ہیں)۔

اس کا نتیجہ کیا نکلتا ہے؟ انسداد پرست صرف لفظوں میں اصلاح پسندی کو ایک اصول کی حیثیت سے مسترد کرتے ہیں لیکن

عمل میں شروع سے لیکر آخر تک اس کے پابند رہتے ھیں ۔ ایک طرف وہ ھمیں یقین دلاتے ھیں کہ ان کے خیال میں اصلاحات سب کچھ اور آخری چیز نہیں ھیں ، لیکن دوسری طرف مارکسسٹ جب بھی اصلاح پسندی کی حدود سے تجاوز کرتے ھیں تو انسداد پرست یا تو ان پر حملے کرتے ھیں یا حقارت دکھاتے ھیں ۔

بایں‌همه ، مزدور تحریک کے ھر شعبے میں واقعات دکھاتے ھیں کہ مارکسسٹ پیچھے رھنے کے بجائے اصلاحات سے عملی طور پر فائدہ اٹھانے میں بلاشبہ پیش پیش ھیں اور ان کے لئے وہ لڑ رہے ھیں ۔ مزدور curia * کی سطح پر دوما کے انتخابات کو لیجئے ۔ دوما میں اور اس کے باھر ھمارے نمائندوں کی تقریریں ، طباعت و اشاعت کا انتظام ، بیمے کی اصلاح سے فائدہ اٹھانا ، یا پھر سب سے بڑی یونین دھات سازی کے مزدوروں کی یونین وغیرہ کو لیجئے ۔ پرچار کی براہ راست ، فوری اور ”روزمرہ“ کی سرگرمیوں میں ، تنظیم میں ، اصلاحات کے لئے لڑنے اور ان سے فائدہ اٹھانے میں ھر جگہ مارکسسٹ مزدور انسداد پرستوں سے آگے ھیں ۔

مارکسسٹ انتھک کام کر رہے ھیں ۔ وہ اصلاحات حاصل کرنے اور ان سے فائدہ اٹھانے کا اور پروپیگنڈے ، پرچار ، عوامی معاشی جدوجہد وغیرہ میں ھر اس اقدام کو جو اصلاح پسندی سے تجاوز کرتا ھے اس کی مذمت کرکے نہیں بلکہ اس کی حمایت کرکے اور محنت شعاری سے اسے نشو و نما دینے کا ایک ”موقع“ بھی نہیں کھوتے ۔ اس کے برخلاف انسداد پرست جنھوں نے مارکس‌ازم کو خیرباد کہدیا ھے ، وہ مارکس‌ازم کی سالمیت کے وجود پر ھی حملے کرکے ، مارکسی ڈسپلن کو توڑکر اور اصلاح پسند اور اعتدال پسند مزدور پالیسی کے علم بردار بن کر مزدور طبقے کی تحریک کو محض ابتر کر رہے ھیں ۔

اس کے علاوہ یہ حقیقت نظر انداز نہیں کرنا چاھئے کہ روس میں اصلاح پسندی ایک خاص شکل میں نظر آتی ھے ، یعنی موجودہ روس کے اور موجودہ یورپ کے بنیادی سیاسی حالات کو یکساں

---

* سماجی حیثیت کی بنیاد پر ووٹ دینے والے مزدوروں کے گروپ ۔ (ایڈیٹر)

طور پر سمجھنے کی شکل میں۔ اعتدال پسند کے نقطہ نظر سے یہ یکسانیت جائز ہے اس لئے کہ اس کا یہ عقیدہ ہے اور وہ یہ دعوی بھی کرتا ہے کہ ”خدا کا شکر ہے کہ ہمیں آئین حاصل ہے“۔ جب اعتدال پسند اس پر بضد ہوتا ہے کہ ۱۷ اکتوبر (۶۶) کے بعد اصلاح پسندی کی حدود سے باہر جمہوریت کا ہر قدم پاگل پن، جرم، گناہ وغیرہ ہے تو وہ بورژوازی کے مفادات کا اظہار کرتا ہے۔

اور یہی وہ بورژوا خیالات ہیں جنہیں عمل میں ہمارے انسدادپرست استعمال کر رہے ہیں۔ وہ مسلسل اور باقاعدگی سے ”کھلی پارٹی“، ”قانونی پارٹی کے واسطے جدوجہد“ وغیرہ جیسے خیالات کو روس پر ”چسپاں“ (کاغذ پر) کرتے رہتے ہیں۔ بہ‌الفاظ دیگر، اعتدال پسندوں کی طرح وہ روس پر یورپی آئین کو چسپاں کرنے کا وعظ دیتے رہتے ہیں، اس مخصوص راہ کو پیش نظر رکھے بغیر جس پر نسلوں تک اور بعض صورتوں میں صدیوں تک پروان چڑھ کر مغرب میں آئینوں کا نفاذ اور استحکام ہوا تھا۔ انسداد پرست اور اعتدال پسند جو چاہتے ہیں وہ ایک کہاوت کے مطابق یہ ہے: کھال کو پانی میں ڈبونے بغیر اسے دھونا۔

یورپ میں اصلاح پسندی کا واقعی مطلب ہے مارکس‌ازم سے دستبردار ہونا اور بورژوا ”سماجی پالیسی“ کو اس کا قائم مقام بنانا۔ اور روس میں انسدادپرستوں کی اصلاح پسندی کا مطلب نہ صرف یہ ہے بلکہ مارکسی تنظیم کو تباہ کرنا اور مزدور طبقے کے جمہوری فرائض کو خیرباد کہنا بھی ہے، اور اس کا مطلب ہے ان کی جگہ اعتدال پسند مزدور پالیسی اختیار کرنا۔

”پراودا ترودا“، شمارہ ۲،
۱۲ ستمبر ۱۹۱۳ء۔
دستخط: و۔ ا۔

لینن کا مجموعہ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۲۴، صفحات ۴ — ۱۔

کاؤتسکی کی ناقابل معافی غلطی

اخبار '' پرولیتارسکایا پراودا ،، کے شمارہ ٦ میں رفیق کاؤتسکی کی تقریر پر جو انھوں نے بین‌الاقوامی سوشلسٹ بیورو (٦٧) میں روسی مسائل پر بحث کے دوران کی تھی اور روسی مسائل کے سلسلے میں (روسی قاری کے لئے) جس حیرت انگیز ، سراسر اور قابل افسوس ناواقفیت کا انھوں نے اظہار کیا اس پر ہم تبصرہ کر چکے ھیں -

اپنی تقریر میں کاؤتسکی نے کہا کہ روس میں '' پرانی پارٹی ختم ہوچکی ھے ،، - اس پر اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے کاؤتسکی نے دوسری تقریر میں کہا : '' میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ روسی سوشل ڈیموکریسی ختم ہوچکی ھے - میں صرف اس بات پر زور دے رہا ہوں کہ پرانی شکلیں توڑدی جا چکی ھیں اور ہمیں نئی شکلیں پیدا کرنا چاہئے - ،، اسی انداز میں جرمن پارٹی کے مرکزی ترجمان «Vorwärts» نے جس کے کاؤتسکی نمائندہ تھے اس مسئلے سے متعلق رپورٹ شایع کی ھے - «Vorwärts» اسی شہر میں شایع ہوتا ھے جہاں کاؤتسکی رہتے ھیں - بلاشبہ اگر انھوں نے یہ دیکھا ہوتا کہ انھیں غلط طور پر پیش کیا گیا ھے تو وہ فوراً رپورٹ کی تصحیح کے لئے کوشش کرتے جیسا کہ وہ ایک بار سے زیادہ ایسے مسائل کے متعلق کرچکے ھیں ، جو ایک پوری پارٹی کے '' وجود کے سوال ،، سے اور وہ بھی جو انٹرنیشنل سے ملحق ھے ، کہیں کم اہم تھے -

اور اب '' نووایا لکویداتورسکایا گزیتا ،، (٦٨) نے شمارہ ١٠١ میں بین‌الاقوامی بیورو کے اجلاس کے متعلق اپنی رپورٹ چھاپی ھے جس میں کاؤتسکی کی دوسری تقریر اس طرح پیش کی گئی ھے کہ

گویا انہوں نے اس سے قطعی انکار کیا کہ ان کی زبان سے یہ الفاظ نکلے تھے کہ ’’ پارٹی ختم ہوچکی ہے ،،۔

اگر کاؤتسکی نے واقعی دوسری مرتبہ اس غرض سے تقریر کی ہوتی کہ وہ پرزور طریقے سے اپنے پیش کردہ ان خیالات کو واپس لے رہے ہیں جو روسی پارٹی کی زندگی کے متعلق ان کی ناقابل افسوس لاعلمی پر مبنی تھے تو اس پر سب سے پہلے ہم خوش ہوتے۔ لیکن افسوس ! ہمارے پاس کوئی معقول وجہ نہیں ہے کہ جرمن پارٹی کے مرکزی ترجمان کی رپورٹ کے مقابلے میں ہم ’’ نووایا لکویداتورسکایا گزیتا ،، کی رپورٹ پر زیادہ اعتبار کرسکیں۔

دراصل انسداد پرستوں کا اخبار معاملے کو دبا دینے کی کوشش کر رہا ہے۔ اور یہ بالکل عیاں ہے۔ پرانی پارٹی کے متعلق جب کاؤتسکی نے ’’ختم ہوچکی ہے ،، کہا تو اس سے نہ صرف روسی مزدور تحریک کے بارے میں حقائق سے لاعلمی ظاہر ہوئی بلکہ یہ بھی فاش ہوا کہ ہمارے غیرملکی رفیقوں پر بدیس میں ہمارے انسداد پرست سرگوشیاں کرنے والوں کا کس قسم کا اثر ہے۔

سراسر مہمل جملہ کہنے پر جب اعتراضات ہوئے تو کاؤتسکی نے اپنے آپ کو صحیح کرنے کی کوشش کی۔ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے مرکزی ترجمان «Vorwärts» میں جس طرح رپورٹ شایع ہوئی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو بری طرح درست کیا۔ اور جس طرح انسداد پرست نامہ‌نگار نے لکھا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ کاؤتسکی نے اپنے آپ کو بہتر درست کیا ہے۔ لیکن یہ زیادہ بہتر نہیں۔ اس لئے کہ اگر سوشل ڈیموکریسی کی ’’ شکل ،، کا مطلب پارٹی نہیں ہے تو اور کیا ہے ؟

بہرحال ، سوال یہ نہیں ہے کہ کاؤتسکی نے اپنے آپ کو کیسے درست کیا بلکہ ان کی ناقابل معافی غلطی وہ ہے جو بدیس میں انسدادپرستوں کی کوششوں کی وجہ سے ان سے سرزد ہوئی۔ روس میں طبقاتی شعور رکھنے والے مزدور اگر چاہیں تو یقینی طور پر بدیس میں ان سرگوشیاں کرنے والوں کی قلعی آسانی سے کھول سکتے ہیں۔ اور وقت آگیا ہے کہ وہ ایسا کریں ! غیرملکی رفیقوں کو اپنی تحریک سے مطلع رکھنے کے کام کو انہیں اس طرح منظم

کرنا چاھئے کہ یہ کام غیرذمہدار تارکین وطن کی ٹکڑیوں کے ھاتھ سے چھن جائے۔ انھیں سرگوشیاں کرنے والوں کی کوششوں کا توڑ کرنا چاھئے جن کے ذریعے وہ غیرملکی پارٹیوں کی (قدرتی) لاعلمی کو اپنے انسداد پرست مقاصد کے لئے استعمال کرتے ھیں۔ بین الاقوامی بیورو نے مارکسسٹوں اور انسدادپرستوں کے درمیان اختلافات واضح کرنے کی اپیل کی ھے۔ اسی لئے ھم نے مزدور ساتھیوں پر زور دیا ھے کہ وہ جتنی توانائی سے ممکن ھے بینالاقوامی بیورو کی اس اپیل پر لبیک کہیں۔ بیرونی رفیقوں کو آخر کار انسداد پرست سرگوشیاں کرنے والوں کی نہیں بلکہ خود مزدوروں کی آواز سننے کا موقع ملنا چاھئے۔ اگر ھم بینالاقوامی اتحاد کے تصور کی قدر کرتے ھیں تو پھر یہ بات اھم اور ضروری ھوجاتی ھے۔

ھم یہ اپیل اختلافات کی صحیح وضاحت کے لئے اور اپنے غیر ملکی رفیقوں کو خود مزدوروں کی قراردادوں، فیصلوں اور رائے شماری کے ذریعے مطلع رکھنے کے لئے کررھے ھیں تاکہ بیورو کے جلسے میں جو واقعات رونما ھوئے انھیں انسدادپرستوں کی چھپانے یا بدنیتی سے مسخ کرنے کی کوششوں کا توڑ ھو سکے۹۔

”پرولیتارسکایا پراودا“، شمارہ ۸، ۱۵ دسمبر ۱۹۱۳ء۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۲۴، صفحات ۲۳۰ — ۲۳۲۔

جرمن مزدور تحریک سے کس چیز کی تقلید نہیں کرنا چاہئے

جرمن ٹریڈیونینوں کے ایک ممتاز ترین اور ذمےدار نمائندے کارل لیگین نے امریکہ میں اپنے دورے کے متعلق رپورٹ حال ہی میں ایک ضخیم کتاب کی شکل میں شایع کی ہے۔ اس کا نام ہے ''امریکہ میں مزدور تحریک،،۔

نہ صرف جرمن بلکہ بین‌الاقوامی ٹریڈیونین تحریک کے بھی ایک بہت ہی ممتاز نمائندے کی حیثیت سے لیگین نے اپنے دورے کو خاص تقریب قرار دیا ہے گویا وہ ریاستی اہمیت رکھتا ہے۔ اس دورے کے سلسلے میں وہ برسوں تک امریکہ کی سوشلسٹ پارٹی اور ''مزدور طبقے کی امریکی فیڈریشن،، «American Federation of Labour» (٦٩) یعنی اس ٹریڈیونین تنظیم سے گفت و شنید کرتے رہے، جس کے رہنما مشہور (یا غالباً رسوا) گومپیرس ہیں۔ لیکن جب لیگین کو معلوم ہوا کہ کارل لیبکنیحت بھی امریکہ جارہے ہیں تو انہوں نے بیک وقت جانے سے انکار کردیا ''تاکہ ریاستہائے متحدہ میں ایک وقت میں ایسے دو مقرر منظر عام پر نہ آئیں جن کے پارٹی کے طریقۂ کار پر اور مزدور تحریک کے بعض شعبوں کی اہمیت اور قدر و قیمت پر بھی خیالات بالکل یکساں نہیں ہیں۔،،

لیگین نے امریکہ میں ٹریڈ یونین تحریک کے متعلق بہت کافی مواد جمع کیا لیکن وہ اپنی کتاب میں نفس مضمون ادا کرنے میں بالکل ناکام رہے۔ کتاب اپنے سفر کی غیر مربوط بیان آرائیوں سے اٹی پڑی ہے، اس کا مافیہہ سطحی ہے اور اسلوب فرسودہ۔ یہاں تک کہ امریکہ میں ٹریڈیونین قواعد کا جن سے لیگین کو خاص طور سے دلچسپی تھی نہ تو مطالعہ کیا گیا اور نہ تجزیہ بلکہ وہ ادھورے اور بلا ترتیب محض ترجمہ کردئے گئے ہیں۔

لیگین کے سفر کے دوران ایک نہایت ھی سبق آموز واقعہ پیش آیا جو مؤثر طریقے سے بین الاقوامی اور خاص طور سے جرمن مزدور تحریک کے اندر دو رجحانات ظاھر کرتا ھے۔

لیگین ریاستہائے متحدہ کے نمائندوں کے ایوان گئے جو کانگریس کے نام سے مشہور ھے۔ رپبلک کے جمہوری طور طریقوں نے اس شخص کو بیحد مرعوب کیا جس کی تربیت پولیس‌زدہ پروشیائی ریاست میں ھوئی تھی۔ وہ قابل فہم خوشی سے بیان کرتے ھیں کہ امریکہ میں حکومت کانگریس کے ھر ممبر کو نہ صرف جدید آسانیوں سے لیس ذاتی دفتر بلکہ مشاھرہ پانےوالا سکریٹری بھی فراھم کرتی ھے تاکہ وہ نمائندے کے بےشمار فرائض پورے کرنے میں مدد دے سکے۔ یوربی پارلمنٹوں میں اور خاص کر جرمنی میں لیگین جو دیکھ چکے تھے اس کے مقابلے میں امریکی ایوان کے ممبروں اور اسپیکر کی سادگی اور بےتکلفی بہت نمایاں چیز تھی۔ یورپ میں کوئی بھی سوشل ڈیموکریٹ بورژوا پارلیمنٹ کے سرکاری اجلاس میں تہنیتی تقریر کرنے کا تصور تک نہیں کرسکتا! لیکن امریکہ میں یہ آسانی سے کیا جاسکتا ھے۔ وھاں سوشل ڈیموکریٹ کا نام سن کر کسی کے اوسان خطا نہیں ھوتے ... سوائے خود سوشل ڈیموکریٹ کے!

یہاں ھم ڈانواں ڈول سوشلسٹوں کی ”مہربانی کے ذریعے جڑیں کاٹنے“ کے امریکی بورژوا طریقے کی اور ”مہربان“، شائستہ اور جمہوری بورژوازی کی تعظیم میں سوشلزم سے منھ موڑنے کے جرمن موقع پرست طریقے کی ایک اچھی مثال دیکھ سکتے ھیں۔

لیگین کی تہنیتی تقریر کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا گیا (بورژوا جمہوریت اپنی پارلیمنٹ میں ”غیرملکی“ زبان بولنے اور سننے سے ناخوش نہیں ھوتی)۔ تمام دوسو کانگریس‌مینوں نے باری باری لیگین سے رپبلک کے مہمان کی طرح مصافحہ کیا اور اسپیکر نے شکریے کے الفاظ کہے۔

لیگین لکھتے ھیں: ”ریاستہائے متحدہ اور جرمنی کے اشتراکی اخبارات نے میری تہنیتی تقریر کے طرز اور مافیہ دونوں کو سراھا۔ لیکن جرمنی میں بعض مدیر یہ کہے بغیر نہ رہ سکے کہ ایک سوشل ڈیموکریٹ کے لئے بورژوا حاضرین کے سامنے سوشل

ڈیمو کریٹک تقریر کرنا ناممکن ہے ، اور یہ بات ایک بار پھر میری تقریر سے ثابت ہوگئی۔ ٹھیک ہے ، اگر یہ مدیر میری جگہ ہوتے تو بلاشبہ سرمایہ داری کے خلاف اور عام ہڑتال کی حمایت میں تقریر فرماتے۔ لیکن اس پارلیمنٹ میں میں نے اس پر زور دینا مناسب سمجھا کہ جرمنی کے سوشل ڈیموکریٹک اور ٹریڈیونینوں میں منظم مزدور قوموں کے درمیان امن چاہتے ہیں اور امن کے ذریعے اس کے خواہاں ہیں کہ ثقافت اعلی ترین بلندیوں تک ترقی کرے۔ ،،

بےچارے مدیروں کو لیگین نے اپنی ''سیاستدانوں کی سی ،، تقریر سے بالکل ختم کردیا ! جرمن مزدور تحریک میں عام طور پر ٹریڈیونین رہنماؤں کی اور خاص طور پر لیگین کی موقع پرستی عرصے سے مشہور ہے اور طبقاتی شعور رکھنے والے بہت سے مزدوروں نے اس کا مناسب اندازہ لگایا ہے۔ لیکن ہمارے لئے روس میں ، جہاں یورپی سوشلزم کے ''نمونے ،، کے متعلق ضرورت سے زیادہ باتیں کی جاتی ہیں اور اس ''نمونے،، کی بدترین اور سب سے زیادہ قابل اعتراض خصوصیات منتخب کی جاتی ہیں ، لیگین کی تقریر سے زیادہ تفصیل کے ساتھ بحث کرنا مناسب ہوگا۔

جرمن ٹریڈیونینوں یعنی سوشل ڈیموکریٹک ٹریڈیونینوں کے ۲۰ لاکھ ممبروں کے رہنما ، اور جرمن رائخ‌ستاگ میں سوشل ڈیموکریٹک گروپ کے ممبر نے سرمایہ‌دار امریکہ کے اعلی ترین نمائندہ ادارے میں جو تقریر کی وہ خالص اعتدال پسندانہ اور بورژوا تقریر تھی۔ تو پھر یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ کوئی ایک بھی اعتدال پسند ، یہاں تک کہ اکتوبرسٹ ''امن ،، اور ''ثقافت ،، والی تقریر سے اتفاق کرنے میں پس و پیش نہیں کرےگا۔

اور جب جرمن سوشل ڈیموکریٹوں نے بتایا کہ یہ سوشل ڈیموکریٹک تقریر نہیں تھی تو سرمایے کے اجرتی غلاموں کے اس لیڈر نے ان کے ساتھ اذیت رساں انداز کی حقارت کا سلوک کیا۔ ایک ''عملی سیاست داں ،، اور مزدوروں سے آنے پیسے جمع کرنے والے کا یہ ''مدیر ،، بھلا کیا مقابلہ کر سکتے ہیں ! ہمارے تنگ نظر خود پرست بھی مدیروں سے اسی طرح حقارت سے پیش آتے ہیں

جس طرح کسی ایک ملک میں پولیس کے چھوٹے افسر تیسرے عنصر سے (۷۰)۔

''یہ مدیر،، بلاشبہ ''سرمایہ‌داری کے خلاف،، تقریر کرتے۔ ذرا غور کیجئے که یه نقلی اشتراکی کس چیز کا مذاق اڑا رها هے! وہ اس خیال کا مذاق اڑا رها هے که اشتراکی کے لئے ضروری هے که وہ سرمایه‌داری کے خلاف تقریر کرے۔ جرمن موقع پرستی کے ''سیاست دانوں،، کے لئے یه خیال بالکل اجنبی هے۔ جب وہ بات کرتے هیں تو اس طرح که ''سرمایه‌داری،، ناراض نه هوجائے۔ سوشلزم سے غلامانه ذهنیت کے ساتھ دستبردار هوکر وہ اپنے آپ کو ذلیل کرتے هیں اور پھر اپنی ذلت پر شیخی بھی بگھارتے هیں۔

لیگین کوئی معمولی آدمی نہیں هے۔ وہ ٹریڈ یونینوں کی فوج کا نمائنده هے، بلکه اس فوج کے افسروں کے کور کا نمائنده هے۔ اس کی تقریر نه کوئی حادثه تھی، نه لغزش زبان اور نه هی ناگہاں من کی موج۔ وہ جرمنی کے کسی صوبائی دفتر کے منشی کی غلطی بھی نه تھی جو امریکی سرمایه‌داروں سے بری طرح مرعوب هوگیا هو جو اس کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے اور جنهوں نے پولیس کی گستاخی کا نشان تک ظاهر نهیں کیا۔ اگر ایسا هوتا تو لیگین کی تقریر پر کوئی توجه دینے کی ضرورت نهیں تھی۔

لیکن ایسا بالکل نهیں هے۔

اشتوت‌گرت کی بین‌الاقوامی کانگریس میں آدھے جرمن نمائندے اسی قسم کے جھوٹ موٹ کے سوشلسٹ نکلے۔ انهوں نے نوآبادیاتی سوال پر انتهائی موقع پرست قرارداد کی حمایت میں رائے دی۔ یا پھر جرمن رسالے (؟؟) «Sozialistische Monatshefte» کو لیجئے۔ اس میں همیشه آپ کو لیگین جیسے لوگوں کی تحریریں ملیں‌گی جو سراسر موقع پرست هوتی هیں؟ سوشلزم سے ان کا دور کا بھی واسطه نهیں هوتا اور یه تحریریں مزدور تحریک کے تمام اهمترین سوالات سے بحث کرتی هیں۔

''سرکاری،، جرمن پارٹی کا ''سرکاری،، جواب یه هے که «Sozialistische Monatshefte» کو ''کوئی نهیں پڑھتا،، اور وہ کسی پر اثر نهیں ڈالتا وغیرہ۔ لیکن یه صحیح نهیں هے۔

اشتوت گرت کے ”واقعے“ نے اسے ثابت کردیا۔ انتہائی ممتاز اور ذمے دار لوگ، پارلیمنٹ کے ممبر اور ٹریڈیونین کے رہنما جو «Sozialistische Monatshefte» کے لئے لکھتے ہیں وہ بڑی پابندی اور ثابت قدمی سے عوام میں اپنے خیالات کا پرچار کرتے رہتے ہیں۔

جرمن پارٹی کی ”سرکاری رجائیت“ کا خود اس کے کیمپ میں وہ لوگ ایک مدت سے ذکر کررہے ہیں جنھوں نے لیگین سے ”یہ مدیر“ کا خطاب حاصل کیا ہے۔ یہ خطاب بورژوا نقطۂ نظر سے حقارت آمیز ہے لیکن اشتراکی نقطۂ نظر سے قابل تعظیم ہے۔ روس میں اعتدال پسند اور انسدادپرست (ان میں بلا شبہ تروتسکی بھی شامل ہے) جتنی زیادہ ایسی دل آویز خصوصیت کو ہماری سرزمین پر چسپاں کرنے کی کوشش کریں اتنے ہی عزم سے ان کا مقابلہ کرنا چاہئے۔

جرمن سوشل ڈیموکریسی نے بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ تمام ہوخبرگ، ڈیورنگ جیسے حضرات کے خلاف مارکس کی جدوجہد کی بدولت اس کے پاس صحیح معنی میں باقاعدہ نظریہ موجود ہے۔ اس نظریے سے ہمارے نرودنیک یا تو فضول بچنے کی کوشش کرتے ہیں یا پھر موقع پرستی کے خطوط پر اس میں ترمیمیں کرنا چاہتے ہیں۔ جرمن سوشل ڈیموکریسی کی عوامی تنظیم ہے، اخبار ہیں، ٹریڈیونینیں ہیں، سیاسی انجمنیں ہیں۔ ایسی ہی عوامی تنظیم کی ہمارے ملک میں بھی تشکیل ہورہی ہے اور جو ”پراودا“ کے حامی (۱۷) مارکسسٹوں کی ہرجگہ کامیابیوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ یہ دوما کے انتخابات اور روزنامہ اخباروں، بیمہ بورڈ کے چناؤ میں اور ٹریڈیونینوں میں کامیابیاں ہیں۔ مزدوروں کے ہاتھوں ”اپنے عہدوں سے نکالے ہوئے“ انسدادپرستوں کی روس میں اس عوامی تنظیم کی بالیدگی کے سوال سے بچنے کی کوششیں، جس کی شکل روسی حالات کے مطابق ہے، اتنی ہی فضول ہیں جتنی کہ نرودنیکوں کی، اور ان کا مطلب بھی مزدور تحریک سے ذہنی طور پر اپنا ناتا توڑ لینا ہے۔

جرمن سوشل ڈیموکریسی کی خوبیاں لیگین کی شرمناک تقریروں اور «Sozialistische Monatshefte» کے قلمی معاونوں کی (اخباروں میں) ”تحریروں“ کی وجہ سے نہیں بلکہ ان کے باوجود ہیں۔

جرمن پارٹی کو جو روگ لگا ہوا ہے اور جو اپنے آپ کو اس قسم کے مظہر میں ظاہر کرتا ہے اسے ہمیں کم مہلک نہیں سمجھنا چاہئے اور نہ ہمیں ''سرکاری رجائیت،، کی لفاظی کے ذریعے اسے کم مہلک خیال کرنا چاہئے۔ ہمیں اس روگ کو روسی مزدوروں کے سامنے فاش کرنا چاہئے تاکہ ہم زیادہ پرانی تحریک کے تجربے سے سیکھ سکیں اور یہ بھی سیکھ سکیں کہ اس سے کس چیز کی تقلید نہیں کرنا چاہئے۔

''پروسویشینئے،،، شماره ۴،
اپریل ۱۹۱۴ء۔
دستخط: و۔ ا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۲۵، صفحات ۱۰۶ — ۱۱۰۔

جنگ اور روسی سوشل ڈیموکریسی

یورپی جنگ ، جس کی تیاری کئی دھائیوں سے تمام ملکوں کی حکومتیں اور بورژوا پارٹیاں کررھی تھیں ، چھڑگئی ھے ۔ اسلحات کی دوڑ ، ترقی یافتہ ملکوں کے درمیان سرمایہ‌دارانہ ارتقاء کے جدیدترین دور یعنی سامراجی دور میں منڈیوں کے لئے انتہائی سخت جدوجہد اور زیادہ پچھڑے ہوئے مشرقی یورپ کی بادشاھتوں کے خاندانی مفاد — ان سب کا ناگزیر نتیجہ اس جنگ کی شکل میں نکلنا تھا ، اور ایساھی ھوا ۔ غیروں کی سرزمین پر زبردستی قبضہ کرنا اور دوسری قوموں کو غلام بنانا ، مقابلہ کرنے والی قوموں کو تباہ کرنا اور ان کی دولت کی لوٹ کھسوٹ کرنا ، روس ، جرمنی ، برطانیہ اور دوسرے ملکوں میں اندرونی سیاسی بحرانوں سے محنت کش عوام کی توجہ ھٹانا ، مزدوروں میں پھوٹ ڈالنا اور قومی لغویت ابھارنا اور ان کے ھراول کو نیست و نابود کرنا تاکہ پرولیتاریہ کی انقلابی تحریک کمزور ھوجائے — صرف یہ ھے موجودہ جنگ کا اصل مافیہ ، اس کی اھمیت اور مفہوم ۔

سب سے پہلے یہ سوشل ڈیموکریسی کا فرض ھے کہ وہ اس جنگ کا صحیح مطلب افشا کرے اور اس جنگ کی مدافعت میں حکمراں طبقے ، زمیندار اور بورژوازی جو فریب ، غلط دلیلیں اور ''محب‌وطن'' نعرے پھیلارھے ھیں ان کا بےرحمی سے پردہ چاک کرے ۔

شریک جنگ قوموں کے ایک گروپ کا رھنما جرمن بورژوازی ھے ۔ وہ یہ کہہ کر مزدور طبقے اور محنت کشوں کی آنکھوں میں خاک جھونک رھا ھے کہ یہ جنگ مادروطن کی حفاظت ، آزادی اور تہذیب کے لئے ، زارشاھی کے ھاتھوں مظلوم عوام کی نجات

کے لئے اور رجعت پرست زارشاهی کی تباهی کے لئے کی جارهی هے۔ لیکن حقیقت یه هے که یه بورژوازی، جو غلامانه ذهنیت سے پروشیائی امیرزادوں کے جوتے چاٹتا رها هے جن کا سربراه ولهلم دوئم هے، وہ همیشه زارشاهی کا وفادارترین اتحادی اور روس کے مزدوروں اور کسانوں کی تحریک کا دشمن رها هے۔ جنگ کا نتیجه خواه کچھ بهی هو، عمل میں یه جرمن بورژوازی پروشیائی امیرزادوں کے ساتھ مل کر روس میں انقلاب کے خلاف زار کی شاهی حکومت کی امداد کرے گا۔

دراصل جرمن بورژوازی نے سربیا کے خلاف قزاقانه مهم شروع کی هے جس کا مقصد اسے غلام بنانا اور جنوبی سلافیوں کے قومی انقلاب کا گلا گهونٹنا هے۔ ساتھ هی وه اپنی فوجی قوتوں کا بڑا حصه زیاده تر آزاد ملکوں، بلجیم اور فرانس کے خلاف بهیج رها هے تاکه زیاده دولت‌مند حریفوں کی لوٹ مار کرے۔ دراصل جرمن بورژوازی نے، جو اپنی طرف سے مدافعتی جنگ لڑنے کا من گهڑت افسانه مشهور کررها هے، خود وه لمحه منتخب کیا جو جنگ میں اس کے لئے سب سے زیاده مفید تها۔ اس نے روس اور فرانس کی منصوبه بند اور طےشده هتهیاربندی سے پهلے اور فوجی سامان میں اپنی جدیدترین ایجادات کو استعمال کرکے یه جنگ شروع کی۔

جنگ میں شریک قوموں کے دوسرے گروپ کا سربراه برطانوی اور فرانسیسی بورژوازی هے۔ وه یه کهه کر مزدور طبقے اور دوسرے محنت کشوں کی آنکهوں میں خاک جهونک رها هے که وه اپنے ملکوں کی مدافعت کے لئے، آزادی اور تهذیب کے لئے اور جرمن عسکریت پرستی اور مطلق العنانی کے خلاف جنگ لڑرها هے۔ حقیقت یه هے که بورژوازی ایک مدت سے یورپ کی سب سے زیاده رجعت پرست اور خونخوار بادشاهت، روسی زارشاهی کی سپاه کو بهاڑے کے ٹٹوؤں کی طرح استعمال کرنے پر کروڑوں خرچ کرتا رها هے اور جرمنی پر حمله کرنے کے لئے اسے تیار کرتا رها هے۔

دراصل برطانوی اور فرانسیسی بورژوازی کا لڑائی کا مقصد جرمن نوآبادیات پر قبضه کرنا اور ایک ایسی حریف قوم کو تباه کرنا هے جسکی معاشی ترقی زیاده تیز رهی هے۔ اس ''نیک،، مقصد کے حصول کے لئے ''ترقی یافته،، اور ''جمهوری،، قومیں جابر

زارشاہی کی مدد کررہی ہیں تاکہ وہ پولینڈ، یوکرین وغیرہ کا گلا اور زیادہ گھونٹ سکے اور روس کے اندر انقلاب کو اور زیادہ کچل سکے۔

جنگ میں شریک کوئی بھی گروپ غارت گری، اذیتوں اور جنگی مظالم کے معاملے میں ایک دوسرے سے پیچھے نہیں ہے۔ لیکن مزدور طبقے کی آنکھوں میں خاک جھونکنے کے لئے اور اس کی توجہ واحد سچی جنگ آزادی یعنی ''اپنے'' اور ''بدیسی'' ملکوں دونوں کے بورژوازی کے خلاف خانہ جنگی سے ہٹانے کے لئے یہ ''بلند'' مقصد پیش نظر رکھتے ہوئے ہر ملک کا بورژوازی حب الوطنی کے جھوٹے نعروں کے ذریعے ''اپنی'' قومی جنگ کی اہمیت کو بڑھا چڑھا رہا ہے، اور دعوی کررہا ہے کہ وہ مال غنیمت حاصل کرنے اور علاقوں پر قبضہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ اپنے آپ کو چھوڑ کر باقی تمام دوسرے عوام کی ''نجات'' کی خاطر دشمن پر فتح حاصل کرنا چاہتا ہے۔

تمام ملکوں کی حکومتیں اور بورژوازی جتنی شدت سے مزدوروں میں پھوٹ ڈالنے اور انہیں ایک دوسرے کے خلاف صف آرا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس بلند مقصد کے لئے جتنے زیادہ وحشیانہ طریقے سے مارشل لا اور فوجی سنسر نافذ کرتے ہیں (یہ اقدام آج بھی جنگ کے زمانے میں بیرونی دشمن کے مقابلے میں ''اندرونی'' دشمن کے خلاف زیادہ بےدردانہ طور پر کئے جارہے ہیں) اتنا ہی زیادہ طبقاتی شعور رکھنے والے پرولیتاریہ کا اشد فریضہ تمام ملکوں کی ''محب وطن'' بورژوا گٹھ بندیوں کی بےلگام جارحانہ وطن پرستی کے مقابلے میں اپنی طبقاتی وحدت کی، اپنی بین الاقوامیت کی اور اپنے اشتراکی عقیدوں کی مدافعت کرنا ہے۔ اگر طبقاتی شعور رکھنے والے مزدور اس مقصد سے دستبردار ہوجاتے ہیں تو اس کا مطلب اشتراکی آرزوئیں تو کجا اپنی آزادی اور جمہوریت کی آرزوؤں سے بھی منہ موڑنا ہے۔

یہ انتہائی تلخ احساس سے کہنا پڑرہا ہے کہ یورپ کے سربراہ ملکوں کی سوشلسٹ پارٹیاں یہ فریضہ پورا کرنے میں ناکام رہی ہیں، ان پارٹیوں کے رہنماؤں کا رویہ، خاص کر جرمنی میں، قریب قریب سوشلزم کے مقصد سے سراسر غداری ہے۔ ساری دنیا کے اس

تاریخی اهمیت کے لمحے میں موجودہ دوسرے سوشلسٹ انٹرنیشنل (۱۸۸۹ء — ۱۹۱۴ء) کے اکثر رهنما اشتراکیت کا بدل قوم پرستی کو بنارہے هیں۔ ان کے اس رویے کا نتیجه یه هے که ان ملکوں کی مزدور پارٹیاں حکومتوں کے مجرمانه عمل کی مخالفت نہیں کر رهی هیں بلکه مزدوروں سے اپیل کرتی هیں که وہ سامراجی حکومتوں کے نقطهٔ نظر سے اپنا اتفاق ظاهر کریں۔ انٹرنیشنل کے لیڈروں نے جنگی قرضوں کی حمایت میں ووٹ دے کر، ''اپنے،، ملکوں کے بورژوازی کے جارحانه قوم پرست (''محب وطن،،) نعرے دهرا کر، جنگ کو بجا ثابت کرکے اور اس کی مدافعت کرکے، شریک جنگ ملکوں کی بورژوا حکومتوں میں شامل هو کر وغیرہ سوشلزم کے ساتھ غداری کی هے۔ آج کے یورپ کے انتهائی بااثر سوشلسٹ رهنما اور سوشلسٹ پریس کے اتنے هی انتهائی بااثر ترجمان جن خیالات کا اظهار کر رهے هیں وہ جارحانه قوم پرست، بورژوا اور اعتدال پسند هیں، انهیں کسی طرح اشتراکی نہیں کہا جاسکتا۔ سوشلزم کو اس طرح بدنام کرنے کی ذمهداری سب سے پهلے جرمنی کے سوشل ڈیموکریٹوں پر عائد هوتی هے جو دوسری انٹرنیشنل میں سب سے زیادہ مضبوط اور با اثر پارٹی تھے۔ لیکن فرانسیسی سوشلسٹوں کو بھی بری نہیں کیا جاسکتا جو اس بورژوازی کی حکومت میں وزارتوں کی کرسیوں پر جلوہ افروز هیں جس نے اپنے وطن سے غداری کی اور کمیون کو کچلنے کے لئے بسمارک کے ساتھ جوڑتوڑ کیا۔

جرمنی اور آسٹریا کے سوشل ڈیموکریٹ جنگ کی حمایت میں یه دلیل پیش کرکے اپنے آپ کو حق بجانب ثابت کرنے کی کوشش کر رهے هیں که وہ اس کے ذریعے روسی زارشاهی کے خلاف لڑ رهے هیں۔ هم روسی سوشل ڈیموکریٹ اعلان کرتے هیں که یه صفائی سراسر بهانه هے۔ پچھلے چند برسوں میں همارے ملک میں زارشاهی کے خلاف انقلابی تحریک نے پھر سے بڑی وسعت اختیار کرلی هے۔ اس تحریک کا رهنما همیشه روس کا مزدور طبقه رها هے۔ پچھلے چند برسوں میں جو سیاسی هڑتالیں هوئیں اور جن میں لاکھوں مزدوروں نے حصه لیا ان کا نعرہ یه تھا: زارشاهی کا تخته الٹ دو اور جمهوری ریپبلک قائم کرو۔ عین جنگ سے پهلے جب فرانسیسی

ریپبلک کے صدر پوانکارے نکولائی دوئم سے ملنے آئے تھے تو انھوں نے پیٹرسبرگ کی سڑکوں پر مورچے دیکھے تھے جنھیں روسی مزدوروں نے ھی کھڑا کیا تھا۔ انسانیت کو زار شاھی کی لعنت سے نجات دلانے کے لئے روسی پرولیتاریہ نے کسی بھی قربانی دینے سے گریز نہیں کیا ھے۔ اور ھم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ بعض حالات میں اگر کوئی چیز زارشاھی کے خاتمے کو ٹال رھی ھے، اور جو چیز تمام روس کی جمہوریت کے خلاف جدوجہد میں زارشاھی کے ھاتھ مضبوط کرتی ھے تو وہ یہی موجودہ جنگ ھے جس نے زارشاھی کے رجعت پرست مقاصد کو کامیاب بنانے کے لئے برطانوی، فرانسیسی اور روسی بورژوازی کی تجوریاں کھول رکھی ھیں۔ زارشاھی کے خلاف روسی مزدور طبقے کی انقلابی جدوجہد میں اگر کوئی چیز حائل ھے تو وہ جرمنی اور آسٹریا کے سوشل ڈیموکریٹ لیڈروں کا رویہ ھے، جسے روس کے جارحانہ قوم پرست اخبار بطور مثال پیش کرنے سے کبھی نہیں تھکتے۔

اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ جرمن سوشل ڈیموکریسی اتنی کمزور تھی کہ وہ کسی قسم کا انقلابی عمل نہیں کرسکی تو کم ازکم اسے جارحانہ قوم پرست کیمپ میں شامل نہیں ھونا چاھئے تھا یا ایسے اقدام نہیں اٹھانا چاھئے تھے جنھوں نے اٹلی کے سوشلسٹوں کو یہ کہنے پر آمادہ کیا کہ جرمن سوشل ڈیموکریٹک رھنما پرولیتاری بین‌الاقوامی پرچم کو ذلیل کررھے ھیں۔

ھماری پارٹی، روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبرپارٹی نے جنگ کے سلسلے میں بڑی بڑی قربانیاں دی ھیں اور دیتی رھےگی۔ ھمارے تمام مزدور اخبار دبادئے گئے ھیں۔ اکثر مزدور یونینیں بند کردی گئی ھیں اور ھمارے بےشمار رفیق یا تو گرفتار کرلئے گئے ھیں یا جلا وطنی میں ھیں۔ اس کے باوجود ریاستی دوما میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر گروپ نے یعنی ھمارے پارلیمانی نمائندوں نے اپنا یہ لازمی اشتراکی فریضہ سمجھا کہ جنگی قرضوں کی تائید میں ووٹ نہ دیں، وہ اپنا پر زور احتجاج ظاھر کرنے کے لئے دوما کو چھوڑ کر باھر آگئے۔ انھوں نے اپنا یہ فرض تصور کیا کہ یورپی حکومتوں کی پالیسی کو سامراجی پالیسی قرار دیں۔ اگرچہ

زار کی حکومت نے اپنا ظلم و ستم بہت بڑھادیا ہے اس کے باوجود روس کے سوشل ڈیمو کریٹک مزدور جنگ کے خلاف اپنی پہلی غیر قانونی اپیلیں شایع کرچکے ہیں اور اس طرح جمہوریت کی جانب اور انٹرنیشنل کی جانب اپنا فریضہ پورا کر رہے ہیں۔

جبکہ انقلابی سوشل ڈیموکریسی کے ممبر جس کی نمائندگی جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کی اقلیت اور غیرجانبدار ملکوں میں بہترین سوشل ڈیموکریٹ کرتے ہیں، دوسری انٹرنیشنل کے اس انہدام کی وجہ سے ان سب کے سر شرم سے جھک گئے ہیں؛ جبکہ سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کی اکثریت کی جارحانہ قوم پرستی کے خلاف برطانیہ اور فرانس دونوں کے سوشلسٹ اپنی آواز بلند کررہے ہیں؛ جبکہ موقع پرست جن کی نمائندگی مثال کے طور پر جرمن «Sozialis-tische Monatshefte» کرتا ہے جو ایک مدت سے قوم پرست اعتدال پسند رویہ اختیار کئے ہوئے ہیں، وہ یورپی سوشلزم کے خلاف بجا طور پر اپنی فتح منا رہے ہیں، تو اس وقت پرولیتاریہ کو وہ لوگ سب سے زیادہ نقصان پہنچا رہے ہیں جو موقع پرستی اور انقلابی سوشل ڈیموکریسی کے درمیان جھولتے ہیں (جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں ''مرکز'' کی طرح) اور جو دوسری انٹرنیشنل کے انہدام کو نظرانداز کرنے یا زمانہ ساز جملوں سے اصلیت کو چھپانے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس کے برعکس اس انہدام کو بلاتکلف تسلیم کرنا چاہئے۔ اس کے اسباب سمجھنا چاہئے تاکہ تمام ملکوں کے مزدوروں کا نیا اور زیادہ پائدار اشتراکی اتحاد قائم کیا جاسکے۔

موقع پرستوں نے اشتوت گرت، کوپن ہیگن (۷۲) اور بازیل (۷۳) کانگریسوں کے فیصلوں کی سخت خلاف ورزی کی ہے جنھوں نے تمام ملکوں کے اشتراکیوں پر یہ ذمےداری عائد کی تھی کہ وہ ہر قسم کے حالات میں جارحانہ قوم پرستی کے خلاف لڑیں اور ہر اس جنگ کا جواب، جسے بورژوازی اور اس کی حکومتیں چھیڑیں، خانہ جنگی اور سماجی انقلاب کے زبردست پروپیگنڈہ سے دیں۔ دراصل دوسری انٹرنیشنل کا انہدام اس موقع پرستی کا انہدام بھی ہے جس کا سرچشمہ ایک گزرے ہوئے تاریخی دور (نام نہاد

'' پرامن ،،) کی خصوصیات تھا اور جو حالیہ برسوں میں عملی طور پر انٹرنیشنل پر حاوی رہی ہے۔ اس انہدام کی تیاری موقع پرست ایک مدت سے کررہے تھے — اشتراکی انقلاب سے منکر ہو کر اور اس کی جگہ بورژوا اصلاح پسندی کو لا کر ؛ طبقاتی جدوجہد کو رد کرکے جو بعض موقعوں پر یقینی خانہ جنگی میں تبدیل ہوتی ہے اور طبقاتی تعاون کا پرچار کرکے ؛ حب الوطنی اور وطن کے دفاع کے بھیس میں بورژوا جارحانہ قوم پرستی کی تعلیم دیے کر اور سوشلزم کی ایک بنیادی صداقت کو نظر انداز کرکے یا اس سے منھ موڑ کر جس کا عرصہ ہوا '' کمیونسٹ پارٹی کے مینی فیسٹو،، میں اعلان کیا گیا تھا کہ مزدوروں کا اپنا کوئی ملک نہیں ؛ عسکریت پرستی کے خلاف جدوجہد میں تمام ملکوں کے بورژوازی کے مقابلے میں تمام ملکوں کے پرولیتاریہ کی انقلابی جنگ کی ضرورت تسلیم کرنے کے بجائے اپنے آپ کو جذباتی اور عامیانہ نقطۂ نظر تک محدود رکھ کر ؛ بورژوا پارلیمانیت اور بورژوا ضابطہ پرستی کے ضروری استعمال کے حد سے زیادہ خبطی بن کر اور یہ فراموش کرکے کہ بحران کے زمانے میں تنظیم اور پروپیگنڈے کی غیرقانونی شکلیں اختیار کرنا لازمی ہے۔ موجودہ بحران کے وقت موقع پرستی کے ایک اور '' دم چھلے،، نے بھی، جو ویسا ہی بورژوا اور پرولیتاری یعنی مارکسی نقطۂ نظر کا دشمن ہے، یعنی نراجی سنڈیکلی رجحان، جارحانہ قوم پرستی کے نعروں کو شرمناک تنگ نظری سے دھرا کر شہرت حاصل کر لی ہے۔

آج موقع پرستی سے قطعی طور پر تعلق توڑے بغیر اور عوام کو موقع پرستی کی ناگزیر ناکامی سمجھائے بغیر نہ تو سوشلزم کے مقاصد پورے کئے جا سکتے ہیں اور نہ مزدوروں کا حقیقی بین الاقوامی اتحاد حاصل کیا جاسکتا ہے۔

ہر ملک میں سوشل ڈیموکریٹوں کا سب سے پہلا فریضہ اس ملک کی جارحانہ قوم پرستی کے خلاف لڑنا ہے۔ روس میں اس جارحانہ قوم پرستی نے بورژوا اعتدال پسندوں ('' آئینی جمہوریت پسندوں ،،) اور نرودنیکوں کے ایک حصے سے لے کر اشتراکی انقلابیوں اور '' دائیں ،، بازووالے سوشل ڈیموکریٹوں تک کو

مغلوب کرلیا ہے۔ خاص طور پر اسمیرنوف ، ماسلوف اور پلیخانوف کے پیش کردہ جارحانہ قوم پرست خیالات پر کلنک لگانا لازمی ہے ، جنھیں '' محب وطن ،، بورژوا اخبارات بڑے پیمانے پر استعمال کرتے رہے ہیں۔

موجودہ حالات میں بین الاقوامی پرولیتاریہ کے نقطۂ نظر سے یہ فیصلہ کرنا ناممکن ہے کہ شریک جنگ قوموں کے دو گروپوں میں سے کس گروپ کی شکست اشتراکیت کے واسطے کم نقصان دہ ہوگی۔ لیکن ہم روسی سوشل ڈیموکریٹوں کو اس پر مطلق شبہ نہیں کہ روس کے مزدور طبقے اور اس میں بسنے والی تمام قوموں کے محنت کشوں کے نقطۂ نظر سے زار شاہی کی شکست کم نقصان دہ ہوگی جو سب سے زیادہ رجعت پرست اور جابر حکومت ہے اور جو تعداد میں سب سے زیادہ قوموں پر اور یورپ اور ایشیا کی آبادی کی اکثریت پر ظلم ڈھاتی ہے۔

یورپ کے سوشل ڈیموکریٹوں کا فوری سیاسی نعرہ یورپ کی ریپبلکی ریاستہائے متحدہ کا قیام ہونا چاہئے۔ بورژوازی کے مقابلے میں جو پرولیتاریہ کو جارحانہ قوم پرستی کے دھارے میں بہانے کے لئے ہر چیز کا '' وعدہ ،، کرنے پر تیار رہتا ہے ، سوشل ڈیموکریٹ یہ سمجھائیں گے کہ جرمن ، آسٹریائی اور روسی بادشاہتوں کا انقلاب کے ذریعے تختہ الٹے بغیر یہ نعرہ بے معنی اور کھوکھلا رہے گا۔

چونکہ روس ایک انتہائی پسماندہ ملک ہے اور وہاں بورژوا انقلاب مکمل نہیں ہوا ہے اس لئے روسی سوشل ڈیموکریٹوں پر اب بھی یہ فرض عاید ہوتا ہے کہ وہ یکے بعد دیگرے بنیادی جمہوری تبدیلیوں کے لئے تین اولین شرطیں پوری کرائیں : جمہوری ریپبلک (تمام قوموں کے درمیان مکمل مساوات اور سب کے لئے حق خود اختیاری) ، جاگیروں کی ضبطی اور آٹھ گھنٹے کام کا دن۔ لیکن تمام ترقی یافتہ ملکوں کے سامنے جنگ آج کا نعرہ اشتراکی انقلاب کی شکل میں پیش کررہی ہے ، یہ نعرہ اتنا زیادہ فوری تعمیل طلب ہے اس لئے کہ پرولیتاریہ کے شانوں پر جنگ کا بوجھ جتنا زیادہ بڑھتا ہے تو بڑے پیمانے کی سرمایہ‌داری کے اندر زبردست ٹکنیکی ترقی کے حالات میں موجودہ '' محب وطن ،، بربریت کی ہولناکیوں

کے بعد یورپ کی تخلیق نو سے متعلق مستقبل میں اس کا رول اور بھی زیادہ سرگرم ہوجاتا ہے۔ پرولیتاریہ کی آواز کو دبانے کے لئے بورژوازی جنگ کے زمانے والے قوانین استعمال کررہا ہے، اس لئے اول الذکر کے لئے پرچار اور تنظیم کی غیر قانونی شکلیں اختیار کرنا لازمی ہے۔ اگر موقع پرست اپنے عقائد سے غداری کرکے قانونی تنظیموں کو ''محفوظ رکھنا،، چاہتے ہیں تو انہیں یہ مبارک ہو۔ لیکن انقلابی سوشل ڈیموکریٹ کارکن مزدور طبقے کا تجربہ اور اس کے رابطے سوشلزم کی جدوجہد کی غیرقانونی شکلیں مرتب کرنے میں استعمال کریں گے۔ ایسی شکلیں جو بحران کے دور سے مطابقت رکھتی ہیں، وہ مزدوروں کو اپنے اپنے ملکوں کے جارحانہ قوم پرست بورژوازی کے ساتھ نہیں بلکہ تمام دنیا کے مزدوروں کے ساتھ متحد کریں گی۔ پرولیتاری انٹرنیشنل ختم نہیں ہوئی اور نہ کبھی ختم ہوگی۔ مشکلات کے باوجود مزدور عوام ایک نئی انٹرنیشنل تخلیق کریں گے۔ موقع پرستی کی موجودہ کامیابی زیادہ دنوں تک نہیں رہے گی۔ جوں جوں جنگ زیادہ قربانیوں کا مطالبہ کرے گی مزدور عوام پر یہ بات اتنی ہی زیادہ عیاں ہوتی جائے گی کہ موقع پرستوں نے مزدوروں کے مقصد سے غداری کی ہے، اور ہتھیاروں کا رخ ہر ملک کی حکومت اور بورژوازی کی جانب کرنا چاہئے۔

موجودہ سامراجی جنگ کو خانہ جنگی میں تبدیل کرنا ہی واحد صحیح پرولیتاری نعرہ ہے، کمیون کا تجربہ بھی یہی بتاتا ہے اور بازیل قرارداد (۱۹۱۲ء) میں اسی کا خاکہ پیش کیا گیا تھا۔ انتہائی ترقی یافتہ بورژوا ملکوں کے درمیان سامراجی جنگ کے تمام تر حالات کا یہی تقاضہ ہے۔ اب جب کہ جنگ ایک حقیقت ہے، اگرچہ کسی مخصوص لمحے یہ تبدیلی خواہ کتنی ہی مشکل نظر آئے، سوشلسٹ اس سمت میں باضابطہ، ثابت قدمی سے اور لڑکھڑائے بغیر تیاری کے کام سے کبھی انکار نہیں کریں گے۔

صرف یہی راہ اختیار کرکے پرولیتاریہ جارحانہ قوم پرست بورژوازی کی ماتحتی دور کرسکتا ہے اور قوموں کی سچی آزادی کی جانب، سوشلزم کی جانب ایک یا دوسری شکل میں، کم یا زیادہ تیزی سے فیصلہ کن قدم بڑھاسکتا ہے۔

تمام ملکوں کے بورژوازی کی جارحانہ قوم‌پرستی اور وطن پرستی کے خلاف مزدوروں کی بین‌الاقوامی اخوت زندہ باد !

موقع پرستی سے آزاد پرولیتاری انٹرنیشنل پائندہ باد !

روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی مرکزی کمیٹی

۱۹۱۴ء کے ۲۸ ستمبر (۱۱ اکتوبر) سے پہلے لکھا گیا۔

یکم نومبر ۱۹۱۴ء کو ''سوشل ڈیموکریٹ،، اخبار کے شمارے ۳۳ میں شایع ہوا۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۲۶، صفحات ۱۳ — ۲۳۔

سوشلسٹ انٹرنیشنل کی حالت اور فرائض

موجودہ بحران کی سنجیدہ ترین خصوصیت یہ ہے کہ یورپی سوشلزم کے سرکاری نمائندوں کی اکثریت بورژوا قوم پرستی اور جارحانہ قوم پرستی کا شکار ہوچکی ہے۔ تمام ملکوں کے بورژوا اخبارات کسی معقول وجہ سے ہی کبھی ان کا مذاق اڑاتے ہیں اور کبھی کرم فرمائی سے ان کی تعریف کرتے ہیں۔ ہر وہ شخص جو اشتراکی رہنا چاہتا ہے اس کے لئے اس سے زیادہ اور کوئی اہم فرض نہیں کہ وہ سوشلزم کے اندر اس بحران کے اسباب بتائے اور انٹرنیشنل کے فریضوں کا تجزیہ کرے۔

ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو یہ تسلیم کرنے سے ڈرتے ہیں کہ دوسری انٹرنیشنل کا بحران، یا (زیادہ صحیح لفظ ہوگا) انہدام موقع پرستی کا انہدام ہے۔

اتفاق رائے کا حوالہ، مثال کے طور پر فرانسیسی سوشلسٹوں کے مابین، دیا جاتا ہے اور اس حقیقت کا بھی کہ جنگ کے سوال پر سوشلزم کے پرانے گروپوں نے اپنے رویے بدل دئے ہیں۔ لیکن ان حوالوں کی کوئی بھی بنیاد نہیں۔

طبقاتی تعاون کی وکالت کرنا، اشتراکی انقلاب کے خیال کو اور جدوجہد کے انقلابی طریقوں کو خیرباد کہنا، بورژوا قوم پرستی کے رنگ میں رنگ جانا، اس حقیقت کو نظر انداز کرنا کہ قومیت یا اپنے ملک کی سرحدیں تاریخ کے لحاظ سے عارضی چیز ہیں، بورژوا قانون پسندی کے ضروری استعمال کا حد سے زیادہ خبطی بننا، ''آبادی کے وسیع لوگوں،، (مطلب ہے پیٹی بورژوازی) کو دور بھگانے کے ڈر سے طبقاتی نقطۂ نظر اور طبقاتی جدوجہد سے منھ موڑنا — بلاشبہ یہ ہیں موقع پرستی کی نظریاتی بنیادیں۔ اور اسی سرزمین پر

دوسری انٹرنیشنل کے اکثر لیڈروں کی موجودہ جارحانہ قوم پرست اور وطن پرست ذہنیت پروان چڑھی ہے۔ مختلف خیالات رکھنے والے اہل نظر عرصہ ہوا یہ محسوس کر چکے ہیں کہ دوسری انٹرنیشنل کی قیادت پر دراصل موقع پرست چھائے ہوئے ہیں۔ جنگ نے بس اتنا کیا کہ اس حقیقت کو خاص تیزی سے اور نمایاں طور پر ناپ تول کر دکھا دیا۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے کہ بحران کی غیرمعمولی شدت کا نتیجہ پرانے گروپوں کے اندر الٹ پھیر کے سلسلوں کی شکل میں ظاہر ہوا۔ لیکن مجموعی طور پر ان تبدیلیوں نے صرف افراد کو متاثر کیا۔ سوشلزم کے اندر رجحانات اب بھی ویسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے۔

فرانسیسی سوشلسٹوں کے درمیان مکمل اتفاق رائے نہیں ہے۔ خود والیان جو گیدے، پلیخانوف، ایروے اور دوسروں کے ساتھ جارحانہ قوم پرستی کے راستے پر چل رہا ہے، یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہے کہ اسے فرانسیسی سوشلسٹوں کے کئی احتجاجی خطوط ملے ہیں جن میں کہا گیا ہے کہ اس جنگ کا کردار سامراجی ہے اور کسی دوسرے ملک کے بورژوازی کے مقابلے میں فرانسیسی بورژوازی جنگ چھیڑنے کا کم ذمے دار نہیں ہے۔ یہاں یہ نظر انداز نہیں کرنا چاہئے کہ نہ صرف فاتح موقع پرستی بلکہ فوجی سنسر بھی ان احتجاجی آوازوں کو دبا رہا ہے۔ برطانیہ میں ہائنڈمان گروپ (برطانوی سوشل ڈیموکریٹ — ''برطانوی سوشلسٹ پارٹی،، (۴۷)) پوری طرح جارحانہ قوم پرستی کی دلدل میں پھنس گیا ہے، ٹریڈیونینوں کے اکثر نیم اعتدال پسند رہنماؤں کا بھی یہی حال ہے۔ جارحانہ قوم پرستی کی مزاحمت موقع پرست ''انڈیپنڈنٹ لیبر پارٹی،، کے میکڈانلڈ اور کیئر ہارڈی کی جانب سے ہوئی ہے۔ بلاشبہ یہ کلیہ نہیں بلکہ استثنا ہے۔ بہرحال، بعض انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں نے جو عرصہ سے ہائنڈمان کے مخالف تھے ''برطانوی سوشلسٹ پارٹی،، چھوڑدی ہے۔ جہاں تک جرمنوں کا تعلق ہے تو صورت حال صاف ہے۔ موقع پرست کامیاب ہیں، وہ بغلیں بجا رہے ہیں اور جامے سے باہر ہیں۔ کاؤتسکی کی قیادت میں ''مرکز،، موقع پرستی میں مبتلا ہوگیا ہے اور اس کی انتہائی ریاکاری، بھونڈے پن اور گھٹیا غلط استدلال سے مدافعت کر رہا ہے۔ اس

کے خلاف انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں میرنگ، پانے کوک، لیبکنیخت نے احتجاج کیا ہے اور جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کے جرمن زبان والے علاقے سے کئی بےشناخت آوازیں بھی بلند ہوئی ہیں۔ اٹلی میں بھی گروپ بندی واضح ہے: بیسولاتی اور اس کا ٹولہ جو انتہائی موقع پرست ہے ''مادر وطن،، کے ساتھ ہے، یعنی گیدے، والیان، پلیخانوف، ایروے کے ساتھ۔ انقلابی سوشل ڈیموکریٹ (''سوشلسٹ پارٹی،،) جن کا رہبر «Avanti!» (۷۰) اخبار ہے جارحانہ قوم پرستی کے خلاف لڑرہے ہیں اور جنگ کی اپیلوں کی بورژوا اور خودغرض نوعیت کو فاش کر رہے ہیں۔ انہیں ترقی پسند مزدوروں کی بھاری اکثریت کی حمایت حاصل ہے۔ روس میں انسداد پرستوں کے کیمپ میں انتہائی موقع پرست پبلک لکچروں اور اخباروں کے ذریعے جارحانہ قوم پرستی کی حمایت کر چکے ہیں۔ ماسلوف اور اسمیرنوف اس بہانے زارشاہی کی مدافعت کررہے ہیں کہ مادروطن کی حفاظت کرنا چاہئے (دیکھئے، جرمنی ''بزور شمشیر،، ہم پر تجارتی سمجھوتے ٹھونسنے کی دھمکی دے رہا ہے، اور ہمیں یہ باور کرنا چاہئے کہ زار شاہی نے روس کی ۹۰ فیصدی آبادی کی معاشی، سیاسی اور قومی زندگی کا گلا گھونٹنے کے لئے شمشیر، تازیانوں اور پھانسی کا استعمال نہیں کیا اور نہ اب کر رہی ہے!) آج وہ رجعت پرست بورژوا حکومتوں میں اشتراکیوں کی شمولیت اور جنگی قرضوں کی منظوری اور کل مزید ہتھیار بندی کے لئے ووٹ دینے کو حق بجانب ثابت کرتے ہیں!! پلیخانوف قوم پرستی کی دلدل میں پھنس گئے ہیں اور اپنی روسی جارحانہ قوم پرستی کو فرانس دوستی کے پردے سے چھپا رہے ہیں۔ الیکسینسکی کی بھی حالت یہی ہے۔ اگر پیرس کے اخبار ''گولوس،، (۷۶) سے اندازہ کیا جائے تو مارتوف کا رویہ اس مجمع کے سب لوگوں کے مقابلے میں زیادہ معقول ہے اور انہوں نے جرمن اور فرانسیسی جارحانہ قوم پرستی کی، «Vorwärts»، مسٹرهائنڈمان اور ماسلوف کی مخالفت کی ہے لیکن وہ مجموعی طور پر بین الاقوامی موقع پرستی اور اس کے سب سے با اثر نقیب جرمن سوشل ڈیموکریسی کے ''مرکزی گروپ،، کی فیصلہ کن طریقے سے مخالفت کرنے سے ڈرتے ہیں۔ فوج میں رضاکارانہ خدمت کو اشتراکی فرض انجام دینے

کی طرح پیش کرنے کی کوششوں (پیرس میں روسی رضا کاروں کے ایک گروپ کا اعلان دیکھئے جو سوشل ڈیموکریٹوں اور اشتراکی انقلابیوں پر مشتمل ھے اور پولستانی سوشل ڈیموکریٹوں ، لیدیر اور دوسروں کا اعلان بھی) کو صرف پلیخانوف کی حمایت حاصل ھے ۔ پیرس میں ھمارے پارٹی گروپ کی اکثریت نے ان کوششوں کی مذمت کی ھے ۔ ھماری پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا نقطۂ نظر قاری اس شمارے کے اداریہ میں (۲۷) دیکھ سکتے ھیں ۔ غلط فہمی سے بچنے کے لئے ھماری پارٹی کے خیالات اور انکی تشکیل کی تاریخ سے متعلق یہاں مندرجۂ ذیل واقعات کا بیان کرنا ضروری ھے ۔ جنگ نے جو تنظیمی رابطے توڑ ڈالے تھے انھیں دوبارہ قائم کرنے میں زبردست مشکلات دور کرنے کے دوران پہلے پارٹی ممبروں کے ایک گروپ نے ” مقالے ،، تیار کئے اور ۶ — ۸ ستمبر (نیا کیلنڈر) کو رفیقوں میں ان کی اشاعت کی ۔ پھر انھیں سوئٹزرلینڈ کے سوشل ڈیموکریٹوں کے ذریعے لوگانو میں اٹلی اور سوئٹزرلینڈ کی کانفرنس (۲۷ ستمبر) کے دو شریک نمائندوں کو بھیجا گیا ۔ صرف اکتوبر کے وسط میں یہ ممکن ھوسکا کہ دوبارہ رابطے قائم ھوئے اور پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا نقطۂ نظر مرتب کیا گیا ۔ اس شمارے میں جو اداریہ شایع کیا گیا ھے وہ ان ھی ” مقالوں ،، کی بنیاد پر لکھا گیا ھے ۔

یہ ھے مختصر الفاظ میں روس اور یورپ کی سوشل ڈیموکریٹک تحریک کی موجودہ حالت ۔ انٹرنیشنل کا انہدام ایک حقیقت ھے ۔ اور اس کا قطعی ثبوت وہ بحث ھے جو فرانسیسی اور جرمن اشتراکیوں کے درمیان اخباروں میں چلی تھی ۔ اسے نہ صرف بائیں بازو والے سوشل ڈیموکریٹوں (میرنگ اور «Bremer Bürger Zeitung») بلکہ اعتدال پسند سوئٹزرلینڈ کے اخباروں («Volksrecht») (۲۸) نے بھی تسلیم کیا ھے ۔ کاؤتسکی کی اس انہدام پر پردہ ڈالنے کی کوشش بزدلانہ بھلاوا ھے ۔ انٹرنیشنل کا انہدام واضح طور پر موقع پرستی کا انہدام ھے جو اب بورژوازی کی اسیر ھے ۔

بورژوازی کا نقطۂ نظر واضح ھے ۔ یہ بات بھی کم واضح نہیں ھے کہ موقع پرست صرف بورژوازی کی دلیلیں دھراتے رھتے ھیں ۔ اداریے میں جو کچھ کہا گیا ھے اس کے علاوہ ھم بس

«Die Neue Zeit» کے توهین آمیز بیانات کا ذکر کرنا ضروری سمجھتے هیں جن کا نچوڑ یه هے که نام نهاد وطن کی حفاظت کے لئے ایک ملک کے مزدور دوسرے ملک کے مزدوروں کو گولی کا نشانه بنائیں! یه هے بین اقوامیت کا ان کا مطلب۔

هم موقع پرستوں کو یه جواب دینا چاهیں گے که موجوده جنگ کی ٹھوس تاریخی نوعیت کا لحاظ کئے بغیر مادروطن کا سوال پیش نہیں کیا جاسکتا۔ یه سامراجی جنگ هے، یعنی یه سرمایه‌داری کے انتہائی عروج کے وقت، اس کے خاتمے کے دن قریب آنے کے وقت لڑی جارهی هے۔ ''کمیونسٹ پارٹی کا مینی‌فیسٹو،، کہتا هے که مزدور طبقے کو سب سے پہلے ''قوم کے اندر اپنے آپ کی تشکیل کرنا چاهئے،،۔ اس طرح قومیت اور اپنے ملک کو تسلیم کرنے کے لئے حدود اور شرطوں پر زور دیا گیا هے جو بورژوا نظام کی اور اس لئے بورژوا مادر وطن کی لازمی شکلیں هیں۔ موقع پرست سرمایه‌داری کی ابتدا کے دور میں جو درست تھا اس کا سرمایه‌داری کے خاتمے کے دور پر اطلاق کرکے اس صداقت کو مسخ کرتے هیں۔ آخرالذکر دور کے سلسلے میں اور جاگیرداری کو نہیں بلکه سرمایه‌داری کو ختم کرنے کی پرولیتاریه کی جدوجهد کے فرائض کے سلسلے میں ''کمیونسٹ پارٹی کا مینی‌فیسٹو،، صاف اور بے کم وکاست الفاظ میں کہتا هے: ''مزدوروں کا اپنا کوئی ملک نہیں،،۔ لهذا یه بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی هے که موقع پرست یه اشتراکی صداقت قبول کرنے سے کیوں ڈرتے هیں، اور اکثر موقعوں پر توکھلم کھلا اسے زبان پر لانے تک سے خوف کھاتے هیں۔ مادر وطن کی پرانی حدود میں اشتراکی تحریک کامیاب نہیں هوسکتی۔ یه تحریک انسانی معاشرے کے لئے نئی اور برتر شکلیں پیدا کررهی هے جہاں پہلی بار هر قوم کے محنت کش عوام کی جائز ضروریات اور ترقی پسند تمنائیں بین الاقوامی اتحاد کے ذریعه پوری هوں گی، بشرطیکه قوموں کے درمیان موجوده حدود دور کردی جائیں۔ ''مادر وطن کی حفاظت،، کی ریاکارانه اپیلوں کے ذریعے مزدوروں میں پھوٹ اور تفریق ڈالنے کے لئے اس وقت بورژوازی جو کوشش کررها هے اس کا جواب طبقاتی شعور رکھنے والے مزدور تمام قوموں کے بورژوازی کی حکمرانی کو زیر کرنے کی جدوجهد میں

مختلف قوموں کے مزدوروں کو متحد کرنے کی ثابت قدم سرگرمی سے دیں گے۔

بورژوازی سامراجی غارتگری کو ''قومی جنگ،، کے پرانے نظریے کا لبادہ پہنا کر عوام کو بیوقوف بنا رہا ہے۔ اور اس فریب کا پردہ پرولیتاریہ چاک کر رہا ہے جس نے اپنا نعرہ بلند کیا ہے کہ سامراجی جنگ کو خانہ جنگی میں تبدیل کیا جائے۔ اشتوت گرت اور بازیل کی قراردادوں کا بھی یہی نعرہ تھا جن کے پیش نظر عام قسم کی جنگ نہیں بلکہ واقعی موجودہ جنگ تھی اور جن میں ''مادر وطن کی حفاظت،، کے بارے میں نہیں بلکہ ''سرمایہ‌داری کی جلد تباہی لانے کے متعلق،،، اس مقصد کے لئے جنگ سے پیدا شدہ بحران سے فائدہ اٹھانے کے متعلق اور پیرس سبن کمیون کی پیش کی ہوئی مثال کے متعلق کہا گیا ہے۔ کمیون جنگ کی ایسی مثال ہے جسے عوام نے خانہ جنگی میں تبدیل کردیا تھا۔

یہ صحیح ہے کہ ایسی تبدیلی آسان کام نہیں اور فرداً فرداً پارٹیوں کی ''خواهش پر،، اسے انجام نہیں دیا جاسکتا۔ لیکن ایسی تبدیلی سرمایہ‌داری کے خارجی حالات میں عام طور پر اور سرمایہ‌داری کے خاتمے کے دور کے خارجی حالات میں خاص طور پر موجود ہے۔ اسی سمت میں، اور صرف اسی سمت میں اشتراکیوں کو اپنی اپنی سرگرمیاں مرکوز کرنا چاہئے۔ جنگی قرضوں کے لئے ووٹ دینا یا ''اپنے،، ملک میں (اور اتحادی ملکوں میں) جارحانہ قوم پرستی کو ہوا دینا ان کا کام نہیں ہے۔ ان کا اولین کام ''اپنے،، بورژوازی کی جارحانہ قوم پرستی کے خلاف جدوجہد کرنا ہے اور جبکہ بحران پختہ ہوچکا ہے اور بورژوازی نے اپنی دی ہوئی قانونی آزادی واپس لے لی ہے تو اپنے آپ کو جدوجہد کی قانونی شکلوں تک محدود نہیں رکھنا ہے۔ یہی ہے وہ راہ عمل جو خانہ جنگی تک لے جاتی ہے، اور دیر یا سویر سارے یورپ کے شعلوں کو وہاں تک لے جائے گی۔

جنگ — یہ کوئی اتفاقی بات نہیں اور نہ ہی یہ ''گناہ،، ہے جیسا کہ عیسائی پادری سوچتے ہیں (وہ بھی حب الوطنی، انسانیت اور امن کے وعظ دینے میں موقع پرستوں سے پیچھے نہیں

هیں) ۔ جنگ سرمایہ‌داری کی ایک ناگزیر منزل ہے ، یہ سرمایہ دارانہ طرز زندگی کی ایسی ہی ایک جائز شکل ہے جیسا کہ امن ۔ موجودہ جنگ ایک عوامی جنگ ہے ۔ اس صداقت سے جو نتیجہ نکلتا ہے وہ یہ نہیں ہے کہ ہم جارحانہ قوم پرستی کے ’’ عام ،، دھارے کے ساتھ بہہ جائیں بلکہ یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ طبقاتی تضاد جو قوموں کو تقسیم کرتے ہیں جنگ کے زمانے میں بھی موجود رہتے ہیں اور محاذ جنگ پر بھی جنگی طور طریقوں سے اپنے آپ کو ظاہر کرتے ہیں ۔ محض فوج میں لام بند ہونے سے انکار ، جنگ مخالف ہڑتالیں وغیرہ سراسر حماقت ہے ، یہ مسلح بورژوازی کے خلاف غیر مسلح جدوجہد کا بدبخت اور بزدلانہ خواب ہے ، یہ بے دھڑک خانہ جنگی یا جنگوں کے سلسلے کے بغیر سرمایہ‌داری کی تباہی کی فضول تمنا ہے ۔ ہر سوشلسٹ کا فرض ہے کہ وہ فوج میں بھی طبقاتی جدوجہد کا پروپیگنڈہ کرے ۔ تمام قوموں کے بورژوازی کے درمیان سامراجی مسلح تصادم کے دور میں صرف وہی کام اشتراکی کام ہے جس کا مقصد قوموں میں جنگ کو خانہ جنگی میں تبدیل کرنا ہے ۔ ’’ ہر قیمت پر امن ،، کی جذباتی ، تقدس مآب اور گاؤدی اپیلیں مردہ باد ! خانہ جنگی کا جھنڈا بلند کیا جائے ! سامراج نے یورپ کی تہذیب کا مستقبل خطرے میں ڈال دیا ہے : اگر کامیاب انقلابوں کا سلسلہ شروع نہیں ہوا تو اس جنگ کے بعد دوسری جنگیں ہوں‌گی ۔ ’’ آخری جنگ ،، کا افسانہ ایک کھوکھلا اور خطرناک فریب ہے ، یہ گھٹیا ’’ خرافات ،، کا نمونہ ہے (جیسا کہ بجا طور پر ’’ گولوس ،، نے کہا ہے) ۔ خانہ جنگی کے پرولیتاری پرچم کے نیچے نہ صرف لاکھوں طبقاتی شعور رکھنے والے مزدور بلکہ کروڑوں نیم پرولیتاری اور پیٹی بورژوا لوگ بھی جمع ہوں گے جنہیں ابھی جارحانہ قوم پرستی نے فریب دے رکھا ہے ، جنگ کی ہولناکیاں اگر انہیں ڈرائیں‌گی اور خستہ حال بنائیں‌گی تو ساتھ ہی ’’ اپنے ،، ملک اور ’’ بدیسی ،، ملکوں کے بورژوازی کے خلاف جنگ کرنے کے لئے ابھاریں‌گی بھی ، منظم بنائیں‌گی ، پختہ اور تیار کریں‌گی ۔ اور ایسا ہو کر رہے گا — اگر آج نہیں تو کل ، اگر آج کل کی جنگ کے دوران نہیں تو اس کے بعد ، اگر اس جنگ میں نہیں تو دوسری قریب تر جنگ میں ۔

دوسری انٹرنیشنل موقع پرستی کا شکار ہو کر مرچکی ہے۔ موقع پرستی مردہ باد! نہ صرف ''غداروں،، سے (جیسا کہ اخبار ''گولوس،، لکھتا ہے) بلکہ موقع پرستی سے بھی پاک وصاف تیسری انٹرنیشنل زندہ باد!

دوسری انٹرنیشنل نے سب سے زیادہ جابر سرمایہ دارانہ غلامی کے دور میں اور انیسویں صدی کی آخری تین دھائیوں اور بیسویں صدی کے شروع میں انتہائی تیز سرمایہ‌دارانہ ترقی کے طویل اور ''پرامن،، دور میں پرولیتاری عوام کو ابتدائی طور پر منظم کرنے کے سلسلے میں مفید تیاری کا کام انجام دیا۔ اب تیسری انٹرنیشنل کے سامنے یہ فریضہ درپیش ہے کہ وہ سرمایہ دارانہ حکومتوں کے خلاف انقلابی دھاوا بولنے کے لئے، تمام ملکوں کے بورژوازی کے خلاف خانہ جنگی کے لئے تاکہ سیاسی اقتدار حاصل ہو، سوشلزم کی فتحیابی کے لئے پرولیتاریہ کی قوتوں کو منظم کرے!

''سوشل ڈیموکریٹ،، شمارہ ۳۳
یکم نومبر ۱۹۱۴ء۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۲۶، صفحات ۳۶ — ۴۲۔

مردہ جارحانہ قوم پرستی اور زندہ سوشلزم
(انٹرنیشنل کیسے بحال کی جائے)

پچھلی دھائیوں میں جرمن سوشل ڈیموکریسی ھی تمام دنیا کے سوشل ڈیموکریٹوں کے مقابلے میں روس کے سوشل ڈیموکریٹوں کے لئے ایک بہتر مثال رھی ھے۔ اس لئے ظاھر ھے کہ جرمن سوشل ڈیموکریسی کی جانب اپنے صحیح رویے کی وضاحت کئے بغیر موجودہ سماجی وطن پرستی یا ”اشتراکی،، جارحانہ قوم برستی کی جانب کوئی شعوری یعنی تنقیدی رویہ معین نہیں کیا جا سکتا۔ ماضی میں وہ کیا تھی؟ آج وہ کیا ھے؟ اور آئندہ وہ کیا ھوگی؟

پہلے سوال کا جواب ھمیں ”اقتدار کی راہ،، («Der Weg zur Macht») میں مل سکتا ھے۔ یہ کتابچہ کاؤتسکی نے ۱۹۰۹ء میں لکھا تھا اور اس کا کئی یورپی زبانوں میں ترجمہ ھو چکا ھے۔ اس میں ھمارے زمانے کے فرائض کی انتہائی مکمل تشریح کی گئی ھے، یہ کام جرمن سوشل ڈیموکریٹوں ھی کے لئے سب سے زیادہ موزوں تھا (اس معنی میں کہ ان سے ایسی ھی توقع کی جاتی تھی)، اور اسے دوسری انٹرنیشنل کے ممتاز ترین مصنف نے تحریر کیا تھا۔ ھم تفصیل کے ساتھ اس کتابچے پر توجہ مبذول کرانا چاھتے ھیں۔ یہ اس لئے اور بھی مفید ھے کہ آج ”فراموش کئے ھوئے خیالات،، کو بڑی ڈھٹائی سے ترک کیا جا رھا ھے۔

سوشل ڈیموکریسی ایک ”انقلابی پارٹی،، ھے (جیسا کہ کتابچے کے پہلے جملے میں کہا گیا ھے)، نہ صرف بھاپ کے انجن کی طرح ھے جس نے محض صنعتی انقلاب کیا بلکہ ”دوسرے معنی میں بھی،،۔ وہ چاھتی ھے کہ پرولیتاریہ سیاسی اقتدار حاصل کرے، اس کا مقصد پرولیتاریہ کی آمریت ھے۔ ”انقلاب پر شک کرنے والوں،، کا بری طرح مذاق اڑاتے ھوئے کاؤتسکی لکھتا ھے:

'' ہر اہم تحریک اور بغاوت کے وقت ہمیں یقینی اس کی شکست کے امکان کو پیش نظر رکھنا چاہئے ۔ جدوجہد سے پہلے صرف احمق ہی کو کامیابی کا مکمل یقین ہو سکتا ہے،، ۔ لیکن کامیابی کے امکان سے انکار کرنا بھی '' ہمارے مقصد سے براہ راست غداری ،، ہوگی ۔ جنگ سے متعلق انقلاب جنگ کے وقت اور اس کے بعد بھی ممکن ہے ۔ یہ کہنا ناممکن ہے کہ طبقاتی تضادوں کے شدید ہونے کے کس خاص لمحے کا نتیجہ انقلاب کی شکل میں برآمد ہو ، لیکن مصنف لکھتا ہے : '' یہ بات میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ انقلاب جو جنگ کی جلو میں آتا ہے جنگ کے دوران پھٹ پڑ سکتا ہے یا فوراً اس کے بعد بھی ۔،، پھر ہم پڑھتے ہیں کہ '' پرامن طریقے سے سوشلزم میں تبدیل ہونے ،، کے نظریے کے مقابلے میں کوئی اور بات زیادہ لغو نہیں ہو سکتی ۔ '' اس خیال سے زیادہ کوئی دوسری بات غلط نہیں ہے کہ معاشی ضرورت کی آگاہی کا مطلب ارادے کی کمزوری ہے ،، ۔ '' ارادہ بحیثیت جدوجہد کی خواہش کے متعین ہوتا ہے : (۱) جدوجہد کی قیمت سے ؛ (۲) قوت کے احساس سے ؛ (۳) حقیقی قوت سے ،، ۔ جب «Vorwärts» نے '' فرانس میں طبقاتی جدوجہد ،، کے مشہور دیباچے کو موقع پرستی کے رنگ میں پیش کرنا چاہا جسے اینگلس نے تحریر کیا تھا تو وہ سخت ناراض ہوئے تھے اور اس مفروضے کو '' شرمناک ،، قرار دیا تھا کہ وہ '' ہر قیمت پر قانون پرستی کے پرامن پجاری ،، ہیں ۔ کاؤتسکی بعد میں لکھتا ہے : '' ہمیں اس پر ہر طرح یقین کرنے کا حق ہے کہ ہم سیاسی طاقت کی جدوجہد کے دور میں داخل ہو رہے ہیں ،، ۔ یہ جدوجہد کتنی دھائیوں تک جاری رہے گی ، اس کے متعلق ہم نہیں جانتے لیکن '' مستقبل قریب میں مغربی یورپ میں اس کے امکانات ہیں کہ یہ جدوجہد اگر پرولیتاریہ کی آمریت پر ختم نہیں ہوئی تو اس کی قوت میں کافی اضافہ ضرور کرےگی ،، ۔ انقلابی عناصر بڑھ رہے ہیں : ۱۸۹۵ء میں جرمنی کے ایک کروڑ ووٹروں میں ۶۰ لاکھ پرولیتاری تھے اور ۳۵ لاکھ کو نجی ملکیت سے دلچسپی تھی ۔ ۱۹۰۷ء میں آخرالذکر کی تعداد میں ۳۰ ہزار کا اضافہ ہوا اور اول الذکر میں ۱۶ لاکھ کا ! '' جب انقلابی ابال

کا وقت آتا ہے تو آگے کی جانب پیش قدمی کی رفتار بھی تیز ہو جاتی ہے،،۔ طبقاتی تضاد کم نہیں ہوتے بلکہ برعکس شدید بن جاتے ہیں، قیمتیں بڑھتی ہیں، اور سامراجی رقابتوں اور عسکریت پرستی میں بڑا اضافہ ہو جاتا ہے۔ ''انقلابوں کی ایک نئی منزل،، سامنے نظر آنے لگتی ہے۔ ٹیکسوں کی اندھادھند بھرمار کا '' نتیجہ بہت پہلے انقلاب کی شکل میں نہیں تو اس کے بدلے جنگ کی شکل میں نکلتا، اگر جنگ کے دوران انقلاب آنے کا امکان مسلح امن کے دور میں انقلاب آنے کے امکان سے زیادہ نہ ہوتا۔ پھر کاؤتسکی لکھتا ہے: ''عالمی جنگ کا خطرہ سر پر منڈلا رہا ہے اور جنگ کا مطلب ہے انقلاب،،۔ ۱۸۹۱ء میں جب اینگلس جرمنی میں قبل ازوقت انقلاب سے پریشان تھے تو اس کی وجہ تھی۔ مگر اس کے بعد '' حالت بہت زیادہ بدل گئی،،۔ اب پرولیتاریہ '' قبل ازوقت انقلاب کی بات نہیں کر سکتا،،۔ (خود کاؤتسکی نے ان الفاظ کے نیچے خط کھینچا ہے)۔ پیٹی بورژوازی بالکل ناقابل اعتماد ہے اور وہ پرولیتاریہ کا روزافزوں مزید مخالف ہوتا جا رہا ہے لیکن بحران کے زمانے میں وہ '' بھاری تعداد میں ہماری جانب آنے کی استعداد،، رکھتا ہے۔ خاص چیز یہ ہے کہ سوشل ڈیموکریسی '' غیرمتزلزل، ثابت قدم اور غیر مصالحت پسند رہے،،۔ بلاشبہ ہم ایک انقلابی دور میں داخل ہو گئے ہیں۔

کافی عرصہ ہو گیا، پورے پانچ برس پہلے کاؤتسکی نے یہ لکھا تھا۔ ایسی تھی جرمن سوشل ڈیموکریسی، یا زیادہ صحیح یہ ہوگا کہ اس نے ایسا ہونے کا وعدہ کیا تھا۔ اس قسم کی سوشل ڈیموکریسی کی عزت کی جا سکتی تھی اور ایسا کرنا ضروری بھی تھا۔

اب دیکھئے یہی کاؤتسکی آج کل کیا لکھ رہے ہیں۔ ہمیں اہم ترین دلائل ان کے مضمون '' جنگ کے زمانے میں سوشل ڈیموکریسی،، («Die Neue Zeit» کے ۲ اکتوبر ۱۹۱۴ء کا پہلا شمارہ) میں ملتے ہیں: '' ہماری پارٹی نے جنگ روکنے کے سوال کے مقابلے میں اس سوال پر شاذ و نادر ھی بحث کی ہے کہ جنگ کے زمانے میں ہمارا رویہ کیا ہونا چاہئے،،... '' جنگ چھڑنے

کے وقت پہلے کی نسبت حکومت کبھی اتنی مضبوط نہیں تھی اور پارٹیاں اتنی کمزور نہیں تھیں،،۔ ''پرامن مباحثے کے لئے جنگ کا وقت سب سے کم موزوں ہوتا ہے،،۔ ''آج عملی سوال یہ ہے – اپنے ملک کی فتح یا شکست،،۔ کیا جنگ مخالف عمل کے بارے میں شریک جنگ ملکوں کی پارٹیوں کے درمیان مفاہمت ہو سکتی ہے ؟ '' عملاً اس قسم کی چیز کبھی نہیں آزمائی گئی۔ ہم نے ہمیشہ ایسے امکان پر اختلاف کیا ہے،، ... فرانسیسی اور جرمن اشتراکیوں کے اختلافات '' اصولی نہیں ہیں،، (دونوں ہی مادروطن کی مدافعت کر رہے ہیں) ... '' تمام ملکوں کے سوشل ڈیموکریٹوں کا مساوی طور پر حق ہے اور مساوی طور پر ذمےداری بھی کہ وہ مادروطن کی حفاظت میں حصہ لیں : ایسا کرنے پر ایک قوم کو دوسری قوم کی عیب جوئی نہیں کرنا چاہئے،، ... '' کیا انٹرنیشنل کا دیوالیہ نکل چکا ہے ؟،، '' کیا پارٹی نے جنگ کے زمانے میں اپنے اصولوں کی براہ راست مدافعت کرنا چھوڑ دی ہے ؟،، (اسی شمارے میں میرنگ کے سوالات۔) یہ ایک غلط تصور ہے ... قنوطی ہونے کی بالکل کوئی وجہ نہیں ہے ... اختلافات اصولی نہیں ہیں ... اصولوں کا اتحاد باقی ہے ... جنگ کے زمانے کے قوانین کی خلاف‌ورزی کا '' براہ راست نتیجہ ہمارے پریس پر پابندی کی شکل میں نکلے گا،،۔ ان قوانین کی اطاعت کا '' مطلب بھی پارٹی کے اصولوں کی مدافعت سے انکار نہیں ہے جیسا کہ سوشلسٹوں کے خلاف ہنگامی قانون کے تحت مستقل خطرے کے وقت ہمارے پارٹی پریس کا ایسا ہی کام پارٹی کے اصولوں کی مدافعت سے انکار نہیں تھا۔،،

ہم نے عمداً اصل سے اقتباس پیش کئے ہیں کیونکہ یہ یقین کرنا مشکل ہے کہ ایسی چیزیں لکھی جا سکتی ہیں۔ تحریروں میں (سوائے سراسر غداروں کی) ایسا گھٹیا اوچھاپن، سچائی سے ایسا شرمناک انحراف، عام طور پر سوشلزم سے اور خاص طور پر متفقہ طور سے منظور کئے ہوئے بین الاقوامی فیصلوں سے (مثال کے طور پر اشتوت گرت کے اور خاص طور سے بازیل کے) اتنی کھلم کھلا دست‌برداری کو چھپانے کے لئے ایسی مکروہ سخن سازی مشکل سے ہی ملے گی جو ایسی ہی موجودہ جنگ کی طرح یورپی جنگ

کے امکان کے پیش نظر کئے گئے تھے! اگر ہم نے کاؤتسکی کی دلیلوں پر ''سنجیدگی سے،، بحث کی اور ان کا ''تجزیہ کیا،، تو یہ قاری کی شان میں بےادبی ہوگی: کیونکہ اگر یورپی جنگ کئی لحاظ سے ایک یہودی دشمن معمولی اور ''چھوٹی،، قتل و غارتگری سے مختلف ہے تو ایسی جنگ میں شرکت کی حمایت میں ''اشتراکی،، دلائل ان ''جمہوری،، دلائل سے پوری طرح ملتے جلتے ہیں جو یہودی دشمن قتل و غارتگری میں شرکت کی حمایت میں دئے جاتے ہیں۔ قتل و غارتگری کی حمایت میں دلائل کا کوئی شخص تجزیہ نہیں کرتا: وہ بس ان کی طرف اشارہ کر دیتا ہے تاکہ طبقاتی شعور رکھنے والے تمام مزدوروں کے سامنے ان دلائل کے علمبرداروں کو شرمندہ کرے۔

قاری پوچھ سکتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ دوسری انٹرنیشنل کا رہنما عہدیدار، ایسا مصنف جس نے ان خیالات کی مدافعت کی جو اس مضمون کے شروع میں نقل کئے گئے ہیں، اتنا گرجائے کہ اب اس کا رویہ ''غداری سے بھی بدتر،، ہو؟ ہمارا جواب یہ ہے کہ یہ صرف وہ لوگ نہیں سمجھ سکتے جو، غالباً غیرشعوری طور پر، خیال کرتے ہیں کہ کوئی غیر معمولی چیز رونما نہیں ہوئی ہے، اور ''درگزر کرنا، بھول جانا،، مشکل نہیں ہے وغیرہ وغیرہ — یعنی وہ لوگ جو مسئلے کو ایک غدار کے نقطۂ نظر سے دیکھتے ہیں۔ بہرحال، وہ لوگ جو اشتراکی عقیدوں کو سنجیدگی اور خلوص سے مانتے ہیں اور اس مضمون کے شروع میں جو خیالات پیش کئے گئے ہیں ان کے قائل ہیں تو وہ یہ سن کر تعجب نہیں کریں گے کہ اخبار «Vorwärts» ''مر چکا ہے،، (پیرس کے ''گولوس،، میں مارتوف نے یہی جملہ استعمال کیا ہے) اور کاؤتسکی بھی ''مرحوم،، ہو چکے ہیں۔ جب تاریخ میں بڑا موڑ آتا ہے تو سیاسی طور پر دیوالیہ لوگوں کی کمی نہیں ہوتی۔ کاؤتسکی زبردست خدمات انجام دینے کے باوجود ایسے لوگوں میں نہیں ہیں جنھوں نے عظیم بحران کے وقت بلاتوقف مجاہدانہ مارکسی نقطۂنظر اختیار کیا ہو (ملیران ازم کے سوال پر ان کا تذبذب یاد کیجئے)۔

ہم جس زمانے سے گزر رہے ہیں وہ ایسا ہی ہے۔ "بورژوازی حضرات، پہلے آپ گولی چلائیے!"، یہ اینگلس نے ۱۸۹۱ء میں لکھا تھا اور نام نہاد پرامن آئینی ترقی کے دور میں ہم جیسے انقلابیوں کو بورژوا قانونی آزادی استعمال کرنے کی تلقین کی تھی۔ اینگلس کا خیال بلور جیسا شفاف تھا: پھر ہم طبقاتی شعور رکھنےوالے مزدوروں کی گولی چلانے کی باری آئےگی۔ اس لمحے جب بورژوازی خود اپنی پیش کی ہوئی قانونی بنیاد کو ڈھا دےگا تب یہ ہمارے لئے سودمند ہوگا کہ ووٹ کی پرچیوں کی جگہ "گولیاں" استعمال کریں (یعنی خانہ جنگی شروع کریں)۔ ۱۹۰۹ء میں کاؤتسکی نے جب یہ کہا تھا کہ یورپ میں انقلاب قبل از وقت نہیں اور جنگ کا مطلب انقلاب ہے تو انھوں نے تمام انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں کی متفقہ‌رائے کا اظہار کیا تھا۔

بہرحال، "پرامن" دھائیاں اپنے نشان چھوڑے بغیر نہیں گزری ہیں۔ لازمی طور پر ان سے تمام ملکوں میں موقع پرستی پیدا ہوئی ہے اور اس نے پارلیمنٹ، صحافیوں، ٹریڈ یونین کے اور دوسرے "رہنماؤں" کو آلودہ کیا ہے۔ یورپ میں ایسا ایک بھی ملک نہیں جہاں کسی نہ کسی شکل میں موقع پرستی کے خلاف طویل اور شدید جدوجہد نہ ہوئی ہو۔ اور موقع پرستی کو ہزاروں طریقوں سے تمام بورژوازی کی حمایت حاصل ہو رہی ہے جو ہمیشہ انقلابی پرولیتاریہ کو بگاڑنے اور کمزور بنانے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ پندرہ برس ہوئے برنشٹائن‌ازم کے شروع میں اسی کاؤتسکی نے لکھا تھا کہ اگر موقع پرستی میلان‌طبع سے ایک رجحان میں بدل جائے تو پھوٹ سر پر ہوگی۔ روس میں پرانے "ایسکرا" (۹۷) نے جس نے مزدور طبقے کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی تخلیق کی، ۱۹۰۱ء کے اوائل میں اپنے دوسرے شمارے میں ایک مضمون "بیسویں صدی کے آغاز پر" شائع کیا تھا۔ اس میں یہ بات کہی گئی تھی کہ اٹھارویں صدی کے انقلابی طبقے بورژوازی کی طرح بیسویں صدی کے انقلابی طبقے کی بھی اپنی "ژیروندا" اور "سونٹین" پارٹیاں ہیں (دیکھئے نوٹ ۴۲)۔

یورپی جنگ ایک ہولناک تاریخی بحران ہے، یہ ایک نئے دور کی ابتدا ہے۔ کسی بھی بحران کی طرح جنگ نے بھی موجودہ

گہرے تضاد بڑھا دئے ہیں اور ریاکاری کے تمام پردے چاک کرکے، سب رسم و رواج کو مسترد کرکے اور بدکار اور سڑے گلے حکام کی پھونک نکال کر وہ ان تضادوں کو منظر عام پر لےآئی ہے۔ (ضمناً، تمام بحرانوں کا ایسا ہی صحت بخش اور ترقی پسند اثر ہوتا ہے جسے صرف ''پرامن ارتقا،، کے کند ذہن ماننےوالے نہیں سمجھ پاتے۔) دوسری انٹرنیشنل نے اپنی زندگی کے پچیس یا پینتالیس برسوں میں (اس کا انحصار اس پر ہے کہ ۱۸۷۰ء سے حساب لگایا جائے یا ۱۸۸۹ء سے) سوشلزم کا اثر وسیع پیمانے پر پھیلانے کا، اشتراکی قوتوں کو تمہیدی، پہلی اور ابتدائی تنظیم عطا کرنے کا انتہائی اہم اور مفید کام کرکے ایک تاریخی کار منصبی انجام دیا ہے۔ اس کے بعد وہ فان کلک جیسے حضرات سے نہیں بلکہ موقع پرستی سے مغلوب ہوکر فوت ہو گئی۔ جو مرچکا ہے وہی اپنے مردے گاڑے۔ اور کوڑمغز خدائی فوجدار (اگر وہ جارحانہ قوم پرستوں اور موقع پرستوں کے سازشی خدمت‌گار نہیں ہیں تو) وانڈ رویلڈے اور سامبا جیسے حضرات کو کاؤتسکی اور ھاسے کے ساتھ ملانے کا فریضہ ''ادا کریں،، گویا کہ ہمیں ایوان ایوانوویچ پھر مل گئے ہوں جنھوں نے ایوان نکیفورووچ کو ''گھامڑ،، کہہ دیا تھا (۸۰)، پھر دوستوں نے ان سے ''اصرار کیا،، کہ وہ اپنے دشمن سے صلح کرلیں۔ انٹرنیشنل کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ایک ہی میز پر ایسے لوگ بیٹھ جائیں اور ریاکارانہ اور حیلہ‌بازی کی تجویزیں منظور کریں، جو سمجھتے ہیں کہ سچی بین‌الاقوامیت یہ ہے کہ: ''مادر وطن کی حفاظت،، کے نام پر جرمن اشتراکی فرانسیسی مزدوروں کو گولی کا نشانہ بنانے کی جرمن بورژوازی کی اپیل کو حق بجانب ثابت کریں اور فرانسیسی اشتراکی جرمن مزدوروں کو گولی سے اڑانے کی فرانسیسی بورژوازی کی اپیل کا جواز پیش کریں! انٹرنیشنل اس وقت وجود میں آسکتی ہے جب ایسے لوگ ایک دوسرے کے قریب آئیں (پہلے نظریاتی طور پر اور پھر مناسب وقت پر تنظیمی بنیاد پر) جو ان مشکل دنوں اپنے عمل سے اشتراکی بین الاقوامیت کی مدافعت کرنے کے قابل ہیں — یعنی اپنی قوتیں جمع کرنے اور اپنی اپنی ''مادروطن،، کی حکومتوں اور حکمراں طبقات پر ''اگلی گولی

چلانے ،، کے قابل ھیں - یہ آسان کام نہیں ھے - یہ کافی تیاری اور بڑی بڑی قربانیوں کا تقاضہ کرتا ھے اور اس میں ناکامیاں بھی ھو سکتی ھیں - اس لئے اسی وجہ سے کہ یہ کام آسان نہیں ھے اسے ایسے لوگوں کے ساتھ مل کر انجام دینا چاھئے جو اسے پورا کرنے کی خواھش رکھتے ھیں اور جارحانہ قوم پرستی سے اور سماجی جارحانہ قوم پرستی کے محافظوں سے اپنا تعلق مکمل طور پر قطع کرنے سے نہیں ڈرتے -

دوسروں کے مقابلے میں کہیں زیادہ پانےکوک کی طرح لوگ ریاکار نہیں ھیں بلکہ مخلص انٹرنیشنل کی، جارحانہ قوم پرست نہیں بلکہ اشتراکی انٹرنیشنل کی، بحالی کے لئے سرگرم ھیں - اپنے ایک مضمون ’’ انٹرنیشنل کا انہدام ،، میں انھوں نے لکھا : ’’اگر رھنما اپنے اختلافات کی رفوگری کے لئے اکٹھے ھو بھی گئے تو اس کی کوئی اھمیت نہ ھوگی ،، -

ھمیں بلاتکلف واقعات کو بیان کرنا چاھئے : ھر صورت میں جنگ ھمیں ایسا کرنے پر مجبور کرےگی، اگر کل نہیں تو پرسوں - بین الاقوامی سوشلزم میں تین رجحانات موجود ھیں : (۱) جارحانہ قوم پرست جو مستقل موقع پرستی کی پالیسی پر چل رھے ھیں ؛ (۲) موقع پرستی کے ثابت قدم مخالف جن کی آواز تمام ملکوں میں سنی جانے لگی ھے (موقع پرستوں نے ان کی اکثریت کو درھم برھم کر دیا ھے لیکن ’’ ھاری ھوئی فوج تیزی سے سیکھتی ھے ،،) اور جو خانہ جنگی کے لئے انقلابی کام کرنے کے اھل ھیں ؛ (۳) پراگندہ ذھن کے اور پس و پیش کرنے والے لوگ جو آج کل موقع پرستوں کے نقش قدم پر چل رھے ھیں اور جو موقع پرستی کو صحیح ثابت کرنے کی ریاکارانہ کوششوں کے ذریعے پرولیتاریہ کو انتہائی نقصان پہنچا رھے ھیں، اور وہ یہ تقریباً سائنس کی بنیاد پر اور مارکسی طریقے سے (اسے مذاق نہ سمجھئے !) کرتے ھیں - اسی تیسرے رجحان کے مارے ھوئے لوگوں کے ایک حصہ کو بچایا جا سکتا ھے اور انھیں پھر اشتراکیت کے حامیوں میں شامل کیا جاسکتا ھے، لیکن یہ صرف ایک شرط پر کہ پہلے رجحان سے، ان تمام لوگوں سے قطعی طور پر تعلق قطع کر لیا جائے جو جنگی

قرضوں پر ووٹ دینے کو ، '' مادروطن کی حفاظت ،، کو ، '' جنگ کے زمانے کے قوانین کی فرماں پذیری کو ،، صرف قانونی ذرائع تک محدود رکھنے پر مطمئن رہنے کو اور خانہ جنگی مسترد کرنے کو صحیح ثابت کرنے کی کوشش کرتے ھیں ۔ صرف وہ لوگ جو اس پالیسی پر چل رہے ھیں واقعی اشتراکی انٹرنیشنل کی تعمیر کر رہے ھیں ۔ جہاں تک ھمارا تعلق ہے ھم نے مرکزی کمیٹی کی روسی شاخ سے اور سینٹ پیٹرسبرگ کے مزدور طبقے کی تحریک کے سربراہ عناصر سے اپنے رابطے قائم کرلئے ھیں ، ان کے ساتھ ھمارا تبادلۂ خیال ہوا ہے اور ھمیں اس کا یقین ہو گیا ہے کہ بنیادی نکات پر ھم متفق ھیں ۔ اب مرکزی ترجمان کے مدیروں کی حیثیت سے ، اپنی پارٹی کی طرف سے ھم یہ کہنے کے اھل ھیں کہ صرف اس سمت میں کام واقعی پارٹی کا اور سوشل ڈیموکریسی کا کام ہے ۔

.رمن سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں '' غیرمعمولی ،، پھوٹ کے خیال سے شاید بعض لوگوں کے دل دھل سکتے ھیں ۔ لیکن خارجی حالات دکھاتے ھیں کہ یا تو یہ '' غیرمعمولی پن ،، واقع ہوگا (آخر ادلر اور کاؤتسکی نے بین‌الاقوامی اشتراکی بیورو کے جولائی ۱۹۱۴ء والے آخری اجلاس میں اعلان کیا کہ وہ معجزوں کے قائل نہیں ھیں اور اس لئے انھیں یورپی جنگ کا یقین نہیں ہے !) یا پھر ھم اس چیز کے تکلیف دہ سڑنے گلنے کے شاھد ہوں‌گے جو کبھی جرمن سوشل ڈیموکریسی تھی ۔ آخر میں ھم ان حضرات کو یاد دلانا چاھتے ھیں جنھیں (سابق) جرمن سوشل ڈیموکریسی پر '' بھروسہ ،، کرنے کی ضرورت سے زیادہ عادت ہے کہ وہ لوگ بھی جو کئی مسائل پر ھمارے مخالف تھے ایسی ھی پھوٹ کے خیال پر پہنچے ھیں ۔ مارتوف نے '' گولوس ،، میں لکھا ہے : '' اخبار «Vorwärts» مر چکا ہے ۔ اس سوشل ڈیموکریسی کے لئے جو علی الاعلان طبقاتی جدوجہد سے دست بردار ہو گئی ہے یہی بہتر ہے کہ حقائق کو تسلیم کرے ، عارضی طور پر اپنی تنظیم توڑ ڈالے اور اپنے ترجمان اخبار بند کر دے ۔ ،، ایک رپورٹ میں '' گولوس ،، نے پلیخانوف کے یہ الفاظ نقل کئے ھیں : '' میں پھوٹ کے سخت خلاف ہوں لیکن اگر اتحاد کے نام پر اصولوں کا خون کیا جاتا ہے تو جھوٹے اتحاد کے مقابلے میں پھوٹ ھی بہتر ہے ،، ۔

یہاں پلیخانوف کا اشارہ جرمن ریڈیکلوں کی جانب ہے — انھیں جرمنوں کی آنکھ میں تنکا تو نظر آتا ہے لیکن خود اپنی آنکھ میں شہتیر دکھائی نہیں دیتا۔ یہ ان کی ایک مخصوص انفرادی ادا ہے۔ پچھلے دس برسوں میں ہم پلیخانوف کے نظریے میں ریڈیکلزم اور عمل میں موقع پرستی دیکھنے کے کافی عادی ہو چکے ہیں۔ بہرحال، اگر ایسے انفرادی عجوبہ پن کا حامل شخص بھی جرمنوں میں پھوٹ کی بات کہنے لگے تو یہ زمانے کے آثار ہیں۔

''سوشل ڈیموکریٹ،، شمارہ ۳۵، ۱۲ دسمبر ۱۹۱۴ء۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۲۶، صفحات ۹۸ — ۱۰۵۔

موقع پرستی اور دوسری انٹرنیشنل کا انہدام

۱

کیا دوسری انٹرنیشنل کا وجود واقعی ختم ہو گیا؟ اس کے انتہائی مستند نمائندے، مثلاً کاؤتسکی اور وانڈرویلڈے بضد اس سے انکار کرتے ہیں۔ ان کا نقطۂ نظر یہ ہے کہ تعلقات میں ناچاقی کے علاوہ اور کچھ ہوا ہی نہیں، سب کچھ ٹھیک ہے۔ معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے لئے ہمیں ۱۹۱۲ء کی بازیل کانگریس کے منشور سے رجوع کرنا پڑےگا جس کا اطلاق خاص طور سے موجودہ سامراجی عالمی جنگ پر ہوتا ہے اور جسے دنیا کی تمام اشتراکی پارٹیوں نے قبول کیا تھا۔ یہ یاد رکھئے کہ کوئی بھی اشتراکی نظریاتی لحاظ سے کسی بھی جنگ کی ٹھوس اور تاریخی تشخیص کی ضرورت سے انکار کرنے کی ہمت نہیں کر سکتا۔

اب جب کہ جنگ چھڑ چکی ہے تو نہ تسلیم‌شدہ موقع پرستوں کی اور نہ کاؤتسکی کے حامیوں کی جرأت ہو سکتی ہے کہ وہ بازیل کے منشور سے دستبردار ہوں یا اس کے مطالبات کا مقابلہ جنگ کے دوران اشتراکی پارٹیوں کے رویے سے کریں۔ کیوں؟ اس لئے کہ منشور دونوں کا پوری طرح پردہ چاک کرتا ہے۔

بازیل منشور میں مادروطن کی حفاظت، یا جارحانہ جنگ اور دفاعی جنگ کے درمیان فرق کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ جرمنی اور اتحاد چہارگانہ (۸۱) کے موقع پرست اور کاؤتسکی کے حامی* ہر چوراہے پر جس بات کا شور و غوغا کرکے دنیا کا ناک

* یہاں مراد صرف ان افراد سے نہیں ہے جو جرمنی میں کاؤتسکی کے حامی ہیں بلکہ ان بین‌الاقوامی قسم کے نیم مارکسسٹوں سے بھی ہے جو موقع پرستی اور ریڈیکلزم (انقلابیت) کے بیچ میں جھولتے ہیں لیکن درحقیقت موقع پرستی پر پردہ ڈالتے ہیں۔

میں دم کر رہے ہیں اس کے متعلق بھی منشور کچھ نہیں کہتا۔ اس قسم کی باتیں اس میں ہو بھی نہیں سکتی تھیں اس لئے کہ جو اس میں کہا گیا ہے وہ ایسے تصورات پیش کرنے کی اجازت نہیں دیتا۔ وہ ان سیاسی اور معاشی تضادوں کے سلسلوں کا نہایت ہی ٹھوس طریقے سے حوالہ دیتا ہے جو کئی دہائیوں سے موجودہ جنگ کے لئے زمین ہموار کر رہے تھے، جو ۱۹۱۲ء میں بالکل عیاں ہو گئے تھے اور جن کا نتیجہ ۱۹۱۴ء کی جنگ میں نکلا۔ منشور یاد دلاتا ہے ''بلقان میں قیادت'' پر روس اور آسٹریا میں تصادم، ''ایشیائے کوچک میں جارحانہ پالیسی'' پر برطانیہ، فرانس اور جرمنی (ان تینوں ملکوں کے درمیان!) میں کئی تصادم، البانیہ پر ''غلبے کی کوشش'' کے سلسلے میں آسٹریا اور اٹلی میں تصادم وغیرہ۔ مختصر الفاظ میں منشور ان تصادموں کو ایسے تصادم قرار دیتا ہے جن کا سرچشمہ ''سرمایہ‌دارانہ سامراج'' ہے۔ اس طرح منشور صاف طور پر موجودہ جنگ کا قزاقانہ، سامراجی، رجعت پرست، غلام‌گیر کردار تسلیم کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کردار کے مطابق مادروطن کی حفاظت کا خیال نظریاتی لحاظ سے مہمل ہے اور عملی پہلو سے لغو۔ بڑے بڑے مگرمچھ ایک دوسرے کے خلاف اس لئے لڑ رہے ہیں کہ دوسرے لوگوں کی ''مادروطنوں'' کو ہڑپ کرڈالیں۔ منشور تسلیم کئے ہوئے تاریخی واقعات سے یہ ناگزیر نتیجے نکالتا ہے: جنگ ''اس سب سے چھوٹے سے بہانے بھی ہرگز جائز ثابت نہیں کی جا سکتی کہ وہ عوام کے کسی بھی مفاد میں ہے''، اسے ''سرمایہ‌داروں کے منافع اور شاہی خاندانوں کی حب‌جاہ کی خاطر'' تیار کیا جا رہا ہے۔ ''ایک دوسرے کو گولی سے اڑانا'' مزدوروں کے لئے ''جرم'' ہے۔ منشور میں یہ کہا گیا ہے۔

سرمایہ‌دارانہ سامراج کا دور سرمایہ‌داری کے پک چکنے، پک کر سڑنے کا دور ہے جو منہدم ہونے والا ہے اور اشتراکیت کو جگہ دینے کے لئے پختہ ہو چکا ہے۔ ۱۷۸۹ء سے ۱۸۷۱ء تک کا دور ایسا دور تھا جب سرمایہ‌داری ترقی پسند تھی، جب جاگیرداری اور مطلق العنانی کا تختہ الٹنے اور بیرونی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کے مسائل تاریخ کے فوری فریضے تھے۔ اس

بنیاد پر اور صرف اسی بنیاد پر ''مادروطن کی حفاظت،، یعنی ظلم و تشدد کے خلاف حفاظت کی اجازت تھی۔ سامراجی عظیم طاقتوں کے خلاف جنگ میں یہ اصطلاح آج بھی استعمال کی جا سکتی ہے، لیکن سامراجی عظیم طاقتوں کے درمیان جنگ پر اس کا اطلاق کرنا حماقت ہے اس لئے کہ یہ جنگ بلقان کے ملکوں، ایشیائے کوچک وغیرہ کے بڑے سے بڑے علاقے حاصل کرنے کے لئے لڑی جا رہی ہے۔ اس لئے یہ کوئی تعجب کی بات نہیں کہ وہ اشتراکی جو ''مادروطن کی حفاظت،، کے علم بردار بنتے ہیں بازیل کے منشور سے اس طرح دور بھاگ رہے ہیں جیسے چور اپنے جرم کی جائے وقوع سے بھاگتا ہے۔ منشور ایسے لوگوں کو سماجی جارحانہ قوم پرست گردانتا ہے، یعنی لفظوں میں اشتراکی اور عمل میں جارحانہ قوم پرست، جو دوسرے ملکوں کی غارتگری کرنے اور دوسری قوموں کو غلام بنانے میں ''اپنے،، بورژوازی کی مدد کر رہے ہیں۔ جارحانہ قوم پرستی کا لب لباب یہی ہے — ''اپنی،، مادروطن کی مدافعت کرنا حالانکہ اس عمل کا مقصد دوسرے لوگوں کی ''مادروطن،، کو غلامی کی زنجیروں میں جکڑنا ہے۔

اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ جنگ قومی آزادی کے لئے لڑی جا رہی ہے تو اس سے ایک قسم کے طریقۂ کار نکلیں گے لیکن اگر اسے سامراجی جنگ مانی جائے تب دوسرے قسم کے طریقۂ کار برآمد ہوں گے۔ منشور صاف صاف آخر الذکر کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جنگ سے ''معاشی اور سیاسی بحران،، بیدا ہوگا جسے بحران کم کرنے کے لئے نہیں اور نہ مادروطن کی حفاظت کرنے کے لئے، بلکہ اس کے برعکس عوام کو ''بیدار،، کرنے کی خاطر اور ''سرمایہ‌دار حکمرانی کی تباہی کو تیز کرنے،، کی خاطر ''استعمال،، کرنا چاہئے۔ اس چیز کی رفتار تیز کرنا نا ممکن ہے جس کے لئے تاریخی حالات پختہ نہ ہوئے ہوں۔ منشور اعلان کرتا ہے کہ سماجی انقلاب ممکن ہے، اس کے لئے حالات پختہ ہیں اور وہ عین جنگ کے تعلق سے برپا ہوگا۔ پیرس کمیون اور روس کے انقلاب ۱۹۰۵ء کی مثالیں پیش کرتے ہوئے، یعنی عام ہڑتالوں اور خانہ جنگی کی، منشور کہتا ہے کہ ''حکمران طبقے،، ''پرولیتاری انقلاب،، سے ڈرتے ہیں۔ یہ دعوی کرنا سراسر دروغ

بیانی ہے، جیسا کہ کاؤتسکی کہہ رہے ہیں، کہ منشور میں موجودہ جنگ کے متعلق اشتراکی رویہ معین نہیں کیا گیا ہے۔ بازیل میں نہ صرف یہ کہ اس مسئلے پر بحث کی گئی بلکہ اس پر فیصلہ بھی کیا گیا اور انقلابی پرولیتاری عوامی جدوجہد کا طریقۂ کار اختیار کیا گیا۔

جملہ بازیل منشور کو یا اس کے انتہائی ضروری حصوں کو نظرانداز کرنا اور اس کی جگہ رہنماؤں کی تقریروں یا مختلف پارٹیوں کی قراردادوں کا حوالہ دینا صریحاً حیلہ سازی ہے اس لئے کہ یہ تقریریں اور قراردادیں سب سے پہلے بازیل کانگریس سے قبل کی ہیں، دوسرے، ان قراردادوں کو تمام دنیا کی پارٹیوں نے منظور نہیں کیا ہے اور تیسرے، ان کا اطلاق موجودہ جنگ پر نہیں بلکہ مختلف ممکن جنگوں پر ہوتا ہے۔ اصل نکتہ یہ ہے کہ یورپ کی بڑی طاقتوں کے درمیان قومی جنگوں کے دور کی جگہ ان طاقتوں کے درمیان سامراجی جنگوں کے دور نے لےلی ہے اور اس حقیقت کو پہلی بار بازیل منشور میں تسلیم کیا گیا ہے۔

یہ سوچنا غلطی ہوگی کہ بازیل کا منشور کھوکھلی خطابت، رسمی باتوں اور غیرسنجیدہ دھمکی پر مشتمل ہے۔ منشور جن لوگوں کو فاش کرتا ہے وہ اسے اس رنگ میں پیش کر رہے ہیں۔ لیکن یہ درست نہیں ہے۔ دراصل منشور اس پروپیگنڈے اور پرچار کا نتیجہ ہے جو دوسری انٹرنیشنل کے پورے دور میں کیا گیا، یہ لب لباب ہے ان تمام خیالات کا جنھیں تمام دنیا کے اشتراکیوں نے بےشمار اعلانوں، اخباروں، مضامین، کتابوں، تقریروں کے ذریعے عوام میں پھیلائے۔ منشور صرف ژول گیدے کو دھراتا ہے جنھوں نے ۱۸۹۹ء میں جنگ کے وقت اشتراکی وزارت بازی کی خوب گوشمالی کی تھی، انھوں نے لکھا تھا کہ جنگ ”سرمایہ‌دار سمندری قزاق“ بھڑکاتے ہیں (ملاحظہ ہو «En garde!» صفحہ ۱۷۵)۔ اس میں وہی بات کہی گئی ہے جو کاؤتسکی نے ۱۹۰۹ء میں ”اقتدار کا راستہ“ میں لکھی تھی۔ انھوں نے تسلیم کیا تھا کہ ”پرامن“ دور ختم ہو چکا، اب جنگوں اور انقلابوں کا دور شروع ہوگیا ہے۔ بازیل کے منشور کو اس طرح پیش کرنا کہ وہ محض لفاظی یا غلطی ہے اس کا مطلب یہ ہوگا کہ پچھلے ۲۵ برسوں

میں اشتراکیوں نے جو کچھ کیا ہے وہ بھی لفاظی یا غلطی تھی۔ موقع پرستوں اور کاؤتسکی کے حامیوں کو منشور اور اس کے ناقابل اطلاق ہونے کے درمیان ناقابل برداشت تضاد نظر آتا ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ دوسری انٹرنیشنل کے اندر جو گہرے تضاد ہیں انھیں منشور اجاگر کرتا ہے۔ ۱۸۷۱ء سے ۱۹۱۴ء تک "پرامن" نوعیت کے دور نے موقع پرستی کی نشو و نما کی — شروع میں کیفیت مزاج کی شکل میں، پھر رجحان کے طور پر اور آخر میں ضابطہ پرست مزدور لیڈروں اور پیٹی بورژوا هم‌سفروں کے اندر ایک گروپ یا پرت کی حیثیت سے۔ یہ عناصر انقلابی مقاصد اور انقلابی طریقۂ کار کی زبانی حمایت کرکے مزدور تحریک پر قابض ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ وہ عوام کا اعتماد حاصل کرنے میں اس لئے کامیاب ہوئے کہ زبانی انھوں نے اعتراف کیا کہ "پرامن" کام دراصل پرولیتاری انقلاب کی تیاری کے لئے کیا جا رہا ہے۔ یہی تضاد وہ پھوڑا تھا جسے کبھی نہ کبھی پھٹنا تھا، اور وہ پھٹ گیا ہے۔ اب سوال یہ ہے: کاؤتسکی اور ان کے حالی موالیوں کی طرح کیا یہ معقول کوشش ہے کہ پیپ کو (پیپ سے) "اتحاد" کی خاطر جسم کے اندر زبردستی داخل کیا جائے یا مزدور تحریک کے جسم کی مکمل صحت یابی کے لئے درد کی شدت کا لحاظ کئے بغیر پیپ جتنی جلد ممکن ہو پوری طرح خارج کردی جائے۔

جن لوگوں نے جنگی قرضوں کے لئے ووٹ دیا ہے، جو وزیروں کی کرسیوں پر جلوہ‌افروز ہیں اور جنھوں نے ۱۹۱۴ — ۱۵ء میں مادر وطن کی حفاظت کا پرچم بلند کیا ہے انھوں نے سوشلزم سے کھلم کھلا غداری کی ہے۔ صرف ریاکار ہی اس سے انکار کر سکتے ہیں۔ اور اس غداری کو سمجھانے کی ضرورت ہے۔

۲

اس پورے سوال کو شخصیتوں کا سوال سمجھنا بے‌تکی بات ہوگی۔ ایسی چیز کا موقع پرستی سے کیا تعلق جس کے ساتھ پلیخانوف، گیدے وغیرہ جیسے لوگ وابستہ ہیں؟ — کاؤتسکی پوچھتے ہیں («Die Neue Zeit»، ۲۸ مئی ۱۹۱۵ء)۔ ایسی

چیز کا موقع پرستی سے کیا تعلق جس کے ساتھ کاؤتسکی وغیرہ وابستہ هیں ؟ — اتحاد چہارگانہ کے موقع پرستوں کی جانب سے اکسیلروڈ جواب دیتے هیں («Die Krise der Sozialdemokratie», Zurich ۱۹۱۰ء، صفحہ ۲۱) - یہ بالکل سوانگ ہے - اگر پوری تحریک کے بحران کی تشریح کرنا ہے تو اس کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے: پہلے، موجودہ پالیسی کی معاشی اهمیت کا، دوسرے، اس کے بنیادی خیالات کا، اور تیسرے، اس کا اشتراکی تحریک کے اندر مختلف رجحانات کی تاریخ سے تعلق کا۔

۱۹۱۴ – ۱۵ء کی جنگ میں دفاعیت کا معاشی جوهر کیا ہے ؟ تمام بڑی طاقتوں کے بورژوازی دنیا کو تقسیم کرنے اور اس کی لوٹ کھسوٹ کرنے، اور دوسری قوموں پر ظلم و ستم کرنے کے لئے جنگ لڑ رہے هیں - بورژوازی کی تجوریوں سے جہاں بے حد منافع بھرا پڑا ہے چند سکے ضابطہ پرست مزدور لیڈروں، مزدوروں کے طبقہ اعلیٰ سے تعلق رکھنے والوں اور پیٹی بورژوا هم سفروں کے چھوٹے سے گروپ کی جھولیوں میں گر سکتے هیں - سماجی جارحانہ قوم پرستی اور موقع پرستی کی طبقاتی بنیاد ایک هی ہے — یعنی مزدور طبقے کے عوام کے خلاف سراعات یافتہ مزدوروں کی ایک چھوٹی سی پرت کا ''اپنے'' قومی بورژوازی کے ساتھ اشتراک، کاسہ لیسوں کا بورژوازی کے ساتھ اتحاد اس طبقے کے خلاف جس کا آخرالذکر استحصال کرتا ہے -

موقع پرستی اور سماجی جارحانہ قوم پرستی کا سیاسی جوهر بھی ایک ہے — یعنی طبقاتی تعاون، پرولیتاریہ کی آمریت سے انکار، انقلابی اقدام سے منہ موڑنا، بورژوا قانونی آزادی کو غیرمشروط طور پر قبول کرنا، بورژوازی پر اعتماد اور پرولیتاریہ پر عدم اعتمادی - سماجی جارحانہ قوم پرستی برطانوی اعتدال پسند مزدور سیاست، ملیران ازم اور برنشٹائن ازم کا براہ راست تسلسل اور تکمیل ہے -

۱۸۸۹ء سے ۱۹۱۴ء تک کا سارا دور مزدور تحریک کے اندر دو بنیادی رجحانات کے درمیان جدوجہد — انقلابی اشتراکیت اور موقع پرست سوشلزم کی جدوجہد سے بھرا پڑا ہے - آج بھی جنگ کی جانب رویہ کے سلسلے میں هر ملک میں دو بنیادی رجحانات

ملتے ھیں۔ بہتر ہے کہ ہم شخصیت پرستی کی بورژوا اور موقع پرست عادت کو خیرباد کہیں اور مختلف ملکوں میں ان رجحانات کا مطالعہ کریں۔ ہم یورپ کے دس ملکوں کو منتخب کرتے ھیں : جرمنی ، برطانیہ ، روس ، اٹلی ، ھالینڈ ، سویڈن ، بلغاریہ ، سوئٹزرلینڈ ، بلجیم اور فرانس۔ پہلے آٹھ ملکوں میں موقع پرست اور انقلابی رجحانات کی تقسیم سماجی جارحانہ قوم پرستوں اور بین الاقوامیت پسندوں کی تقسیم کے مطابق ہے۔ جرمنی میں سماجی جارحانہ قوم پرستی کا خاص گڑھ اخبار «Sozialistische Monatshefte» اور لیگن اور ان کا ٹولہ ہے۔ برطانیہ میں فیبئن لوگ اور لیبر پارٹی (۸۲) ہے (انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی نے ہمیشہ ان کا ساتھ دیا ہے اور ان کے ترجمان کی حمایت کی ہے لیکن اس بلاک میں وہ سماجی جارحانہ قوم پرستوں کے مقابلے میں کمزور رھی ہے جب کہ برطانوی سوشلسٹ پارٹی کے ۴۳ فیصدی لوگ بین الاقوامیت پسند ھیں)۔ روس میں اس رجحان کی نمائندگی اخبار ” ناشا زاریا ،، (آج کل ” ناشے دیلو ،،) ، انتظامیہ کمیٹی (۸۳) اور چھ ایدزے کی رھنمائی میں دوما گروپ (۸۴) کرتا ہے۔ اٹلی میں اس رجحان کے نمائندے اصلاح پسند ھیں جن کا رھنما بیسولاتی ہے ، ھالینڈ میں اس کی نمائندہ ترولسترا کی پارٹی ہے ، سویڈن میں پارٹی کی اکثریت ہے جس کی باگ ڈور برانٹنگ کے ھاتھ میں ہے ، بلغاریہ میں یہ نام نہاد ” شیروکی ،، (۸۵) اشتراکی ھیں ، سوئٹزرلینڈ میں گرئیلیخ اور اس کی ٹولے کو پیش کیا جا سکتا ہے۔ ان تمام ملکوں میں انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں ھی نے سماجی جارحانہ قوم پرستی کے خلاف کم‌وبیش اپنی احتجاجی آواز بلند کی۔ استثنا صرف دو ملک ھیں — فرانس اور بلجیم ، یہاں بین الاقوامیت موجود ہے لیکن بہت کمزور حالت میں۔

سماجی جارحانہ قوم پرستی موقع پرستی کی مکمل شکل ہے۔ وہ بورژوازی اور جنرل اسٹاف کے ساتھ علانیہ طور پر ، اکثر بازاری اتحاد عمل کرنے کے لئے ، پختہ ھو چکی ہے۔ یہی وہ اتحادعمل ہے جس کے صلے میں اسے کافی اختیارات ملتے ھیں اور قانونی اشاعت پر اور لوگوں کو دھوکہ دینے پر اس کا اجارہ ھوجاتا ہے۔ موقع پرستی کو پارٹی کا اندرونی مظہر خیال کرتے رھنا حماقت

ہوگی۔ یہ سوچنا بھی مضحکہ خیز ہوگا کہ بازیل کی قرارداد کو ڈیوڈ، لیگین ، ہائنڈمان ، پلیخانوف اور ویب کے ساتھ مل کر عملی جامہ پہنایا جائے۔ سماجی جارحانہ قوم پرستی سے اتحاد کا مطلب اپنے ''قومی،، بورژوازی سے اتحاد ہے جو دوسری قوموں کا استحصال کرتا ہے ، اس کا مطلب بین الاقوامی پرولیتاریہ کے اندر پھوٹ ڈالنا ہے۔ اس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جائے کہ ہر جگہ موقع پرستوں سے فوری قطع تعلق ممکن ہے۔ اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ تاریخی لحاظ سے قطع تعلق سر پر آن پہنچا ہے اور پرولیتاریہ کی انقلابی جدوجہد کی خاطر یہ ضروری اور ناگزیر ہے۔ تاریخ جو ہمیں ''پرامن،، سرمایہ‌داری سے سامراجی سرمایہ‌داری تک لائی ہے اس نے قطع تعلق کا راستہ ہموار کر دیا ہے۔ Volentem ducunt fata, nolentem trahunt. (قسمت آمادہ لوگوں کی رہبری کرتی ہے اور غیرآمادہ لوگوں کو گھسیٹتی ہے)

۳

بورژوازی کے کائیاں نمائندے اس بات کو بہت اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ یہی سبب ہے کہ وہ ان اشتراکی پارٹیوں کی تعریف میں زمین آسمان کے قلابے ملا رہے ہیں ، جن کے رہبر ''مادر وطن کے محافظ،، بنے ہوئے ہیں — یعنی سامراجی لوٹ مار کے محافظ۔ یہی سبب ہے کہ سماجی جارحانہ قوم پرستوں کے لیڈروں کو ان کی حکومتیں بطور انعام وزارتی گدیاں (فرانس اور برطانیہ میں) یا بےروک ٹوک قانونی وجود کا ٹھیکہ (جرمنی اور روس میں) دے رہی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ جرمنی میں ، جہاں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کبھی مضبوط ترین تھی اور جو اب گرکر قومی اعتدال پسند انقلاب دشمن مزدور پارٹی میں بدل گئی ہے ، وہاں حد یہ ہو گئی ہے کہ سرکاری پیروکار پارٹی کے اندر ''اقلیت،، اور ''اکثریت،، کے درمیان کشمکش کو ''طبقاتی نفرت کا اشتعال،، قرار دیتا ہے! یہی سبب ہے کہ چالاک موقع پرستوں کا زیادہ تر سروکار پرانی پارٹیوں میں پچھلے ''اتحاد،، کو قائم رکھنے سے ہے جنھوں نے ۱۹۱۴ء اور ۱۹۱۵ء میں بورژوازی کے لئے بڑی

خدمات انجام دیں۔ تمام دنیا کے ایسے موقع پرستوں کے خیالات قابل تعریف صاف گوئی سے ایک مضمون میں بیان کئے گئے ہیں جس پر ”مونیٹر،، کے دستخط ہیں، یہ مضمون اپریل ۱۹۱۵ء میں ایک رجعت پرست رسالے «Preußische Jahrbücher» (۸٦) میں چھپا ہے۔ مونیٹر کا خیال ہے کہ اگر سوشل ڈیموکریٹ مزید دائیں جانب بڑھے تو یہ بورژوازی کے لئے نہایت خطرناک ہوگا۔ ”اسے ایسی مزدور پارٹی کی حیثیت سے اپنا کردار قائم رکھنا چاہئے جس کے مقاصد اشتراکی ہوں۔ جس دن اس نے اسے خیرباد کہا اسی دن ایک نئی پارٹی اٹھ کھڑی ہوگی اور وہ اسی پروگرام کو اختیار کر لےگی جس کی پرانی پارٹی منکر ہو چکی ہے۔ یہ بات نئی پارٹی کو مزید انقلابی رنگ دےگی» (Preußische Jahrbücher» ۱۹۱۵ء۔ شمارہ ۴، صفحات ۵۱ — ۵۰)۔

مونیٹر نے حقیقت بے کم‌وکاست بیان کر دی۔ یہی برطانوی لبرل اور فرانسیسی ریڈیکل ہمیشہ کرتے رہے ہیں — ایسے جملے استعمال کرنا جن میں انقلاب کی جھنکار ہو تاکہ لوگ بیوقوف بنیں اور انہیں آمادہ کرنا کہ وہ لائڈ جارجوں، سامباؤں، رینادلوں، لیگینوں اور کاؤتسکیوں سے امیدیں وابستہ رکھیں، ایسے لوگوں سے جو قزاقانہ جنگ میں ”مادروطن کی حفاظت،، کا وعظ دے سکتے ہیں۔

لیکن مونیٹر موقع پرستی کی صرف ایک قسم کی نمائندگی کرتا ہے جو بےلاگ، بھونڈی اور بدخو ہے۔ دوسرے لوگ عیاری، باریکی اور ”ایمانداری،، سے کام لیتے ہیں۔ اینگلس نے ایک بار کہا تھا کہ مزدور طبقے کے لئے ”ایماندار،، موقع پرست سب سے زیادہ خطرناک ہیں۔ اس کی ایک مثال دیکھئے:

کاؤتسکی نے «Die Neue Zeit» (۲٦ نومبر ۱۹۱۵ء) میں یہ لکھا: ”اکثریت کے خلاف مخالفت بڑھ رہی ہے۔ عوام کا مزاج بالکل مختلف سمت میں ہے... جنگ کے بعد (صرف جنگ کے بعد؟ ن۔ ل۔) طبقاتی تضاد اتنے زیادہ تیز ہو جائیں گے کہ عوام پر پھر ریڈیکلزم (انقلابیت) چھا جائےگا... جنگ کے بعد (صرف جنگ کے بعد؟ ن۔ل) ہمیں ریڈیکل عناصر کا بےوفائی سے ہماری پارٹی چھوڑنے اور ایسی پارلیمانی مخالف پارٹی (؟؟ مطلب ہے غیر

پارلیمانی) میں ان کی شمولیت کا خطرہ لاحق ہوگا جو عام اقدام کی حامی ہے،،۔ ''اس طرح ہماری پارٹی دو انتہا پسند کیمپوں میں بٹ رہی ہے جن کے درمیان کوئی چیز مشترک نہیں ہے۔،، کاؤتسکی نے اتحاد قائم رکھنے کے نام پر رائخ‌ستاگ میں اکثریت کو اس پر آمادہ کرلیا کہ وہ اقلیت کو چند ریڈیکل پارلیمانی تقریریں کرنے کی اجازت دیدے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ کاؤتسکی چند ریڈیکل پارلیمانی تقریروں کو انقلابی عوام اور موقع پرستوں کے درمیان میل ملاپ کے لئے استعمال کرنا چاہتا ہے جن کی کوئی بات انقلاب سے ''مشترک نہیں ہے،،، جو کبھی ٹریڈ یونینوں کے لیڈر ہوا کرتے تھے اور اب بورژوازی اور حکومت سے اپنے اتحاد کی بنا پر پارٹی کی قیادت پر قبضہ کئے بیٹھے ہیں۔ اس میں اور مونیٹر کے ''پروگرام،، میں بنیادی فرق کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں، سوائے میٹھے میٹھے جملوں کے جو مارکس‌ازم کی عصمت فروشی کرتے ہیں۔

رائخ‌ستاگ گروپ کے ایک اجلاس میں کاؤتسکی کے چیلے وورم نے ۱۸ مارچ ۱۹۱۵ء کو ''آگاہ کیا،، کہ دوسروں پر ''دباؤ زیادہ نہ ڈالا جائے۔ مزدور عوام میں گروپ کی اکثریت کے خلاف جذبہ بڑھتا جا رہا ہے اس لئے ہمیں مارکسی (؟! شاید طباعت کی غلطی ہے: اس کی جگہ مونیٹر پڑھئے) مرکز میں رہنا چاہئے۔،، («Klassenkampf gegen den Krieg! Material zum «Fall Liebknecht»». Als Manuskript gedruckt. ''جنگ کے خلاف طبقاتی جدوجہد۔ 'لیبکنیخت مقدمہ' سے متعلق مواد،، صفحہ ۶۷۔ صرف نجی اشاعت کے لئے چھاپا گیا۔) اس سے ہمیں پتہ چلتا ہے کہ کاؤتسکی کے تمام چیلوں (نام نہاد ''مرکز،،) نے بہت پہلے یعنی مارچ ۱۹۱۵ء میں تسلیم کر لیا تھا کہ عوام کا انقلابی جذبہ ایک حقیقت ہے!! لیکن اس کے صرف ساڑھے آٹھ ماہ بعد کاؤتسکی نے پھر انقلابی عوام اور موقع پرست انقلاب دشمن پارٹی کے درمیان ''میل ملاپ،، کی تجویز پیش کی — اور اسے وہ چند انقلابی جھنکاروالے جملوں کے ذریعے بروئےکار لانا چاہتے ہیں!!

جنگ اس لحاظ سے اکثر مفید ہوتی ہے کہ سڑتی گلتی چیزیں منظر عام پر آ جاتی ہیں اور رسمی قیود ترک کر دی جاتی ہیں۔

آئیے ، اب ہم برطانوی فیبئن سوسائٹی والوں (دیکھئے نوٹ ۲۰) کا کاؤتسکی کے جرمن چیلوں سے مقابلہ کریں ۔ اصلی مارکسسٹ فریڈرک اینگلس نے اول الذکر کے متعلق ۱۸ جنوری ۱۸۹۳ء کو یہ لکھا تھا : " ... ترقی کے زینے پر چڑھنے والوں کی ایک ٹولی جس کی اتنی سوجھ بوجھ ہے کہ وہ سماجی انقلاب کو ناگزیر خیال تو کرتی ہے لیکن اس کے لئے اس عظیم فریضے کو انتہائی خام پرولیتاریہ کے حوالے کرنا ممکن نہیں سمجھتی ... انقلاب سے خوف اس کا بنیادی اصول ہے" (زورگے کو خطوط ، صفحہ ۳۹۰) ۔

اور ۱۱ نومبر ۱۸۹۳ء کو انہوں نے لکھا : " ... یہ مغرور بورژوازی جو بڑی عنایت اور کرم فرمائی سے اوپر اوپر سے پرولیتاریہ کو نجات دلانا چاہتا ہے کاش یہ سمجھنے کی اتنی عقل رکھتا کہ ایسا خام اور غیر تعلیم یافتہ انبوہ ان چالاک وکیلوں ، مصنفوں اور جذباتی بوڑھی خواتین کی لطف و عنایت کے بغیر اپنے آپ نجات حاصل نہیں کر سکتا اور کوئی بھی چیز نہیں پا سکتا" (وہی خطوط ، صفحہ ۴۰۱) ۔

نظریاتی سطح پر کاؤتسکی فیبئن والوں کو اتنی ہی حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے جتنا فریسی ایک غریب گناہ گار کو ، اس لئے کہ وہ " مارکس‌ازم " کا کلمہ پڑھتا ہے ۔ لیکن دونوں کے درمیان اصل فرق کیا ہے ؟ دونوں نے بازیل کے منشور پر دستخط کئے اور دونوں ہی کا اس کے ساتھ رویہ ایسا ہے جیسا کہ بلجیم کی غیر جانبداری کی جانب ولہلم دوئم کا ۔ مارکس نے اپنی زندگی بھر ایسے لوگوں کو خوب جھاڑا جنہوں نے مزدوروں کے انقلابی جذبے کے شعلوں پر پانی ڈالنے کی کوشش کی ۔

کاؤتسکی نے انقلابی مارکسسٹوں کے مقابلے میں " بالائے سامراج " کا اپنا ایک نیا نظریہ پیش کیا ہے ۔ اس سے ان کا مطلب یہ ہے کہ " بین‌الاقوامی مالیاتی سرمایے کا عالمی مشترکہ استحصال " " قومی مالیاتی سرمایوں کی رقابتوں " کی جگہ لےلےگا («Die Neue Zeit» ۳۰ اپریل ۱۹۱۵ء) ۔ لیکن پھر وہ یہ اضافہ بھی کرتے ہیں : " لیکن ابھی تک ہمارے پاس اتنے کافی اعداد و شمار نہیں ہیں کہ ہم قطعی طور پر کہہ سکیں کہ سرمایہ داری کا یہ نیا دور ممکن ہے ۔" ایک نئے دور کے مفروضے کی بنیاد پر ، جسے قطعی

طور پر ''ممکن،، کہنے کی اس کی ہمت نہیں ہوتی، اس نئے ''دور،، کا موجد خود اپنے انقلابی اعلانات سے اور اس کے ساتھ ساتھ پرولیتاریہ کے انقلابی فرائض اور انقلابی طریقۂ کار سے دستبردار ہوجاتا ہے۔ اور وہ آج بحران کے اس ''دور،، میں جو شروع ہوچکا ہے، جنگ اور طبقاتی تضاد کی بے مثال شدت کے دور میں یہ مسترد کر رہا ہے! کیا یہ اپنی انتہائی مکروہ شکل میں فیبئن ازم نہیں ہے؟

اکسیلرروڈ، کاؤتسکی کے روسی چیلوں کے رہنما فرماتے ہیں:
''اپنی نجات کے لئے پرولیتاری تحریک کو بین الاقوامی بنانے کا جوہر روزمرہ کے عمل کو بین الاقوامی بنانے میں ہے۔،، مثال کے طور پر ''محنت کے تحفظ اور بیمے کا قانون مزدوروں کی بین الاقوامی تنظیم اور اقدام کا مقصد ہونا چاہئے،، (''سوشل ڈیموکریسی کا بحران،، از اکسیلروڈ۔ زورخ، ۱۹۱۵ء، صفحات ۴۰ — ۳۹)۔ نہ صرف لیگین، ڈیوڈ، اور میاں بیوی ویب بلکہ لائڈ جارج اور ناؤمان، بری آن اور میلیوکوف بھی ایسی ''بین الاقوامیت،، سے پوری طرح متفق ہوں گے۔ ۱۹۱۲ء کی طرح آج بھی اکسیلروڈ بہت دور کے مستقبل کے لئے انتہائی انقلابی نعرے بلند کرنا پسند کرتے ہیں — اگر مستقبل کی انٹرنیشنل (جنگ کی صورت میں حکومتوں کے خلاف) ''آگے بڑھتی ہے اور انقلابی طوفان کھڑا کرتی ہے،،۔ ایسی شجاعت کے صدقے! لیکن جب آج اور اس وقت عوام میں ابتدائی انقلابی ابال کی حمایت کرنے اور اسے بڑھانے کا سوال آتا ہے تو اکسیلروڈ کہتے ہیں کہ انقلابی عوامی اقدام کا یہ طریقۂ کار ''کسی حد تک اس وقت صحیح ثابت کیا جا سکتا ہے جب ہم سماجی انقلاب کی چوکھٹ پر ہوں، جیسا کہ مثال کے طور پر روس میں تھا جب ۱۹۰۱ء میں طالب علموں کے مظاہروں نے سطلق العنانی کے خلاف آنے والی فیصلہ کن لڑائیوں کی آمد کی خبر دی تھی،،۔ لیکن آج کل یہ سب ''خیالی پلاؤ،،، ''باکونین ازم،، وغیرہ ہے۔ یہ بالکل کولب، ڈیوڈ، زیودیکم اور لیگین کی افتادمزاج کے مطابق ہے۔

عزیزم اکسیلروڈ یہ بھول جاتے ہیں کہ ۱۹۰۱ء میں روس میں کوئی نہیں جانتا تھا اور نہ ہی جان سکتا تھا کہ چار سال بعد —

مہربانی فرما کر یاد رکھئے چار سال بعد — پہلی '' فیصلہ کن لڑائی ،، ہوگی اور وہ بھی '' غیر فیصلہ کن رہے گی۔ بایں ہمہ ، صرف ہم انقلابی مارکسسٹ اس وقت صحیح تھے : ہم نے کربچیوسکی اور مارتینوف صاحبان کا مذاق اڑایا جو فوراً دھاوا بولنا چاہتے تھے۔ ہم نے مزدوروں کو صرف یہ مشورہ دیا کہ وہ ہر جگہ موقع پرستوں کو باہر نکال پھینکیں اور مظاہروں اور دوسرے عوامی انقلابی اقدام کی حمایت کرنے ، انہیں تیز کرنے اور بڑھانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ آج یورپ میں بالکل یہی حالت ہے : '' فوراً ،، دھاوا بولنے کی اپیل کرنا حماقت ہوگی۔ لیکن یہ بھی بےشرمی کی بات ہوگی کہ ہم اپنے آپ کو سوشل ڈیموکریٹ کہیں اور مزدوروں کو یہ مشورہ نہ دیں کہ وہ موقع پرستوں سے اپنا تعلق قطع کرلیں اور ابتدائی انقلابی تحریک اور مظاہروں کو مضبوط بنانے ، انہیں گہرا کرنے ، بڑھانے اور تیز کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ انقلاب آسمان سے تیار حالت میں نہیں اترتا ، اور جب انقلابی ابال شروع ہوتا ہے تو کوئی نہیں کہہ سکتا کہ کب یہ '' واقعی ،، ، '' اصلی ،، انقلاب کی شکل اختیار کرے گا۔ کاؤتسکی اور اکسیلروڈ مزدوروں کو جو مشورہ دے رہے ہیں وہ دقیانوسی ، پراگندہ اور انقلاب دشمن ہے۔ وہ عوام کے دلوں میں یہ امید پیدا کر رہے ہیں کہ مستقبل کی انٹرنیشنل یقینی انقلابی ہوگی۔ لیکن ان سب باتوں کا مقصد انقلاب دشمن عناصر — لیگین ، ڈیوڈ ، وانڈرویلڈے اور ہائنڈمان جیسے حضرات کے موجودہ تسلط کو محفوظ رکھنا ، اس پر پردہ ڈالنا اور اسے حسین بنا کر دکھانا ہے۔ کیا لیگین اور اس کے ٹولے کے ساتھ '' اتحاد ،، '' مستقبل کی ،، انقلابی انٹرنیشنل کے لئے زمین ہموار کرنے کا بہترین ذریعہ ہو سکتا ہے ؟

'' عالمی جنگ کو خانہ جنگی میں بدلنے کی کوشش کرنا پاگل پن ہوگا ،، («Die Sozialdemokratie und der Weltkrieg» '' سوشل ڈیموکریسی اور عالمی جنگ ،، ۱۹۱۵ء ، صفحہ ۱۷۲) یہ جرمن موقع پرستوں کے لیڈر ڈیوڈ ہماری پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے منشور کے جواب میں اعلان کرتے ہیں۔ یہ منشور یکم نومبر ۱۹۱۴ء کو شائع ہوا تھا ، برسبیل تذکرہ اس میں تحریر ہے :

’’ اب جب کہ جنگ ایک حقیقت بن چکی ہے ، کسی خاص لمحے یہ تبدیلی خواہ کتنی ہی مشکل نظر آئے ، اشتراکی اس سمت میں باقاعدہ ، ثابت قدمی سے اور تجاوز کئے بغیر تیاری کے کام سے کبھی سبکدوش نہیں ہوں گے ۔ ‘‘

(ڈیوڈ نے یہ حصہ بھی نقل کیا ہے ، صفحہ ۱۷۱) ۔ ڈیوڈ کی مذکورۂ بالا کتاب شائع ہونے سے ایک ماہ پہلے ہماری پارٹی نے جو قراردادیں منظور کیں ان میں ’’ باقاعدہ تیاری ‘‘ کی تعریف یوں کی گئی تھی : (۱) جنگی قرضوں کے لئے ووٹ دینے سے انکار ؛ (۲) طبقاتی امن کو توڑنا ؛ (۳) غیر قانونی تنظیموں کی تشکیل ؛ (۴) خندقوں میں بھائی‌چارے کے مظاہروں کی حمایت ؛ (۵) ہر انقلابی عوامی اقدام کی تائید ۔

ڈیوڈ بھی اتنے ہی سورما ہیں جتنے کہ اکسیلروڈ ۔ ۱۹۱۲ء میں انھوں نے نہیں سوچا کہ جنگ کی پیش بینی کے سلسلے میں پیرس کمیون کا حوالہ دینا ’’ پاگل‌پن ‘‘ ہے ۔

پلیخانوف جو اتحاد ثلاثہ کے سماجی جارحانہ قوم پرستوں کی نمائندگی کرتے ہیں ان کے بھی انقلابی طریقۂ کار کے متعلق وہی خیالات ہیں جو ڈیوڈ کے ہیں ۔ اسے وہ ’’ ہنسی مذاق کا خواب ‘‘ کہتے ہیں ۔ لیکن ایک تسلیم شدہ موقع پرست کولب کو سنئے جو لکھتا ہے : ’’ لیبکنیخت کے حامیوں کے طریقۂ کار کا نتیجہ یہ ہوگا کہ جرمن قوم کے اندر جدوجہد نقطۂ ابال تک پہنچ جائے گی ‘‘ («Die Sozialdemokratie am Scheidewege» ’’ سوشل ڈیموکریسی دوراہے پر ‘‘ ، صفحہ ۵۰) ۔

اگر جدوجہد جو نقطۂ ابال تک پہنچائی جائے خانہ‌جنگی نہیں تو پھر وہ کیا شے ہے ؟

اگر ہماری مرکزی کمیٹی کا طریقۂ کار جو بنیادی طور پر زمروالڈ کے بائیں بازو (۸۷) کے طریقۂ کار سے ملتا جلتا ہے واقعی ’’ پاگل‌پن ‘‘ ، ’’ خواب ‘‘ ، ’’ مہم پسندی ‘‘ ، ’’ باکونین‌ازم ‘‘ ہے — جیسا کہ ڈیوڈ ، پلیخانوف ، اکسیلروڈ ، کاؤتسکی اور دوسرے دعوی کرتے ہیں — تو یہ جدوجہد کو نقطۂ ابال تک لیجانا تو کجا ’’ قوم کے اندر جدوجہد ‘‘ بھی پیدا نہیں کر سکتا ۔ دنیا میں

کہیں بھی نراجی لفاظی سے قوم کے اندر جدوجہد شروع نہیں ہوئی۔ لیکن واقعات بتاتے ہیں کہ اسی ۱۹۱۵ء میں، جنگ کے پیدا کئے ہوئے بحران کے نتیجے میں، عوام میں انقلابی ہل چل بڑھتی جا رہی ہے — روس میں ہڑتالیں اور سیاسی مظاہرے، اٹلی اور برطانیہ میں ہڑتالیں اور جرمنی میں بھوک کے خلاف مظاہرے اور سیاسی مظاہرے پھیل رہے ہیں۔ کیا یہ انقلابی عوامی جدوجہد کی ابتدا نہیں ہے؟

اس جنگ میں سوشل ڈیموکریسی کے عملی پروگرام کا لب لباب عوامی انقلابی اقدام کی حمایت کرنا، انہیں بڑھانا، پھیلانا اور تیز کرنا ہے اور غیرقانونی تنظیمیں قائم کرنا ہے اس لئے کہ ان کے بغیر ''آزاد،، ملکوں تک میں عوام کو صداقت سے آگاہ کرنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اور جو کچھ ہے وہ یا تو جھوٹ ہے یا محض لفاظی، خواہ اس پر موقع پرست نظریے کا ملمع ہو یا امن کے مجہول پیروؤں کے نظریے کا۔*

جب ہم سے کہا جاتا ہے کہ یہ ''روسی طریقۂ کار،، (ڈیوڈ کے الفاظ میں) یورپ کے لئے موزوں نہیں ہے تو ہم حسب معمول جواباً حقائق پیش کرتے ہیں۔ ۳۰ اکتوبر کو برلن کی خواتین ساتھیوں کا ایک وفد برلن میں پارٹی کی مجلس صدارت کے پاس آیا اور کہا کہ ''اب جب کہ ہمارے پاس بڑی تنظیمی مشینری موجود ہے تو غیرقانونی کتابچے اور پرچیاں تقسیم کرنا اور ''ممنوع جلسے،، منظم کرنا سوشلسٹوں کے خلاف ہنگامی قانون کے

---

* عورتوں کی بین الاقوامی کانگریس میں جو برن کے مقام پر مارچ ۱۹۱۵ء میں ہوئی تھی ہماری پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی نمائندوں نے زور دیا کہ غیرقانونی تنظیمیں قائم کرنا قطعاً ضروری ہے۔ اسے مسترد کر دیا گیا۔ برطانوی خواتین اس تجویز پر ہنسیں اور انھوں نے برطانوی ''آزادی،، کے قصیدے گائے۔ لیکن چند مہینے بعد جب «Labour Leader» ،، کی طرح ہمیں سنسر کئے ہوئے برطانوی اخبار ملے تو ان میں بالکل صاف جگہیں تھیں اور اس کے بعد ہمیں پولیس کے چھاپوں، کتابچوں کی ضبطی، گرفتاریوں اور سخت سزاؤں کی خبریں بھی ملیں جو ان رفیقوں کو دی گئی ہیں جنھوں نے برطانیہ میں امن اور صرف امن کی بات کی تھی!

تحت والے زمانے کے مقابلے میں کہیں زیادہ آسان ہے،، '' ذرائع اور طریقوں کی کمی نہیں ہے، کمی ہے تو ارادے کی۔،، («Berner Tagwacht»، ۱۹۱۵ء، شمارہ ۲۷۱) ۔

کیا ان بڑے رفیقوں کو روسی '' تنگ نظروں،، نے بہکایا تھا؟ اصلی عوام کی نمائندگی کون کرتا ہے، یہ رفیق یا لیگین اور کاؤتسکی؟ لیگین نے اپنی رپورٹ میں جو ۲۷ جنوری ۱۹۱۵ء کو پیش کی گئی زیرزمین تنظیمیں قائم کرنے کے '' نراجی،، خیال پر انگارے اگلے اور کاؤتسکی نے جو اس قدر انقلاب دشمن ہو گیا ہے کہ ۲۶ نومبر کو، برلن میں ۱۰ ہزار لوگوں کے زبردست مظاہرے سے چار دن پہلے، سڑک پر مظاہروں کو ''سهم پسندی،، کہہ کر ان کی مذمت کی!!

کھوکھلی باتوں اور کاؤتسکی کی چھاپ والے عصمت فروش مارکس ازم کو سن سن کر هم اکتا گئے ہیں۔ دوسری انٹرنیشنل کے پچیس سال کے بعد، بازیل منشور کے بعد مزدور خوش نما لفظوں پر ہرگز بھروسہ نہیں کریں گے۔ موقع پرستی سڑگل چکی ہے، اس نے سماجی جارحانہ قوم پرستی کی شکل اختیار کرلی ہے اور وہ غداری کرکے قطعی طور پر بورژوا کیمپ میں شامل ہو گئی ہے۔ اس نے سوشل ڈیموکریسی سے اپنے روحانی اور سیاسی رشتے توڑ ڈالے ہیں۔ وہ اپنے تنظیمی رابطے بھی توڑ دےگی۔ مزدوروں نے '' غیرقانونی،، کتابچوں اور '' ممنوع،، جلسوں کا مطالبہ شروع کر دیا ہے، جس کا مطلب ہے انقلابی عوامی تحریک کی مدد کے لئے زیرزمین تنظیمیں۔ صرف جب ان خطوط پر '' جنگ کے خلاف جنگ،، شروع کی جائےگی اسی وقت یہ کھوکھلی باتیں نہیں بلکہ واقعی سوشل ڈیموکریٹک کام ہوگا۔ تمام مشکلات، ناکامیوں، غلطیوں، فریبوں اور خلل اندازیوں کے باوجود یہ کام انسانیت کو فتح یاب پرولیتاری انقلاب کی منزل تک پہنچائےگا۔

«Vorbote» کے شمارے ۱ میں
جنوری ۱۹۱۶ء میں شائع ہوا۔
دستخط: ن۔ لینن

روسی زبان میں پہلی بار ۱۹۲۹ء
میں لینن کے مجموعۂ تصانیف کی
۱۹ ویں جلد میں چھاپا گیا۔

لینن کا مجموعہ' تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۲۷، صفحات ۱۱۵ —
۱۲۸ ۔

سامراج اور سوشلزم کے اندر پھوٹ

کیا سامراج اور موقع پرستی کی اس ہولناک اور نفرت‌انگیز فتح (سماجی جارحانہ قوم پرستی کی شکل میں) کے درمیان کوئی تعلق ہے جو اس نے یورپ میں مزدور تحریک پر حاصل کرلی ہے؟

یہ موجودہ سوشلزم کا بنیادی سوال ہے۔ اور اس کے بعد جبکہ ہم اپنے پارٹی لٹریچر میں پوری طرح تسلیم کر چکے ہیں اول، اپنے دور اور موجودہ جنگ کا سامراجی کردار، دوسرے، موقع پرستی سے سماجی جارحانہ قوم پرستی کا اٹوٹ تاریخی رابطہ اور ساتھ ہی ان کے سیاسی نظریات کے مافیہ کی یکسانیت، تو ہم اس بنیادی سوال کا تجزیہ کر سکتے ہیں اور کرنا چاہئے۔

ہمیں سامراج کی امکانی طور پر بالکل ٹھیک اور مکمل تعریف سے شروع کرنا چاہئے۔ سامراج سرمایہ‌داری کی ایک خاص تاریخی منزل ہے۔ اس کی نوعیت تہری ہے، یعنی سامراج ہے (۱) اجارہ دارانہ سرمایہ‌داری؛ (۲) طفیل خور یا سڑتی ہوئی سرمایہ‌داری؛ (۳) جاں‌بلب سرمایہ‌داری۔ آزاد مقابلے کی جگہ اجارہ داری کا لینا سامراج کا بنیادی معاشی کردار اور اس کا نچوڑ ہے۔ اجارے‌داری کی پانچ بڑی قسمیں ہیں: (۱) کارٹیل، سینڈیکیٹ اور ٹرسٹ۔ پیداوار کا ارتکاز اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس سے سرمایہ‌داروں کی یہ اجارہ دارانہ انجمنیں جنم لیتی ہیں۔ (۲) بڑے بڑے بینکوں کی اجارہ‌دارانہ پوزیشن۔ تین چار یا پانچ بڑے بڑے بینک امریکہ، فرانس اور جرمنی کی ساری معاشی زندگی کو ترکیبوں سے اپنے مصرف میں لاتے ہیں۔ (۳) ٹرسٹ اور مالیاتی اولیگارشی (مالیاتی سرمایہ وہ اجارہ‌دارانہ صنعتی سرمایہ ہے جو بینکوں کے سرمائے سے متصل ہوجاتا ہے) کا خام اشیاء کے

وسائل پر قبضہ۔ (۴) دنیا کی تقسیم (معاشی) بین الاقوامی کارٹیلوں میں شروع ہوچکی ہے۔ اس طرح کے بین‌الاقوامی کارٹیل فی‌الحال سو سے اوپر ہیں جو ساری عالمی منڈی کے مالک ہیں اور اس کو ''من بھاتے،، طریقے پر اپنے درمیان تقسیم کرتے ہیں اور جس کی ابھی تک جنگ نے تقسیم نو نہیں کی ہے۔ سرمائے کی برآمد، غیراجارہ‌دارانہ سرمایہ‌داری میں جنس کی برآمد سے الگ ایک خصوصی کردار کا مظہر ہے اور دنیا کی معاشی اور علاقائی و سیاسی تقسیم سے بہت قریبی رابطہ رکھتی ہے۔ (۵) دنیا کی علاقائی تقسیم (نوآبادیات) مکمل ہو چکی ہے۔

سامراج نے، سرمایہ‌داری کی اعلی منزل کی حیثیت سے امریکہ اور یورپ میں اور اس کے بعد ایشیا میں ۱۹۱۴ء — ۱۸۹۸ء کے دوران مکمل صورت اختیار کی۔ ھسپانوی — امریکی جنگ (۱۸۹۸ء)، انگریزوں اور بوئروں کی جنگ (۱۹۰۲ء — ۱۸۹۹ء)، روسی — جاپانی جنگ (۱۹۰۵ء — ۱۹۰۴ء) اور ۱۹۰۰ء میں یورپ میں معاشی بحران — یہ ہیں عالمی تاریخ کے نئے دور میں خاص تاریخی واقعات۔

یہ کہ سامراج طفیل خور یا سڑتی ہوئی سرمایہ‌داری ہے سب سے پہلے اس کے سڑنے کے رجحان سے ظاہر ہوتا ہے جو ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت میں ہر اجارہ داری کی خصوصیت ہوتی ہے۔ جمہوری ریبلکن اور رجعت پرست شاہ پرست سامراجی بورژوازی کے درمیان کا فرق ڈھل جاتا ہے کیونکہ یہ دونوں زندہ جان سڑتے ہیں (یہ بات کسی طرح صنعت کی منفرد شاخوں، علحدہ علحدہ ملکوں اور علحدہ علحدہ زمانوں میں سرمایہ‌داری کی غیرمعمولی تیزرفتار ترقی میں مانع نہیں ہوتی)۔ دوسرے، سرمایہ‌داری کے سڑنے سے ایک بڑا پرت ایسے رانتیے سرمایہ‌داروں کا پیدا ہوتا ہے جو ''چیک کاٹ کر،، زندگی بسر کرتے ہیں۔ چار نمایاں سامراجی ملکوں — برطانیہ، شمالی امریکہ، فرانس اور جرمنی میں سرمایہ ہنڈیوں کی شکل میں ایک کھرب سے ڈیڑھ کھرب فرانک ہے جس سے ہر ملک کی سالانہ آمدنی پانچ سے آٹھ ارب تک سے کم نہیں ہوتی۔ تیسرے، سرمایے کی برآمد دگنی چوگنی طفیل خوری ہے۔ چوتھے، ''مالیاتی سرمایہ تسلط چاہتا ہے نہ کہ آزادی،،۔

سارے راستے پر سیاسی رجعت پرستی سامراج کی خصوصیت ہے۔ پیسے کیلئے بڑے پیمانے پر بک جانا اور خریدنا اور ہر طرح کی بے ایمانی۔ پانچویں، مظلوم قوموں کا استحصال جو اٹوٹ طور پر مقبوضات میں اضافے سے تعلق رکھتا ہے اور خاص طور سے مٹھی بھر ''بڑی،، طاقتوں کے ہاتھوں نوآبادیوں کا استحصال ''مہذب،، دنیا کو غیرمہذب قوموں کے کروڑوں لوگوں کے جسم کے لئے اور زیادہ طفیل خور جونک بنا دیتا ہے۔ رومن پرولیناری لوگ سماج کے خرچ پر زندگی گزارتے تھے۔ جدید سماج موجودہ پرولیتاری لوگوں کے خرچ پر زندگی گزار رہا ہے۔ مارکس نے سسماندی کے اس پرمعنی فقرہ پر خاص طور سے زور دیا ہے۔ سامراج معاملے کو کچھ بدل دیتا ہے۔ سامراجی ملکوں میں پرولیتاریہ کا خصوصی مراعات رکھنےوالا بالائی پرت جزوی طور سے غیر مہذب قوموں کے کروڑوں لوگوں کے خرچ پر زندگی گزارتا ہے۔

یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ سامراج جاں بلب سرمایہداری ہے جو عبور کرکے سوشلزم کی طرف آتی ہے: اجارہداری جو سرمایہداری سے پیدا ہوتی ہے اب مرتی ہوئی سرمایہداری ہے، اجارہداری، سرمایہداری سے سوشلزم میں عبور کی ابتدا ہے۔ سامراج کے ہاتھوں محنت کی زبردست اشتراک کاری (Socialisation) (جس کو سامراج کے مداح، بورژوا ماہرین معاشیات ''باھمی پیوستگی،، (interlocking) کہتے ہیں) سے یہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔

سامراج کی یہ تعریف پیش کرکے ہم پوری طرح کاؤتسکی سے تضاد مول لے لیتے ہیں جو سامراج کو ''سرمایہداری کی ایک منزل،، ماننے سے انکار کرتا ہے اور سامراج کی تعریف مالیاتی سرمایے کی ''ترجیح دی ہوئی،، پالیسی، ''زرعی ملکوں،، کو اپنا مقبوضہ بنانے کے ''صنعتی،، ملکوں کے رجحان کی حیثیت سے کرتا ہے۔*

---

* ''سامراج اعلی ترقی یافتہ صنعتی سرمایہداری کی پیداوار ہے۔ یہ مشتمل ہے ہر صنعتی سرمایہدار قوم کی اس کوشش پر کہ زیادہ سے زیادہ زرعی علاقوں کو اپنا ماتحت اور مقبوضہ بنائے، بلالحاظ اس کے کہ وہاں کون سی قومیں آباد ہیں،، (کاؤتسکی۔ ۱۱ ستمبر ۱۹۱۴ء کے «Die Neue Zeit» میں)۔

کاؤتسکی کی یہ تعریف نظریاتی نقطہ' نگاہ سے غلط ہے۔ سامراج کی خصوصیت صنعتی سرمایے کا نہیں بلکہ مالیاتی سرمایے کا تسلط ہے، نہ صرف زرعی ملکوں کو بلکہ ہر طرح کے ملکوں کو مقبوضہ بنانے کی کوشش ہے۔ کاؤتسکی سامراج کی سیاست کو اس کی معیشت سے جدا کر دیتا ہے، سیاست میں اجارہ داریت کو معیشت میں اجارہ داریت سے جدا کردیتا ہے تاکہ اپنی بھونڈی بورژوا اصلاح پرستی جیسے "تخفیف اسلحہ" اور "بالائے سامراج" اور اسی طرح کی لغویات کے لئے راستہ صاف کرلے۔ اس نظریاتی فریب کا سارا خیال اور مقصد یہ ہے کہ سامراج کے انتہائی گہرے تضادات پر پردہ ڈال دیا جائے اور اس طرح سامراج کے مداحوں، کھلے سماجی جارحانہ قوم پرستوں اور موقع پرستوں کے "اتحاد" کے نظریے کو بجا قرار دیا جائے۔

مارکس‌ازم سے کاؤتسکی کے اس اختلاف کے بارے میں ہم "سوشل ڈیموکریٹ" اور "کمیونسٹ" (۸۸) میں کافی کہہ چکے ہیں۔ کاؤتسکی کے ہمارے روسی چیلوں اور اکسیلروڈ اور اسپکٹیٹر کی قیادت میں انتظامیہ کمیٹی کے حامیوں نے جن میں مارتوف اور بڑی حد تک تروتسکی بھی شامل ہیں، رجحان کی حیثیت سے کاؤتسکی‌ازم کے بارے میں خاموشی کو ترجیح دی۔ کاؤتسکی نے جو کچھ جنگ کے زمانے میں لکھا ہے اس کی حمایت سے ڈرتے ہوئے وہ یا تو محض کاؤتسکی کی تعریف تک (اکسیلروڈ نے اپنے جرمن پمفلٹ میں، جس کو انتظامیہ کمیٹی نے روسی میں چھاپنے کا وعدہ کیا) یا کاؤتسکی کے نجی خطوط کا حوالہ دینے تک (اسپکٹیٹر) محدود رہے، جن میں وہ یقین دلاتا ہے کہ وہ حزب مخالف میں ہے اور ریاکاری کے ساتھ اپنے جارحانہ قوم پرست اعلانات کو کالعدم قرار دینے کی کوشش کرتا ہے۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ اپنے سامراج کے "تصور" میں — جو اس کی رنگ آمیزی کے برابر ہے — کاؤتسکی نہ صرف ہیلفرڈینگ کی کتاب "مالیاتی سرمایہ" کے مقابلے میں (اگرچہ اب ہیلفرڈینگ خود بڑے جوش کے ساتھ کاؤتسکی اور سماجی جارحانہ قوم پرستوں کے ساتھ "اتحاد" کی حمایت کرتا ہے!) بلکہ سماجی اعتدال پسند جان ہوبسن سے بھی آگے نکل گیا ہے۔ یہ انگریز ماہر معاشیات

جو مارکسسٹ ہونے کا ذرا بھی دعوی نہیں کرتا اپنی ۱۹۰۲ء کی تصنیف* میں کہیں زیادہ گہرائی سے سامراج کا جائزہ لیتا ھے اور اس کے تضادات کو بےنقاب کرتا ھے۔ یہ مصنف (اس کی تحریر میں کاؤتسکی کی تقریباً تمام ان کے مجہول پرست (pacifist) اور ''مصالحت،، کی لغویات دیکھی جا سکتی ھیں) سامراج کی طفیل خوری کے اھم سوال پر لکھتا ھے۔

ہوبسن کی رائے میں دو حالات ایسے تھے جنھوں نے پرانی سلطنتوں کی طاقت کو کمزور کیا: (۱) ''معاشی طفیل خوری،، اور (۲) ماتحت قوموں کے لوگوں میں سے افواج کی تشکیل۔ ''پہلی حالت معاشی طفیل خوری کا رواج ھے جس کی بنا پر حکمراں ملک اپنے صوبوں، نوآبادیوں اور ماتحت ملکوں کا اپنے حکمراں طبقے کو دولت مند بنانے اور اپنے نچلے طبقوں کو خریدنے کیلئے استعمال کرتا ھے تاکہ وہ پرسکون رھیں،،۔ دوسری حالت کے بارے میں ہوبسن لکھتا ھے:

''سامراج کی کوربینی کی عجیب علامات میں سے ایک،، (سامراجیوں کی ''کوربینی،، کے بارے میں یہ گیت سماجی اعتدال‌پسند ہوبسن کے منہ سے بمقابلہ ''مارکسسٹ،، کاؤتسکی کے زیادہ بجا معلوم ہوتا ھے) ''اس سخت بےپروائی کا اظہار ھے جس کے ساتھ برطانیہ عظمی، فرانس اور دوسری سامراجی قومیں یہ راستہ اختیار کر رھی ھیں۔ برطانیہ عظمی تو سب سے آگے چلا گیا ھے۔ زیادہ‌تر لڑائیاں جن کے ذریعہ ھم نے ہندستان کی سلطنت حاصل کی ھے وھاں کے دیسی لوگوں نے لڑی ھیں۔ ہندستان میں، پچھلے دنوں مصر کی طرح، بڑی مستقل فوجیں برطانوی کمانڈروں کے تحت ھیں۔ ھمارے افریقی مقبوضات سے تعلق رکھنے والی تقریباً ساری لڑائیاں، سوائے جنوبی حصے کے، ھمارے لئے دیسی لوگوں نے ھی لڑی ھیں،،۔

چین کی تقسیم کے امکانات کے بارے میں ہوبسن نے یہ معاشی اندازہ پیش کیا ھے ''اس وقت مغربی یورپ کا زیادہ تر حصہ وہ صورت اور کردار اختیار کر سکتا ھے جس کا اظہار جنوبی

*J. A. Hobson «Imperialism», London, 1902

انگلستان ، ریویرا (فرانس) ، اٹلی اور سوئٹزرلینڈ کے وہ حصے کرتے ھیں جہاں سب سے زیادہ سیاح آتے ھیں اور امیر لوگ رھتے ھیں یعنی ان امیروں کے چھوٹے گروہ جو دوردراز مشرق سے تجارتی منافع (dividends) اور پنشن پاتے ھیں۔ ان کے همراه پیشہ‌ور ملازمین اور تاجروں کا کافی بڑا گروہ اور ذاتی نوکروں اور ایسے مزدوروں کی بڑی تعداد ھوتی ھے جو نقل و حمل کے کاموں میں اور نیم‌تیار اشیاء کو تیاری کی منزلوں تک پہنچانے والی صنعت میں مصروف ھیں ۔ صنعتوں کی خاص شاخیں غائب ھوجاتی‌ھیں، کثیر مقدار غذائی سامان اور نیم تیار اشیاٗ ایشیا اور افریقه سے بطور خراج آتی ھیں ،، ۔ '' ھم نے مغربی ریاستوں کے ایک زیادہ بڑے اتحاد کے امکان تک کی پیشن گوئی کی ھے ، بڑی طاقتوں کے یورپی وفاق کی جو عالمی تہذیب کے مقصد کو آگے بڑھانے سے دور ، مغربی طفیل خوری کا زبردست خطرہ پیدا کر سکتا ھے : ترقی یافته صنعتی قوموں کا ایسے گروہ کو جنم دینا جن کے بالائی طبقے ایشیا اور افریقه سے بڑا خراج حاصل کرتے ھوں جس کے ذریعه وہ کثیر تعداد میں تابعدار منتظمین کا عمله رکھتے ھوں جو اب زراعت اور مصنوعات کی خاص صنعتوں میں مصروف‌کار نه ھو بلکه نئے مالیاتی امیر طبقے کے تحت ذاتی خدمات یا چھوٹے موٹے صنعتی کام انجام دیتا ھو ۔ وہ لوگ جو اس نظریے کو ،، (جیسے '' امکان ،، کہنا چاھئے تھا) '' ناقابل التفات سمجھتے ھوئے مذاق اڑاتے ھیں ، ان کو جنوبی انگلستان کے اضلاع کی موجودہ معاشی اور سماجی حالت کا جائزہ لینا چاھئے جو اس نوبت کو پہنچ چکے ھیں۔ اور ان کو ایسے سسٹم کی وسیع توسیع کے بارے میں سوچنا چاھئے جو اسی طرح کے سرمایه‌کاروں ، ''سرمایه لگانےوالوں ،، (رانتیے) ، ان کے سیاسی اور کاروباری افسروں کے معاشی کنٹرول کے تحت چین کے آجانے سے ھو سکتی ھے جو نفع کے امکانات کے ایسے زبردست خزانے سے حاصلات کرتے ھوں جس کا دنیا کو کبھی بھی علم نہیں تھا تاکه ان حاصلات کو یورپ میں استعمال کر سکیں ۔ صورت‌حال بہت پیچیدہ ھے ، دنیا کی طاقتوں کے کھیل کا اندازہ لگانا بہت مشکل ھے اس لئے مستقبل کے بارے میں کوئی غالب نتیجه اخذ کرنا ناممکن ھے ۔ لیکن مغربی یورپ کے سامراج پر جو اثرات آجکل حاوی ھیں

وہ اسی سمت جا رہے ہیں اور اگر اس کا جوابی اقدام نہ کیا گیا یا ان کا رخ نہ بدلا گیا تو وہ اسی منزل کی طرف جائیں گے،،۔

سماجی اعتدال پسند ہوبسن یہ نہیں دیکھتا کہ یہ ''جوابی اقدام،، صرف انقلابی پرولیتاریہ، صرف سماجی انقلاب کی صورت میں کر سکتا ہے۔ وہ تو ہے ہی سماجی اعتدال پسند! لیکن وہ ۱۹۰۲ء میں ہی ''ریاستہائے متحدہ یورپ،، کے سوال کی اہمیت کی بصارت رکھتا تھا (کاؤتسکی کے حامی تروتسکی کی اطلاع کے لئے!) اور ان سب باتوں پر اس نے روشنی ڈالی جنھیں مختلف ملکوں کے کاؤتسکی کے مکار حامی چھپا رہے ہیں یعنی یہ کہ موقع پرست (سماجی جارحانہ قوم پرست) سامراجی بورژوازی کے ساتھ ملکر ٹھیک اس سمت کام کر رہے ہیں تاکہ ایشیا اور افریقہ کے کاندھوں پر سامراجی یورپ کی تعمیر کریں، اور موقع پرست لوگ پیٹی بورژوا اور مزدور طبقے کے بعض پرتوں کے ایک ایسے حصے کی معروضی طور پر نمائندگی کرتے ہیں جو سامراجیوں کے نفع بالائے نفع کے ذریعہ خرید لیا گیا ہے اور سرمایہ‌داری کے پہرےداروں اور مزدور تحریک کو خراب کرنے والوں میں بدل دیا گیا ہے۔

اس معاشی اور بہت زیادہ گہرے رابطے کے بارے میں، جو سامراجی بورژوازی ہی کا مزدور تحریک میں فی‌الحال فتحیاب (آیا طویل مدت کیلئے؟) موقع پرستی سے ہے، ہم نے کئی بار نہ صرف اپنے مضامین میں بلکہ اپنی پارٹی کی قراردادوں میں بھی کہا ہے۔ برسبیل تذکرہ، یہیں سے ہم نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ سماجی جارحانہ قوم پرستوں سے قطع تعلق ناگزیر ہے۔ ہمارے کاؤتسکی کے حامیوں نے اس سوال سے کترا جانے کو ترجیح دی! مثلاً مارتوف نے اپنے لکچروں میں بھی باطل دلائل پیش کئے ہیں جن کا اظہار ''انتظامیہ کمیٹی کے بدیسی سکریٹریٹ کے خبرنامہ،، (شمارہ ۴، ۱۰ اپریل ۱۹۱۶ء) میں اس طرح کیا گیا ہے:

''... انقلابی سوشل ڈیموکریسی کی حالت بہت بری، بلکہ ناامیدی کی ہوتی اگر مزدوروں کے وہ گروپ جو عقل و فہم میں ''دانش‌وروں،، سے بہت زیادہ قریب ہو گئے ہیں اور اعلی ترین مہارت رکھتے ہیں مہلک طور پر اس سے نکل کر موقع پرستی کی طرف چلے جاتے،، ...

احمقانہ لفظ '' مہلک ،، اور کچھ '' تحریفوں ،، کے ذریعہ اس حقیقت سے روگردانی کی گئی ہے کہ مزدوروں کے بعض گروپ موقع پرستی اور سامراجی بورژوازی کی طرف جاچکے ہیں ! اور انتظامیہ کمیٹی کے سوفسطائیوں کو اسی واقعہ سے روگردانی کی ضرورت ہے ۔ وہ اس '' سرکاری رجائیت ،، تک محدود رہنا چاہتے ہیں جس کو اب کاؤتسکی کا حامی ہیلفرڈینگ اور بہت سے دوسرے اچھال رہے ہیں یعنی ان کا کہنا ہے کہ معروضی حالات پرولیتاریہ کی وحدت اور انقلابی رجحان کی فتح کے ضامن ہوتے ہیں ! ان کا کہنا ہے : ہم پرولیتاریہ کے لئے '' رجائیت پسند ،، ہیں !

اور حقیقت میں یہ سب کاؤتسکی کے حامی ، ہیلفرڈینگ ، انتظامیہ کمیٹی‌والے ، مارتوف اینڈ کمپنی رجائیت پسند ہیں موقع پرستی کے لئے ۔ یہ ہے سارا خلاصہ !

پرولیتاریہ سرمایہ‌داری کی کوکھ سے پیدا ہوا ہے ۔ عالمی سرمایہ‌داری سے اور صرف یورپی اور سامراجی سرمایہ‌داری سے نہیں ۔ عالمی پیمانے پر ، پچاس سال میں دیر یا سویر (اس پیمانے کے نقطۂ نظر سے یہ سوال جزوی ہے) '' پرولیتاریہ ،، بلاشبہ ایک '' ہوگا ،، اور اس میں انقلابی سوشل ڈیموکریسی کی فتح '' ناگزیر ،، ہے ۔ لیکن کاؤتسکی کے حامی حضرات ، سوال یہ نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ آپ اس وقت یورپ کے سامراجی ملکوں میں ان موقع پرستوں کی حاشیہ برداری کر رہے ہیں جو طبقے کی حیثیت سے پرولیتاریہ سے بیگانہ ہیں ، جو بورژوازی کے خادم ، ایجنٹ ، بورژوازی کے اثر کو رائج کرنے‌والے ہیں اور جن سے نجات پائے بغیر مزدور تحریک بورژوا مزدور تحریک رہےگی ۔ موقع پرستوں سے مثلاً لیگین ، ڈیوڈ ، پلیخانوف یا چھینکیلی اور پوتریسوف جیسے حضرات وغیرہ سے '' اتحاد ،، کیلئے آپ کی وکالت معروضی طور پر وکالت ہے مزدوروں کو سامراجی بورژوازی کا غلام بنانے کی ، مزدور تحریک میں اس کے بہترین ایجنٹوں کے ذریعہ ۔ عالمی پیمانے پر انقلابی سوشل ڈیموکریسی کی فتح قطعی ناگزیر ہے ، لیکن وہ بڑھ رہی ہے اور بڑھےگی صرف آپ کے خلاف اور آپ پر فتح ہوگی ۔

موجودہ مزدور تحریک میں ان دو رجحانوں بلکہ دو پارٹیوں کا پتہ جو ۱۹۱۴ — ۱۶ء میں ساری دنیا میں نمایاں طور پر الگ

ہو گئی تھیں ، اینگلس اور مارکس نے انگلستان میں دسیوں برسوں کے دوران کھوج کرکے تقریباً ۱۸۹۲ء— ۱۸۵۸ء میں لگایا تھا ۔

نہ تو مارکس اور نہ اینگلس عالمی سرمایہ‌داری کے سامراجی دور تک زندہ رہے جو ۱۹۰۰ء— ۱۸۹۸ء سے پہلے نہیں شروع ہوا تھا ۔ لیکن برطانیہ میں انیسویں صدی کے وسط سے ہی یہ خصوصیت رہی کہ اس نے سامراج کی کم از کم دو بڑی امتیازی خصوصیات نمایاں طور پر دکھائیں : (۱) لامحدود نوآبادیات اور (۲) اجارہ دارانہ منافع (عالمی منڈی میں اس کی اجارہ دارانہ حیثیت کی وجہ سے) ۔ ان دونوں صورتوں میں برطانیہ اس وقت سرمایہ‌دارانہ ملکوں کے درمیان استثنا تھا اور اینگلس نے مارکس کے ساتھ اس استثنا کا تجزیہ کرتے ہوئے برطانوی مزدور تحریک میں اس کا تعلق موقع پرستی کی فتح (عارضی) سے بہت ہی صاف اور قطعی طور پر دکھایا ۔

مارکس کو اپنے ۷ اکتوبر ۱۸۵۸ء کے خط میں اینگلس نے لکھا : ” برطانوی پرولیتاریہ واقعی زیادہ سے زیادہ بورژوا بنتا جا رہا ہے ، اس طرح کہ گویا یہ سب سے زیادہ بورژوا قوم حالات کو اس حد تک پہنچا دینا چاہتی ہے کہ بورژوازی کے ساتھ ساتھ بورژوا اشرافیہ اور بورژوا پرولیتاریہ بھی ہو ۔ ظاہر ہے کہ اس قوم کی طرف سے جو ساری دنیا کا استحصال کرتی ہے یہ ایک حد تک صحیح ثابت کیا جا سکتا ہے “ ۔ اپنے ۲۱ ستمبر ۱۸۷۲ء کے خط میں اینگلس نے زورگے کو اطلاع دی کہ ہیلز (Hales) نے انٹرنیشنل کی وفاقی کونسل میں بڑا ہنگامہ کیا اور مارکس کے خلاف ان الفاظ کیلئے ناراضی کا ووٹ منظور کرایا کہ ” برطانوی مزدور لیڈروں نے اپنے کو بیچ دیا ہے “ ۔ ۴ اگست ۱۸۷۴ء کو مارکس نے زورگے کو لکھا ” جہاں تک یہاں کے (برطانیہ میں) شہری مزدوروں کا تعلق ہے تو افسوس یہ ہے کہ لیڈروں کا سارا گروہ پارلیمنٹ میں نہیں چلا گیا ۔ ان پاجیوں سے نجات پانے کا سب سے یقینی راستہ یہی ہوتا ۔ “ اینگلس نے اپنے ۱۱ اگست ۱۸۸۱ء کے خط میں مارکس کو لکھا کہ ” برطانوی ٹریڈیونینیں بدترین ٹریڈیونینیں ہیں کیونکہ وہ بورژوازی کے زرخرید یا کم از کم اس سے پیسے پانے والے لوگوں کو اپنی رہنمائی کی اجازت دیتی ہیں “ ۔

اینگلس نے اپنے ۱۲ ستمبر ۱۸۸۲ء کے خط میں کاؤتسکی کو لکھا: ''آپ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ برطانوی مزدور نوآبادیاتی پالیسی کے بارے میں کیا سوچتے ہیں؟ وہی جو وہ عام طور پر سیاست کے بارے میں سوچتے ہیں۔ یہاں مزدور پارٹی نہیں ہے صرف کنسیرویٹیو اور لبرل ریڈیکل پارٹیاں ہیں اور مزدور بڑی خوشی سے ان کے ساتھ ملکر برطانیہ کی نوآبادیاتی اجارےداری اور عالمی منڈی پر اس کی اجارہ داری سے فائدہ اٹھاتے ہیں،،۔

اینگلس نے ۷ دسمبر ۱۸۸۹ء کو زورگے کو لکھا: ''سب سے زیادہ مکروہ بات یہاں (برطانیہ میں) بورژوا ''شرافت،، (respectability) ہے جو مزدوروں کے خون میں سمو گئی ہے... حتی کہ ٹوم مان جس کو میں سب سے اچھا سمجھتا ہوں بڑی پسندیدگی سے اس کا ذکر کرتا ہے کہ وہ لارڈ میئر کے ساتھ لنچ کھانے جائیگا۔ اور جب اس کا مقابلہ فرانسیسیوں سے کیا جاتا ہے تو سمجھ میں آتا ہے کہ آخر انقلاب کے معنی کیا ہیں۔،، ۱۹ اپریل ۱۸۹۰ء کے خط میں لکھا ہے: ''تحریک (برطانیہ میں مزدور طبقے کی) سطح کے نیچے آگے بڑھ رہی ہے، زیادہ سے زیادہ پرتوں پر حاوی ہو رہی ہے جن میں زیادہ حصہ ان کثیر تعداد لوگوں کا ہے جو ابھی تک جامد اور سب سے نچلے (اینگلس کے خط کشیدہ) تھے اور وہ دن اور نہیں ہے جب یہ کثیر تعداد لوگ خود اپنے کو پالیں گے، جب ان کے لئے یہ صاف ہوجائےگا کہ وہ خود زبردست اور متحرک اجتماع ہیں۔،، ۴ مارچ ۱۸۹۱ء کو اینگلس نے لکھا: ''ٹوٹی ہوئی گودی مزدوروں کی یونین کی ناکامی، ''پرانی،، قدامت پرست ٹریڈ یونینیں جو امیر ہیں اور اسی وجہ سے بزدل ہیں، لڑائی کے میدان میں تنہارہ جاتی ہیں،،۔ ۱۴ ستمبر ۱۸۹۱ء: نیوکسل کی ٹریڈیونین کانگریس میں پرانے یونین‌والے، آٹھ گھنٹے کے دن کے مخالف شکست کھا گئے'' اور بورژوا اخباروں نے بورژوا لیبر پارٹی کی شکست کو تسلیم کر لیا،، (ہر جگہ اینگلس نے الفاظ خط کشیدہ کئے ہیں)...

اینگلس کے یہ خیالات جن کو دسیوں سال دھرایا گیا، ان کا اظہار انھوں نے پبلک اور پریس میں بھی کیا۔ اس کا ثبوت ان کی تصنیف ''برطانیہ میں مزدور طبقے کی حالت،، کے دوسرے

ایڈیشن (۱۸۹۲ء) کے پیش لفظ سے ملتا ہے۔ یہاں انہوں نے ''مزدور طبقے میں اشرافیہ،،، ''محنت کشوں کی زبردست تعداد،، کے متضاد ''مراعات رکھنے والی مزدوروں کی اقلیت،، کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ مزدور طبقے کی محض ''ایک چھوٹی، مراعات رکھنے والی اور زیر حفاظت اقلیت،، کو ۶۸ — ۱۸۴۸ء میں برطانیہ کی خصوصی حقوق رکھنے والی پوزیشن سے ''طویل مدتی فائدہ،، تھا۔ ''کثیر تعداد لوگوں کے لئے زیادہ سے زیادہ قلیل مدت کیلئے حالات اچھے ہو جاتے تھے،، ... ''برطانیہ کی صنعتی اجارہ داری ختم ہو جانے سے برطانوی مزدور طبقے کی خصوصی مراعات کی پوزیشن ختم ہو جائے گی،، ... ''نئی،، یونینوں، غیر ہنرمند مزدوروں کی یونینوں کے ممبر ''ایک زبردست امتیاز رکھتے ہیں: ان کی نفسیات ایک اچھوتی زمین ہے جو ان ''شریفانہ،، بورژوا تعصبات کے ورثے سے بالکل پاک ہے جن کی وجہ سے خوش حال ''پرانے یونین والے،، گمراہ ہوتے ہیں،، ... برطانیہ میں ''مزدوروں کے نام نہاد نمائندے،، وہ لوگ ہیں ''جن کو مزدور طبقے کے ممبر ہونے پر معاف کر دیا جاتا ہے کیونکہ وہ خود اپنے مزدور ہونے کی خوبی کو اپنی اعتدال پسندی کے سمندر میں غرق کرنے کیلئے تیار رہتے ہیں ...،،

ہم نے جان بوجھکر مارکس اور اینگلس کے براہ راست بیانات سے خاصے تفصیلی اقتباسات پیش کئے ہیں تاکہ قارئین ان کو مجموعی طور پر پڑھ سکیں۔ ان کا مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے اور ان پر توجہ کے ساتھ سوچ بچار کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ مزدور تحریک میں اس طریقۂ کار کا مرکز ہیں جس کا مطالبہ سامراجی دور کے معروضی حالات کرتے ہیں۔

یہاں بھی کاؤتسکی نے ''پانی کو گدلا کرنے،، اور مارکس ازم کی جگہ موقع پرستی کے ساتھ میٹھی مصالحت کو دینے کی کوشش کی ہے۔ کھلے اور سادہ لوح سوشل سامراجیوں (لینچ کی قسم کے) سے بحث میں جو جرمنی کی طرف سے جنگ کو برطانیہ کی اجارہ داری ختم کرنے کی حیثیت سے بجا قرار دیتے ہیں، کاؤتسکی اس کھلے جھوٹ کی ایک اور کھلے جھوٹ کے ذریعہ ''تصحیح،، کرتا ہے۔ وہ ایک تلخ جھوٹ کی جگہ میٹھے جھوٹ کو رکھ

دیتا ہے ! وہ کہتا ہے کہ برطانیہ کی صنعتی اجارہ داری مدت ہوئے ٹوٹ چکی ہے ، مدت ہوئے برباد ہو چکی ہے اور اب کچھ برباد کرنے کو نہیں رہا ہے اور نہیں کیا جا سکتا ہے ۔

اس دلیل کا فریب کیا ہے ؟

اول ، یہ کہ اس میں برطانیہ کی نوآبادیاتی اجارہ‌داری کو نظرانداز کیا گیا ہے ۔ اور اینگلس نے ، جیسا کہ ہم نے دیکھا ، ۱۸۸۲ء میں ھی ، ۳۴ سال پہلے بہت صاف طور سے اجارہ‌داری کی طرف اشارہ کیا تھا ! اگر برطانیہ کی صنعتی اجارہ داری تباہ ہو چکی ہے ، تو نوآبادیاتی اجارہ داری نہ صرف باقی رہ گئی ہے بلکہ غیرمعمولی طور پر شدت اختیار کر گئی ہے کیونکہ سارا کرۂارض تقسیم ہو چکا ہے ! اپنے میٹھے جھوٹ کے ذریعہ کاؤتسکی یہ بورژوا امن پسند ، موقع پرست اور تنگ نظر خیال ٹھونستا ہے کہ ”لڑنے کو کچھ ہے ھی نہیں“۔ اس کے برعکس ، نہ صرف یہ کہ سرمایہ‌داروں کے پاس اڑنے کے لئے کچھ نہ کچھ ہے بلکہ ان کے لئے نہ لڑنا ناممکن ہے ، اگر وہ سرمایہ‌داری کو برقرار رکھنا چاھتے ھیں ، کیونکہ نوآبادیوں کی بزور تشدد تقسیم نو کے بغیر نئے سامراجی ملک وہ مراعات حاصل نہیں کر سکتے جن سے زیادہ پرانی (اور کم طاقتور) سامراجی طاقتیں مستفید ہو رہی تھیں ۔

دوسرے ، برطانیہ کی اجارہ‌داری کیوں برطانیہ میں موقع پرستی کی فتح (عارضی) کی وضاحت کرتی ہے ؟ اس لئے کہ اجارہ داری نفع بالائے نفع دیتی ہے یعنی ان سرمایہ‌دارانہ منافعوں سے اوپر نفع جو ساری دنیا میں عام اور معمولی ھیں ۔ اس نفع بالائے نفع سے سرمایہ‌دار ایک حصہ (اور وہ بھی چھوٹا نہیں !) اس پر صرف کر سکتے ھیں کہ اپنے مزدوروں کو خرید لیں ، ایک قسم کا اتحاد (یاد کیجئے برطانوی ٹریڈیونینوں کے اپنے مالکوں کے ساتھ وہ مشہور ”اتحاد“ ، جنکے بارے میں دونوں ویب نے لکھا ہے) بنا سکتے ھیں — کسی ایک قوم کے مزدوروں کا اپنے سرمایہ‌داروں کے ساتھ اتحاد باقی دوسرے ملکوں کے خلاف ۔ برطانیہ کی صنعتی اجارہ‌داری انیسویں صدی کے اختتام میں ھی برباد ہو گئی تھی ۔ یہ مسلمہ ہے ۔ لیکن یہ بربادی کیسے ہوئی ؟ کیا اس طرح کہ تمام اجارےداریاں غائب ہو گئیں ؟

اگر ایسا ہوتا تو کاؤتسکی کے مصالحت کا " نظریہ "، (موقع پرستوں کے ساتھ) ایک حد تک ٹھیک سمجھا جاتا ۔ لیکن اصل بات تو یہ ہے کہ ایسا نہیں ہے ۔ سامراج اجارہ دارانہ سرمایہ‌داری ہے ۔ ہر کارٹیل ، ٹرسٹ ، سینڈیکیٹ ، ہر بڑا بینک اجارہ‌داری ہے ۔ نفع بالائے نفع غائب نہیں ہوا ہے ، ابھی باقی ہے ۔ ایک خصوصی مراعات رکھنےوالے اور مالی لحاظ سے دولت مند ملک کے ہاتھوں باقی سارے ملکوں کا استحصال رہتا ہے اور شدت اختیار کر گیا ہے ۔ مٹھی بھر دولت مند ملک — یہ سب چار ہیں ، اگر خود مختار ، واقعی بہت بڑی اور " جدید "، دولت کی بات کی جائے : برطانیہ ، فرانس ، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور جرمنی — یہ مٹھی بھر ملک اجارہ‌داری کو لامحدود پیمانے تک بڑھا لے گئے ہیں اور اگر اربوں کا نہیں تو دسیوں کروڑوں کا نفع بالائے نفع کما رہے ہیں ، وہ دوسرے ملکوں کے کروڑوں لوگوں کی " پشت پر سوار "، ہیں ، خاص شان و شوکت والے ، خاص طور سے موٹے اور خاص آسانی سے حاصل ہونےوالے مال غنیمت کی تقسیم کیلئے آپس میں لڑ رہے ہیں ۔

یہ ہے سامراج کا ٹھیک معاشی اور سیاسی خلاصہ جس کے انتہائی گہرے تضادوں پر کاؤتسکی پردہ ڈالتا ہے ، ان کو ظاہر نہیں کرتا ۔

کسی " عظیم "، سامراجی طاقت کا بورژوازی " اپنے "، مزدوروں کی بالائی تہوں کو معاشی لحاظ سے خرید سکتا ہے ، اس کے لئے سالانہ کروڑوں فرانک خرچ کر سکتا ہے کیونکہ اس کا نفع بالائے نفع غالباً ارب کے قریب تک پہنچتا ہے ۔ اور اس بارے میں سوال کہ یہ حقیر بخشش مزدور وزیروں ، " مزدور نائبین "، (اس مفہوم کے اس لاجواب تجزیے کو یاد کیجئے جو اینگلس نے کیا ہے) ، جنگی صنعتوں کی کمیٹیوں (۹۰) کے مزدور ممبروں ، مزدور افسروں ، محدود ورکشاپوں والی یونینوں میں منظم مزدوروں اور ملازموں وغیرہ وغیرہ میں کس طرح تقسیم ہونی ہے ، یہ سوال تو دوسرے درجے کا ہے ۔

۱۸۴۸ — ۶۸ء کے دوران اور کچھ حد تک اس کے بعد صرف برطانیہ نے اجارہ‌داری سے فائدہ اٹھایا، اسی لئے وہاں دسیوں سال تک

موقع پرستی کا راج رہا ۔ دوسرے ملکوں کے پاس بہت زیادہ دولت‌مند نوآبادیات اور صنعتی اجارہ‌داری نہ تھی۔

انیسویں صدی کے آخری تہائی حصے میں نئے سامراجی دور کا عبور ہوا۔ نہ صرف ایک، بلکہ کئی (اگرچہ بہت زیادہ نہیں) عظیم طاقتوں کا مالیاتی سرمایہ اجارہ داری سے مستفید ہونے لگا۔ (جاپان اور روس میں فوجی طاقت، وسیع علاقوں، اقلیتی قوموں، چین وغیرہ کو لوٹنے کی خاص سہولت کی اجارہ‌داری دور حاضر کے نئے مالیاتی سرمایے کی اجارہ داری کی جزوی طور پر تکمیل کرتی ہے، جزوی طور پر اس کی جگہ لیتی ہے۔) اس فرق کا نتیجہ یہ ہے کہ برطانیہ کی اجارہ‌داری دسیوں سال تک مسلمہ رہ سکی۔ دور حاضر کے مالیاتی سرمایے کی اجارہ داری کا سخت مقابلہ کیا جا رہا ہے، سامراجی جنگوں کا دور شروع ہو گیا ہے۔ تب ایک ملک کے مزدور طبقے کو دسیوں سال کے لئے خریدا اور بگاڑا جا سکتا تھا۔ اب یہ ناقابل یقین حتی کہ ناممکن ہے لیکن پھر بھی ہر سامراجی "عظیم" طاقت "مزدور اشرافیہ" کی زیادہ چھوٹی (بمقابلہ ۱۸۴۸ء — ۶۸ میں برطانیہ کے) پرتوں کو خرید سکتی ہے اور خریدتی ہے۔ تب "بورژوا مزدور پارٹی"، اینگلس کے لاجواب اور گہرے بیان کے مطابق، صرف ایک ملک میں بن سکتی تھی کیونکہ صرف ایک ملک ہی اجارہ داری رکھتا تھا لیکن وہ طویل مدت کے لئے تھی۔ اب "بورژوا مزدور پارٹی" سارے سامراجی ملکوں کے لئے ناگزیر اور مثالی ہے لیکن مال غنیمت کی تقسیم کے لئے ان کی سخت جدوجہد کو دیکھتے ہوئے یہ ناقابل یقین معلوم ہوتا ہے کہ ایسی پارٹی زیادہ مدت کے لئے کئی ملکوں میں کامران رہ سکتی ہے۔ کیونکہ ٹرسٹ، مالیاتی اولیگارشی، گرانی وغیرہ مٹھی بھر چوٹی کے لوگوں کو رشوت خوری کی چھوٹ دیکر کثیر تعداد پرولیتاریہ اور نیم پرولیتاریہ کو زیادہ سے زیادہ زوروں سے دباتے، کچلتے، تباہ کرتے اور ظلم و ستم کا نشانہ بناتے ہیں۔

ایک طرف بورژوازی اور موقع پرستوں کا یہ رجحان ہے کہ مٹھی بھر بڑے امیر اور خصوصی حقوق رکھنے والی قوموں کو باقی انسانیت کے جسم کے لئے "ابدی"، طفیل خور جونک، نیگرو اور ہندستانیوں وغیرہ کے استحصال کے "کارناموں پر تکیہ"

کرنے والی بنا دیں جو ان کو جدید ترین عسکریت پرستی کے لاجواب تباہ کن ھتھیاروں کی مدد سے اپنا ماتحت بنائے رکھتی ھیں۔ دوسری طرف عوام کا رجحان ھے، جو پہلے سے زیادہ ظلم و ستم کا شکار ھیں اور جو سامراجی جنگوں کا پورا بوجھ برداشت کرتے ھیں، کہ وہ اس جوے کو اتار پھینکیں اور بورژوازی کا تختہ الٹ دیں۔ ان دو رجحانوں کے درمیان جدوجہد میں اب مزدور تحریک کی تاریخ کا ارتقا ناگزیر طور پر ھوگا۔ کیونکہ پہلا رجحان اتفاقی نہیں بلکہ معاشی ''بنیاد،، رکھتا ھے۔ تمام ملکوں میں بورژوازی نے اپنے لئے سماجی جارحانہ قوم پرستوں کی ''بورژوا مزدور پارٹیوں،، کو جنم دیا، ان کی پرورش اور ضمانت کی۔ باقاعدہ تشکیل شدہ پارٹی مثلاً اٹلی میں بیسولاتی کی پارٹی جو پوری طرح سوشل سامراجیوں کی پارٹی ھے اور مان لیجئے بوتریسوف، گووزدیف، بولکین، چھےایدزے اور اسکوبیلیف اینڈ کمپنی کی نیم نشکیل شدہ تقریباً پارٹی کے درمیان فرق کوئی بڑا نہیں ھے۔ اھم بات یہ ھے کہ مزدور اشرافیہ کے پرت کا معاشی طور پر بورژوازی کے ساتھ مل جانا پختہ اور مکمل ھو چکا ھے اور یہ معاشی حقیقت، طبقاتی تعلقات میں یہ تبدیلی، کسی نہ کسی صورت میں بلا کسی خاص ''مشکل،، کے سیاسی شکل اختیار کرےگی۔

متذکرۂ بالا معاشی بنیاد پر جدیدترین سرمایہ‌داری کے سیاسی اداروں -- پریس، پارلیمنٹ، انجمنوں اور کانگریسوں وغیرہ نے باادب، بےزبان، اصلاح پسند اور محب وطن دفتری ملازمین اور مزدوروں کے لئے معاشی مراعات اور بخششوں کے مطابق سیاسی مراعات اور بخششوں کی بنا ڈالی۔ وزارت یا جنگی صنعتی کمیٹی میں، پارلیمنٹ اور مختلف کمیشنوں میں، ''باوقار،، جائز اخباروں کے ادارتی عملوں یا ''بورژوازی کی فرماں بردار،، مزدور یونینوں کے دفتروں میں جو کسی طرح کم باوقار نہیں ھیں آمدنی اور آرام‌دہ جگہیں -- یہ ھیں وہ باتیں جن سے سامراجی بورژوازی ''بورژوا مزدور پارٹیوں،، کے نمائندوں اور حامیوں کو اپنی طرف کھینچتا ھے اور انعام دیتا ھے۔

سیاسی جمہوریت کی مشینری بھی اسی سمت کام کرتی ھے۔ ھمارے زمانے میں انتخابات کے بغیر کچھ نہیں کیا جا سکتا، بغیر

عوام کے گزارا نہیں ۔ اور کتابوں کی اشاعت اور پارلیمانیت کے دور میں عوام کو اپنے پیچھے لے چلنا ناممکن ہے خوشامد ، جھوٹ ، فریب ، فیشن ایبل اور مقبول عام الفاظوں کے کھیل کے وسیع پیمانے پر باقاعدہ منظم اور اچھی طرح لیس سسٹم کے بغیر ، مزدوروں سے ہر طرح کی اصلاحات اور ہر طرح کی بھلائی کے وعدے کئے بغیر ، بس وہ بورژوازی کا تختہ الٹنےوالی انقلابی جدوجہد سے انکار کر دیں ۔ میں تو اس کو لائڈ جارجیائی سسٹم کا نام دیتا ، '' بورژوا مزدور پارٹی ،، کے کلاسیکی ملک میں اس سسٹم کے ایک انتہائی پیش رو اور مشاق نمائندے ، برطانوی وزیر لائڈ جارج کے نام پر ۔ یہ اول درجے کا بورژوا جوڑ توڑ کرنے والا ، پرفن سیاست‌داں اور مقبول خوش بیان مقرر ہے جو سب کچھ بول سکتا ہے حتی کہ مزدور سامعین کے سامنے انتہائی انقلابی تقریریں بھی کرسکتا ہے اور سماجی اصلاحات (بیمہ وغیرہ) کی شکل میں فرماں‌بردار مزدوروں کے لئے اچھی بخشش حاصل کرسکتا ہے ۔ لائڈ جارج بورژوازی کی لاجواب خدمت کرتا ہے * اور ٹھیک مزدوروں کے درمیان اس کی خدمت کرتا ہے ، اور اس کے اثر کو ٹھیک پرولیتاریہ میں پہنچاتا ہے جہاں بورژوازی کے لئے عوام کو اخلاقی طور پر اپنا ماتحت بنانا سب سے ضروری اور سب سے مشکل ہے ۔

کیا ایک طرف لائڈ جارج اور دوسری طرف شیئدمان ، لیگین ، ہینڈرسن ، ہائنڈمان ، پلیخانوف ، ریناڈیل اینڈ کمپنی کے درمیان بہت بڑا فرق ہے ؟ آخرالذکر کے متعلق یہ کہا جا سکتا ہے کہ بعض پھر مارکس کے انقلابی سوشلزم کی طرف لوٹ آئیں گے ۔ یہ ممکن ہے ، لیکن اگر سوال کو اس کے سیاسی پہلو یعنی عام پہلو سے دیکھا جائے تو دونوں میں فرق بہت خفیف ہے ۔ موجودہ سماجی جارحانہ قوم پرست لیڈروں میں سے بعض افراد بھی پرولیتاریہ کی طرف

---

* تھوڑا عرصہ ہوا میں نے ایک انگریزی رسالے میں لائڈ جارج کے ایک سیاسی مخالف ٹوری پارٹی کے ممبر کا مضمون '' لائڈ جارج ایک ٹوری کے نقطۂ نظر سے ،، دیکھا ۔ اس مخالف کی آنکھیں جنگ نے کھول دیں اور اسے محسوس کرایا کہ یہ لائڈ جارج بورژوازی کا کیسا لاجواب فرماں‌بردار ہے ! ٹوریوں نے اس سے صلح کر لی !

لوٹ سکتے ھیں ۔ لیکن سماجی جارحانہ قوم پرست (یا دوسرے الفاظ میں) موقع پرست رجحان نہ تو غائب ھو سکتا ھے اور نہ انقلابی پرولیتاریہ کی جانب لوٹ سکتا ھے ۔ جہاں بھی مزدوروں میں مارکس‌ازم مقبول ھے وھاں " بورژوا مزدور پارٹی " کا یہ سیاسی رجحان مارکس کے نام کا کلمہ پڑھے گا ۔ اسے ایسا کرنے سے بالکل اسی طرح باز نہیں رکھا جا سکتا جس طرح کوئی تجارتی فرم کسی خاص لیبل ، نشان یا اشتہار استعمال کرنے سے نہیں روکی جا سکتی ۔ تاریخ کا ھمیشہ سے یہ دستور رہا ھے کہ انقلابی رھنماؤں کی موت کے بعد جو مظلوم طبقوں میں مقبول تھے ان کے دشمنوں نے ان کا نام غصب کرنے کی کوشش کی تاکہ مظلوم طبقوں کو دھوکہ دے سکیں ۔

حقیقت یہ ھے کہ تمام اھم سرمایہ‌دارانہ ملکوں میں " بورژوا مزدور پارٹیاں " بحیثیت ایک سیاسی مظہر قائم ھو چکی ھیں ۔ اگر ان پارٹیوں یا گروپوں ، رجحانوں وغیرہ کے خلاف تمام محاذ پر فیصلہ‌کن اور سخت جدوجہد نہیں کی گئی تو سامراج کے خلاف یا مارکس‌ازم کے لئے ، یا اشتراکی مزدور تحریک کی خاطر جدوجہد کے کوئی معنی نہیں ۔ روس میں چھے‌ایدزے کا گروپ ، " ناشے دیلو " اور " گولوس ترودا " (۹۱) اور بدیس میں انتظامیہ کمیٹی کے حامی ایسی پارٹی کی مختلف شکلوں کے علاوہ اور کچھ نہیں ھیں ۔ ایسا سوچنے کی کوئی بھی دلیل نہیں ھے کہ سماجی انقلاب سے پہلے یہ پارٹیاں غائب ھو جائیں‌گی ۔ اس کے برعکس انقلاب جتنا زیادہ نزدیک آئے گا ، جتنی زیادہ قوت سے اس کے شعلے بھڑکیں‌گے اور اس کے ارتقا میں جتنے زیادہ یکایک اور شدت سے عبور اور جستیں آئیں‌گی ، مزدور تحریک میں موقع پرستانہ پیٹی بورژوا دھارے کے خلاف انقلابی عوامی دھارے کی جدوجہد کا رول اتنا ھی زیادہ ھوگا ۔ کاؤتسکی‌ازم کوئی آزاد رجحان نہیں ھے اس لئے کہ اس کی جڑیں نہ تو عوام میں ھیں اور نہ مراعات پانے‌والے پرت میں جو غداری کرکے بورژوازی سے جا ملا ھے ۔ لیکن کاؤتسکی‌ازم سے خطرہ اس میں پوشیدہ ھے کہ وہ پرانا نظریہ استعمال کرکے پرولیتاریہ کا " بورژوا مزدور پارٹی " سے ملاپ کرانا چاھتا ھے ، وہ پرولیتاریہ کا اس پارٹی کے ساتھ اتحاد برقرار رکھنے کی کوشش کرتا ھے اور

اس طرح آخرالذکر کا وقار بڑھانا ہے ۔ عوام اب جانے پہچانے سماجی جارحانہ قوم پرستوں کے پیچھے پیچھے نہیں چلتے : انگلستان میں مزدوروں کے جلسے میں لائڈ جارج کی لولو بولی گئی ، ہائنڈسان کو پارٹی چھوڑنا پڑا ، ریناڈیل ، شیڈسان ، پوتریسوف اور گووزدیف جیسے حضرات کو پولیس کی محافظت لینا پڑتی ہے ۔ کاؤتسکی کے حامیوں کی جانب سے سماجی جارحانہ قوم پرستوں کی نقاب پوش مدافعت کہیں زیادہ خطرناک ہے ۔

کاؤتسکی‌ازم کی ایک سب سے زیادہ عام سوفسطائیت '' عوام ،، کا حوالہ دینا ہے ۔ اس کے حامی کہتے ہیں کہ ہم عوام سے اور عوام کی تنظیموں سے علحدہ ہونا نہیں چاہتے ! ذرا سوچیئے ، اینگلس نے اس سوال کو کس زاویے سے دیکھا تھا ۔ انیسویں صدی میں برطانوی ٹریڈ یونینوں کی '' عوامی تنظیمیں ،، بورژوا مزدور پارٹی کے ساتھ تھیں ۔ مارکس اور اینگلس نے اس بنیاد پر اس سے کوئی سمجھوتہ نہیں کیا بلکہ اس بات کو انھوں نے فاش کیا ۔ پہلے ، وہ یہ نہیں بھولے کہ ٹریڈیونین تنظیموں میں براہ راست پرولیتاریہ کی اقلیت شامل ہے ۔ اس وقت انگلستان میں ، جیسی کہ آج جرمنی کی حالت ہے ، پرولیتاریہ کا بیس فیصدی سے زیادہ حصہ منظم نہیں تھا ۔ کوئی شخص بھی سنجیدگی سے یہ خیال نہیں کر سکتا کہ سرمایہ‌داری میں پرولیتاریہ کی اکثریت کو منظم کیا جا سکتا ہے ۔ دوسرے — اور یہ خاص نکتہ ہے — سوال اتنا زیادہ تنظیم کی جسامت کا نہیں ہے جتنا کہ اس کی پالیسی کی حقیقی اور خارجی اہمیت کا : کیا اس کی پالیسی عوام کی نمائندگی کرتی ہے ، کیا وہ ان کی خدمت کرتی ہے ، یعنی کیا اس کا مقصد عوام کو سرمایہ‌داری سے نجات دلانا ہے یا پھر وہ اس اقلیت کی نمائندگی کرتی ہے جس نے سرمایہ‌داری سے سمجھوتہ کر لیا ہے ؟ آخرالذکر انگلستان کے لئے انیسویں صدی میں درست تھا اور آج یہ جرمنی وغیرہ کے لئے صحیح ہے ۔

اینگلس پرانی ٹریڈیونینوں کی '' بورژوا مزدور پارٹی ،، — مراعات پانے والی اقلیت اور '' نچلے ترین عوام ،، ، حقیقی اکثریت کے درمیان حدفاصل کھینچتا ہے اور آخرالذکر سے مخاطب ہوتا ہے جنھیں '' بورژوا شرافت ،، کی چھوت نہیں لگی ہے ۔ یہ ہے لب‌لباب مارکسی طریقۂ کار کا !

هم یا کوئی اور بھی حساب لگا کر یہ ٹھیک ٹھیک نہیں بتا سکتا کہ پرولیتاریہ کا کتنا حصہ سماجی جارحانہ قوم پرستوں اور موقع پرستوں کے ساتھ ہے اور ان کا ساتھ دے گا۔ یہ صرف جدوجہد ہی ظاہر کر سکتی ہے اور صرف اشتراکی انقلاب ہی اس کا صاف طور پر فیصلہ کرے گا۔ لیکن یہ ہم یقینی جانتے ہیں کہ سامراجی جنگ میں ''مادر وطن کے محافظ،، صرف ایک اقلیت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس لئے یہ ہمارا فرض ہے، اگر ہم اشتراکی رهنا چاهتے ہیں تو، ہم اصلی عوام میں مزید نیچے اور گہرے پہنچیں — موقع پرستی کے لڑنے کا پورا مطلب اور سالم مقصد یہی ہے۔ ہم اس حقیقت کا پردہ چاک کریں گے کہ موقع پرست اور سماجی جارحانہ قوم پرست دراصل عوام کے مفاد سے غداری کر رہے ہیں، اسے بیچ رہے ہیں، وہ مزدوروں کی اقلیت کی عارضی مراعتوں کی حفاظت کر رہے ہیں، وہ بورژوا خیالات اور اثرات کا ذریعہ ہیں، وہ درحقیقت بورژوازی کے اتحادی اور دلال ہیں — اس طرح ہم سامراجی جنگوں اور جنگوں کے سامراجی التواؤں کے تمام تر طویل اور تکلیف دہ نشیب و فراز کے دوران عوام کو اپنے سچے سیاسی مفادات کو سمجھنے اور اشتراکیت کے لئے اور انقلاب کے لئے جدوجہد کرنے کی تعلیم دیں گے۔

عالمی مزدور تحریک میں واحد مارکسی پالیسی یہ ہے کہ عوام کو موقع پرستی سے قطع تعلق کی ناگزیری اور اس کی ضرورت سمجھائی جائے، موقع پرستی کے خلاف شدید جدوجہد کر کے انہیں انقلابیت کی تعلیم دی جائے، جنگ کا تجربہ استعمال کر کے قومی اعتدال پسند مزدور سیاست کے پاجی پن کو چھپانے کے بجائے اسے فاش کیا جائے۔

هم اپنے دوسرے مضمون میں ان خاص خصوصیات کا خلاصہ کریں گے جو اس پالیسی کو کاؤتسکی ازم سے ممیز کرتی ہیں۔

اکتوبر ۱۹۱۶ء میں لکھا گیا اور دسمبر ۱۹۱۶ء میں ''سوشل ڈیمو کریٹ،، کے مجموعے میں شائع ہوا۔ دستخط: ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف، پانچواں روسی ایڈیشن، جلد ۳۰، صفحات ۱۶۳ — ۱۷۹۔

غداروں کو بورژوازی کیسے استعمال کرتا ہے

ہمارے ریڈیو اسٹیشن کارنروون (برطانیه) ، پیرس اور دوسرے یورپی مرکزوں سے بھیجے ہوئے لاسلکی پیامات پکڑتے رہتے ہیں۔ آج کل پیرس عالمی سامراجی گٹھ جوڑ کا مرکز بنا ہوا ہے ، چنانچہ اس کے لاسلکی پیامات اکثر خاص طور پر دلچسپ ہوتے ہیں۔ چند دن ہوئے ۱۳ ستمبر کو عالمی سامراج کے اس مرکز سے سرکاری ریڈیو اسٹیشن نے مشہور غدار اور دوسری انٹرنیشنل کے لیڈر کارل کاؤتسکی کی نئی بالشویک دشمن کتاب شائع ہونے کی خبر دی۔

لکھ پتی اور کروڑپتی اپنے سرکاری ریڈیو اسٹیشن بلاسبب کام میں نہیں لاتے۔ انہوں نے ضروری سمجھا کہ کاؤتسکی کی تازہ ترین مہم کا پرچار کیا جائے۔ بالشویزم کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے بچنے کے لئے انہیں ہر چیز کا سہارا لینے کی ضرورت ہے ، خواہ وہ تنکے کا سہارا ہو ، خواہ وہ کاؤتسکی کی کتاب کا۔ ہم تہہ‌دل سے فرانسیسی کروڑ پتی حضرات کا شکریہ ادا کرتے ہیں اس لئے کہ وہ بالشویزم کا پروپگنڈہ کرنے میں خوب مدد دے رہے ہیں ، اور کاؤتسکی کی بازاری اور گھٹیا بالشویزم دشمنی کو اچھال کر ہماری مدد کر رہے ہیں۔

آج ۱۸ ستمبر کو مجھے «Vorwärts» کا ۷ ستمبر کا شمارہ ملا ، یہ جرمن سماجی جارحانہ قوم پرستوں کا اور کارل لیبکنیخت اور روزا لکسمبرگ کے قاتلوں کا اخبار ہے۔ اس میں کاؤتسکی کی نئی کتاب (”دہشت پسندی اور کمیونزم“) پر فریڈرخ اشٹامپفیر کا لکھا ہوا مضمون ہے جس میں کتاب کے کافی اقتباسات نقل کئے گئے ہیں۔ جب ہم اشٹامپفیر کے مضمون کا پیرس کے نشریے سے مقابلہ کرتے ہیں تو صاف نظر آتا ہے کہ آخرالذکر اول الذکر پر مبنی

ہے۔ جو لوگ کاؤتسکی کی کتاب کی تعریف کے پل باندھ رہے ہیں، یہ شیئڈمان اور نو سکے حضرات، جرمن بورژوازی کے محافظ اور جرمن کمیونسٹوں کے قاتل ہیں، یہ وہ اشخاص ہیں جو بین الاقوامی کمیونزم کے خلاف لڑنے کے لئے اتحاد ثلاثہ کے سامراجیوں سے جاملے ہیں! یہ کتنا روح افزا منظر ہے! لیکن جب میں نے (اپنی کتاب ''پرولیتاری انقلاب اور غدار کاؤتسکی،، میں) کاؤتسکی کو بورژوازی کے کاسہ‌لیس کے نام سے پکارا تو ہمارے مینشویکوں کو، جو برن (غدار) انٹرنیشنل (۹۲) کے مثالی نمائندے ہیں، اپنی برهمی کا اظہار کرنے کے لئے کافی سخت الفاظ نہیں ملے۔

حضرات، آپ کی برهمی سر آنکھوں پر، لیکن یہ ایک حقیقت ہے! «Vorwärts» کے شیئڈمان اور اتحاد ثلاثہ کے کروڑپتی جب کاؤتسکی کی تعریف کرتے ہیں اور عالمی بالشویزم کے خلاف اپنی جدوجہد میں اس کو بطور ہتیار استعمال کرتے ہیں تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ ان کا میرے ساتھ سازباز ہے۔ بورژوازی کے تعلق سے کاؤتسکی — خواہ وہ محسوس نہیں کرے یا اسے نہیں چاہے — ٹھیک ٹھیک وہی ثابت ہوا جیسا کہ میں نے اسے بیان کیا تھا۔

بالشویکوں کے خلاف اس کے بعض الزامات کی ''کهن گرج،، ثابت کرتی ہے کہ کاؤتسکی سوشلزم اور انقلاب سے اپنے انحراف میں، جو مارکس‌ازم کی آڑ لیتا ہے، کتنی دور نکل چکا ہے۔

اشٹامپفیر لکھتا ہے: ''کاؤتسکی تفصیل سے بتاتا ہے کہ ہمیشہ آخر میں بالشویک اپنے مسلمہ مقاصد کے بالکل برعکس کرتے ہیں — وہ سزائے موت کے خلاف تھے لیکن اب بڑے پیمانے پر لوگوں کو گولی کا نشانہ بنا رہے ہیں ...،،

اول، یہ کہنا سفید جھوٹ ہے کہ بالشویک انقلاب کے دوران سزائے موت کے خلاف تھے۔ ۱۹۰۳ء میں پارٹی کی دوسری کانگریس میں جب بالشویزم پہلی بار ابھرا تھا تو پارٹی پروگرام مرتب کرتے وقت کسی نے یہ تجویز کی کہ پروگرام کا ایک مطالبہ سزائے موت کی منسوخی ہو۔ لفظ‌بہ‌لفظ رپورٹ میں یہ درج ہے کہ اس تجویز پر ایک طنزیہ سوال کیا گیا — ''نکولائی دوئم کے لئے بھی؟،، ۱۹۰۳ء میں مینشویکوں تک کو زار کے خلاف سزائے موت منسوخ کرنے کی تجویز پر رائے شماری کا مطالبہ کرنے کی ہمت

نہیں ہوئی۔ ۱۹۱۷ء میں جب کیرینسکی کی حکومت تھی تو ہم نے ''پراودا،، میں لکھا تھا کہ کوئی بھی انقلابی حکومت سزائے موت دینے سے بری نہیں ہو سکتی۔ سوال یہ ہے کہ ایک مخصوص حکومت کس طبقے کے خلاف اسے استعمال کرتی ہے۔ کاؤتسکی انقلاب سے اتنا زیادہ دور ہو چکا ہے اور بازاری موقع پرستی کی دلدل میں اتنا گہرا پھنس چکا ہے کہ وہ یہ بات سمجھنے سے قاصر ہے کہ اپنی فتحیابی سے بہت پہلے ایک انقلابی پارٹی انقلاب دشمنوں کے خلاف سزائے موت کا اصول علی الاعلان تسلیم کر چکی ہے۔ '' ایماندار،، کاؤتسکی چونکہ ایک ایماندار آدمی اور ایک ایماندار موقع پرست ہے اس لئے اپنے مخالفوں کے متعلق بالکل بےشرمی سے غلط بیانیوں سے کام لیتا ہے۔

دوسرے، کوئی بھی شخص جسے انقلاب کی معمولی سی بھی سوجھ بوجھ ہے وہ یہ سمجھ سکتا ہے کہ یہاں ہم عموماً انقلاب سے نہیں بلکہ ایک ایسے خاص انقلاب سے بحث کر رہے ہیں جو سامراج کے ہاتھوں لوگوں کے زبردست قتل عام کی بدولت ترقی کر رہا ہے۔ کیا کوئی پرولیتاری انقلاب کے بارے میں جسے ایسی جنگ نے پیدا کیا ہے، یہ سوچ سکتا ہے کہ وہ انقلاب دشمنوں کی سازشوں، اور زمیندار اور سرمایہ‌دار طبقوں سے تعلق رکھنےوالے ہزارہا فوجی افسروں کے حملوں سے آزاد ہوگا؟ کیا کوئی مزدور طبقے کی انقلابی پارٹی کے بارے میں یہ تصور کر سکتا ہے کہ وہ انتہائی سفاکانہ خانہ جنگی کے وقت ایسے حملوں کی سزائےموت مقرر نہیں کرےگی جب کہ بورژوازی مزدوروں کی حکومت کا تختہ الٹنے کے لئے بیرونی فوجیں لانے کی سازش کر رہا ہے؟ ان سوالات کا جواب، سوائے لاعلاج اور مضحکہ‌خیز بقراطوں کے ہر شخص منفی میں دےگا۔ کاؤتسکی پہلے کی طرح معاملات کو ان کے ٹھوس تاریخی حالات میں دیکھنے کا اب اہل نہیں رہا۔

تیسرے، اگر کاؤتسکی تجزیہ کرنے کے قابل نہیں اور بالشویکوں کے متعلق جھوٹ لکھتا ہے، اگر وہ چار سال کی جنگ سے پیدا ہونے والے انقلاب کی نمایاں خصوصیات کے مسئلہ کو نہیں سمجھ سکتا یا اسے پیش بھی نہیں کر پاتا تو وہ کم‌ازکم اپنے گرد و پیش پر گہری نظر تو ڈال سکتا ہے۔ جرمنی کی

جمہوری ریپلک میں فوجی افسروں کے ہاتھوں کارل لیبکنیخت اور روزا لکسمبرگ کا قتل کیا معنی رکھتا ہے؟ ان افسروں کے جیل سے فرار ہونے سے کیا ثابت ہوتا ہے جنہیں گستاخانہ طور پر نرم سزائیں دی گئی تھیں؟ کاؤتسکی صاحب اور ان کی پوری کی پوری ''آزاد،، پارٹی (پرولیتاریہ سے آزاد لیکن پیٹی بورژوا تعصبات کی غلام) ان سوالات سے گریز کرتی ہے اور ٹسوے بہاتے ہوئے مذمت پر اور ٹٹ پونجیاپن کی آہ و بکا پر اتر آتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ دنیا بھر کے تمام انقلابی مزدور کاؤتسکی، لونگے، میکڈانلڈ اور توراتی جیسے حضرات زیادہ سے زیادہ دور ہٹتے جا رہے ہیں اور کمیونسٹوں کی صفوں میں شامل ہو رہے ہیں، اس لئے کہ انقلابی پرولیتاریہ کو معذور ''مذمت،، کی نہیں بلکہ انقلاب دشمنی پر فتح کی ضرورت ہے۔

چوتھے، کاؤتسکی کی کتاب میں بنیادی سوال صریحاً ''دہشت پسندی،، ہے۔ یہ کتاب کے نام سے ظاہر ہوتا ہے اور اشتامپفیر کے اس جملے سے بھی کہ... ''کاؤتسکی جب یہ دعوی کرتا ہے کہ کمیون کا بنیادی اصول دہشت پسندی نہیں بلکہ عام حق رائے دہندگی تھا تو وہ بالکل حق بجانب ہے،،۔ اپنی کتاب ''پرولیتاری انقلاب اور غدار کاؤتسکی،، میں میں نے یہ ثابت کرنے کے لئے کافی واقعات گنائے ہیں کہ ''بنیادی اصول،، کی بات کرنا مارکس‌ازم کو منہ چڑانا ہے۔ یہاں میرا مقصد بالکل مختلف ہے۔ یہ دکھانے کے لئے کہ ''دہشت پسندی،، کے موضوع پر کاؤتسکی کی تحقیقات کتنی قیمتی ہیں، کس طبقے کی وہ خدمت کرتی ہیں میں ایک اعتدال پسند مصنف کا ایک چھوٹا سا مضمون من وعن یہاں پیش کرتا ہوں۔ یہ خط کی شکل میں ''نئی ریپبلک،، میں («The New Republic») ۲۵ جون ۱۹۱۹ء کو شائع ہوا تھا جو ایک لبرل امریکی رسالہ ہے اور عام طور پر پیٹی بورژوا نقطۂ نظر کا اظہار کرتا ہے۔ بایں ہمہ، یہ رسالہ اس لحاظ سے کاؤتسکی جیسے حضرات کی تحریروں سے بہتر ہے کہ اس میں یہ نقطۂ نظر انقلابی اشتراکیت یا مارکس‌ازم کی طرح پیش نہیں کیا گیا ہے۔

یہ ہے اس خط کی پوری عبارت:

مانیرھیئم اور کولچاک

جناب والا ، اتحادی حکومتوں نے روس کی سوویت حکومت کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے ، اس لئے کہ جیسا وہ کہتی ھیں :

(۱) سوویت حکومت جرمنی کی حامی ہے یا تھی۔

(۲) سوویت حکومت کی بنیاد دہشت پسندی پر قائم ہے۔

(۳) سوویت حکومت غیر جمہوری ہے اور وہ روسی عوام کی نمائندگی نہیں کرتی۔

اسی اثنا میں عرصہ ھوا اتحادی حکومتیں فنلینڈ کی سفید محافظوں کی حکومت کو تسلیم کر چکی ھیں جہاں جنرل مانیرھیئم کی آمریت ہے اگرچہ یہ عیاں ہے کہ :

(۱) جرمن فوج نے فنلینڈ کی اشتراکی ریبلک کو کچلنے میں سفید محافظوں کو مدد دی اور جنرل مانیرھیئم نے قیصر کے نام ہمدردی اور تعظیم کے متعدد تار بھیجے۔ اسی زمانے میں سوویت حکومت روسی محاذ پر فوجوں میں پروپیگنڈہ کرکے جرمن حکومت کی جڑیں کمزور کرنے میں مصروف رھی۔ فنلینڈ کی حکومت روسی حکومت کے مقابلے میں کہیں زیادہ جرمنوں کی حامی ہے۔

(۲) فنلینڈ کی موجودہ حکومت نے اقتدار حاصل کرنے کے بعد چند دن کے اندر بڑی بے رحمی سے پرانی اشتراکی ریبلک کے ۱۶۷۰۰ ممبروں کو قتل کر ڈالا اور ان کے علاوہ ۷۰ ہزار لوگوں کو نظر بند کیمپوں میں ڈال دیا۔ جہاں تک روس کا تعلق ہے تو ایک سال میں ، جو یکم نومبر ۱۹۱۸ء کو ختم ھوا ، سرکاری اعلانات کے مطابق ۳۸۰۰ لوگوں کو سزائے موت دی گئی جن میں بہت سے رشوت خور سوویت عہدیدار اور انقلاب دشمن تھے۔ فنلینڈ کی حکومت روسی حکومت کے مقابلے میں کہیں زیادہ دہشت پسند ہے۔

(۳) تقریباً ۹۰ ہزار اشتراکیوں کو قتل کرنے اور گرفتار کرنے کے بعد اور ان کے علاوہ لگ بھگ ۵۰ ہزار لوگوں کو سرحد پار کرکے روس میں داخل ھونے پر مجبور کرنے کے بعد (فنلینڈ چھوٹا سا ملک ہے جہاں ووٹ دینے والوں کی تعداد صرف تقریباً ۴ لاکھ ہے) سفید محافظوں کی حکومت نے انتخابات کرنا کافی محفوظ

سمجھا۔ تمام احتیاط کے باوجود اشتراکیوں کی اکثریت منتخب کی گئی لیکن جنرل مانیرھیئم نے، اتحادیوں کی طرح ولادیوستوک میں انتخابات کے بعد، ایک اشتراکی ممبر کو بھی پارلیمنٹ میں بیٹھنے کی اجازت نہیں دی۔ اس کے مقابلے میں سوویت حکومت نے ان تمام لوگوں کو ووٹ دینے سے محروم کیا جو روزی کے لئے مفید کام نہیں کرتے۔ فنلینڈ کی حکومت روسی حکومت کے مقابلے میں بہت کم جمہوری ہے۔

اومسک شہر میں جمہوریت اور نئے نظام کے اس عظیم نقیب امیرالبحر کولچاک کے سلسلے میں بھی یہی کہانی دہرائی جا رہی ہے جس کی حمایت اتحادیوں کی حکومتیں کر رہی ہیں، مادی امداد دے رہی ہیں اور سرکاری طور پر تسلیم کرنےوالی ہیں۔

اس طرح سوویتوں کو تسلیم نہ کرنے کی اتحادیوں کی ہر دلیل کا مانیرھیئم اور کولچاک پر زیادہ شدت اور ایمانداری سے اطلاق ہو سکتا ہے۔ اس کے باوجود ان دونوں کو تسلیم کر لیا گیا ہے اور فاقہ‌زدہ روس کی ناکہ‌بندی مزید سخت کی جا رہی ہے۔

واشنگٹن، ڈی۔ سی

اسٹوارٹ چیئز

یہ خط جسے ایک بورژوا اعتدال پسند نے لکھا ہے کاؤتسکیوں، مارتوفوں، چیرنوفوں، برانٹنگوں اور غدار برن انٹرنیشنل کے دوسرے سورماؤں کے پاجی‌پن اور اشتراکیت سے ان کی غداری کا اچھی طرح پردہ چاک کرتا ہے۔

اس لئے کہ سب سے پہلے، کاؤتسکی اور یہ سب سورما سوویت یونین میں دہشت پسندی اور جمہوریت کے سوال پر جھوٹ بولتے ہیں۔ دوسرے، وہ حالات کے ارتقا کا طبقاتی جدوجہد کے نقطۂنظر سے اندازہ نہیں لگاتے جو عالمی پیمانے پر اور شدید ترین شکل میں خارجی طور پر بڑھ رہی ہے۔ وہ اسے پیٹی بورژوا اور گھٹیا ذہن رکھنےوالے کے نقطۂنظر سے دیکھتے ہیں کہ گویا بورژوا جمہوریت اور سرمایہ‌داری کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے، گویا دنیا میں سفید محافظ نہیں ہیں، گویا عالمی بورژوازی ان کی مدد نہیں کر رہا ہے وغیرہ۔ تیسرے، اگر اس خط کا کاؤتسکی اور

ان کے ٹولے کی تحریروں سے مقابلہ کیا جائے تو بخوبی ثابت ہو جائےگا کہ کاؤتسکی کا رویہ خارجی طور پر بورژوازی کی چاپلوسی ہے۔

عالمی بورژوازی سوویت اقتدار کا گلا گھونٹنے کےلئے سانیرہیئموں اور کولچاکوں کی حمایت کر رہا ہے اور جعلی الزام یہ تراشتا ہے کہ سوویت اقتدار دہشت‌پسند اور غیرجمہوری ہے۔ یہ ہے حقیقت۔ اور کاؤتسکی، مارتوف، چیرنوف اور ان کی قماش کے لوگ دہشت‌پسندی اور جمہوریت کے سوالات پر بورژوازی کی بس ہم‌نوائی کر رہے ہیں۔ اور عالمی بورژوازی اس سے فائدہ اٹھا کر مزدوروں کو دھوکہ دے رہا ہے اور مزدور انقلاب کا گلا گھونٹ رہا ہے۔ یہ ''اشتراکی،، جو ''خلوص کے ساتھ،، ایسی ہم‌نوائی کرتے ہیں (یعنی اپنی موٹی عقل کے سبب) ان کی ذاتی ایمانداری سے خارجی طور پر ان کے رول میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ''ایماندار موقع‌پرست،، کاؤتسکی، مارتوف، لونگے اور ان کا ٹولہ (بےمثال تھالی کے بینگن ہونے کی وجہ سے) ''ایماندار،، انقلاب دشمن ہو گیا ہے۔

یہ ہے جیتی جاگتی حقیقت۔

ایک اعتدال پسند امریکی یہ محسوس کرتا ہے — اس لئے نہیں کہ وہ اس کےلئے نظریاتی لحاظ سے لیس ہے بلکہ محض اس وجہ سے کہ عالمی پیمانے پر وہ واقعات کے ارتقا کا کافی وسعت نظری سے اور توجہ کے ساتھ مشاہدہ کرتا ہے — کہ تمام دنیا کے بورژوازی نے انقلابی پرولیتاریہ کے خلاف خانہ جنگی منظم کی ہے اور اسے وہ چلا رہا ہے — چنانچہ روس میں کولچاک اور دنیکن کی، فنلینڈ میں مانیرہیئم کی، قفقاز میں بورژوازی کے کاسہ‌لیس جارجیائی مینشویکوں کی، پولینڈ میں پولستانی سامراجیوں اور کیرینسکی جیسے پولستانی حضرات کی، جرمنی میں شیئدمانوں کی اور ہنگری میں انقلاب دشمنوں (مینشویکوں اور سرمایہ‌داروں) کی عالمی بورژوازی حمایت کر رہا ہے۔

لیکن کاؤتسکی جو ایک کہنہ رجعت پرست ٹٹ‌پونجیہ بن چکا ہے خانہ جنگی کے متعلق خطرات اور تباہ کاریوں پر ٹسوے بہائے چلا جاتا ہے! اس میں انقلابی سوجھ بوجھ اور تاریخی حقیقت پسندی ذرہ برابر بھی نہیں رہی۔ (آخر کار کاؤتسکی کےلئے ضروری ہے

کہ وہ سامراجی جنگ کی خانہ جنگی میں تبدیلی کی ناگزیری کو سمجھے) اس سے بورژوازی کو اعانت ملتی ہے، اس کے ہاتھ مضبوط ہوتے ہیں، اور اس خانہ‌جنگی میں جو اس وقت ہورہی ہے یا جس کی تمام دنیا میں صریحاً تیار کی جا رہی ہے اس میں کاؤتسکی درحقیقت بورژوازی کے کیمپ میں ہے۔

اس کا خانہ‌جنگی کے بارے میں چیخنا چلانا، آہیں بھرنا، آنسو بہانا اور دورے پڑنا دراصل نظریہ‌داں کی حیثیت سے اپنی شرمناک ناکامی پر پردہ ڈالنا ہے۔ اس لئے کہ بالشویک صحیح ثابت ہوئے۔ ۱۹۱۴ء کی خزاں میں انھوں نے دنیا سے کہا تھا کہ سامراجی جنگ خانہ جنگی میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس پر ہر رنگ کے رجعت پرستوں نے غصے کا اظہار کیا یا وہ ہنسے۔ لیکن بالشویک ٹھیک تھے۔ اپنی مکمل ناکامی ، حماقت اور کوتاہ نظری کو چھپانے کے واسطے رجعت پرستوں کے لئے خانہ جنگی کی ہولناکیاں دکھا دکھا کر پیٹی بورژوازی کو ڈرانا ضروری ہے۔ کاؤتسکی ایک سیاستداں کی حیثیت سے بالکل یہی خدمت انجام دے رہا ہے۔

حماقت کی حدود سے وہ کتنا تجاوز کر چکا ہے اس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے۔ عالمی انقلاب کی امید نہیں ہے — کاؤتسکی دعوی کرتا ہے۔ آپ جانتے ہیں اس کی دلیل کیا ہے؟ روس کے نمونے پر یورپ میں انقلاب کا مطلب ''تمام دنیا میں پوری ایک نسل کی زندگی تک خانہ جنگی پھیلانا (Entfesselung) ہے''۔ اور یہ صرف حقیقی طبقاتی جدوجہد پھیلانا نہیں بلکہ ''پرولیتاریہ کے درمیان کشت و خون کی جنگ'' بھی چھیڑنا ہے۔ جن الفاظ کے نیچے لکیر کھنچی ہے وہ کاؤتسکی کے ہیں اور ظاہر ہے کہ اشٹامپفیر نے انہیں سراہتے ہوئے نقل کیا ہے۔

جی ہاں، شیئدمان کے غنڈے اور جلاد آخر کیوں ان الفاظ کو نہ سراہیں! یہ رہا آپ کا ایک ''اشتراکی'' لیڈر جو عوام کو انقلاب کے ہوا سے ڈرا رہا ہے اور ڈرا کر انہیں انقلاب سے دور بھگا رہا ہے! حیرت کا مقام ہے کہ کاؤتسکی نے ایک چیز نظرانداز کر دی: تقریباً دو برس سے مطلق‌کل اتحاد ثلاثہ روس کے خلاف لڑ رہا ہے اور نتیجے میں اپنے ملکوں میں انقلاب بھڑکا رہا ہے۔ اگر انقلاب اب بھی شروع ہوجائے خواہ وہ صرف مصالحت کے دور

میں ھی کیوں نہ ھو اور اتحاد ثلاثہ کی ایک یا دو ھی عظیم طاقتوں میں شروع ھو تو اس سے روس میں خانہ جنگی فوراً بند ھوجائےگی اور نوآبادیات میں فوراً کروڑوں لوگ آزاد ھوجائیں‌گے جہاں غم و غصہ نقطۂ عروج کو پہنچ گیا ھے اور جس کا سدباب یورپی طاقتوں کے تشدد کے ذریعہ کیا جا رھا ھے۔

تمام سامراجی جنگ کے دوران اپنی غلامانہ ذھنیت کی بدبو پھیلانے کے علاوہ اب کاؤتسکی کے اعمال کا دوسرا منشا ظاھر ھو رھا ھے — وہ روس میں طویل خانہ جنگی سے خائف ھے۔ اور یہ خوف اسے یہ دیکھنے سے روکتا ھے کہ تمام دنیا کا بورژوازی روس کے خلاف لڑ رھا ھے۔ یورپی عظیم طاقتوں میں سے ایک یا دو میں انقلاب عالمی بورژوازی کی حکمرانی کی بری طرح جڑیں کھوکھلی کر دےگا، اس کے اقتدار کی بنیادیں منہدم کردےگا اور اس سرزمین پر کہیں بھی اسے پناہ نہیں لینے دےگا۔

روس کے انقلابی پرولیتاریہ کے خلاف عالمی بورژوازی کی دو سالہ جنگ درحقیقت ھر جگہ انقلابیوں کی ھمت افزائی کر رھی ھے اس لئے کہ اس سے ثابت ھوتا ھے کہ بین‌الاقوامی پیمانے پر فتح و نصرت بہت نزدیک ھے اور آسان ھے۔

جہاں تک ''پرولیتاریہ کے درمیان،، خانہ جنگی کا تعلق ھے تو اس کی تائید میں دلیلیں ھم چیرنوف اور مارتوف جیسے حضرات سے بھی سن چکے ھیں۔ ان دلیلوں کی سراسر بےایمانی کا اندازہ لگانے کےلئے ھم ایک مثال پیش کرتے ھیں۔ عظیم انقلاب فرانس کے وقت کسانوں کا ایک حصہ، ویندی کے کسان، ریپبلک کے خلاف بادشاہ کی حمایت میں لڑے۔ جون ۱۸۴۸ء میں اور مئی ۱۸۷۱ء میں مزدوروں کا ایک حصہ کیونیاک اور گالی‌فے کی فوجوں میں شامل تھا اور یہ وھی فوجیں تھیں جنھوں نے انقلاب کا گلا گھونٹا۔ اس شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ھوگی جس کی دلیل یہ ھو: مجھے ''فرانس میں ۱۷۹۲ء میں کسانوں کے درمیان،، اور ''۱۸۴۸ء اور ۱۸۷۱ء میں مزدوروں کے درمیان خانہ‌جنگی،، پر پشیمانی ھے۔ آپ یہ کہنے پر مجبور ھوں‌گے کہ یہ شخص ریاکار ھے اور رجعت پرستی، بادشاھت اور کیونیاک جیسے لوگوں کا محافظ ھے۔

اور آپ بالکل صحیح ہوں گے۔

آج صرف نرا احمق ہی یہ سمجھنے سے قاصر رہ سکتا ہے کہ روس میں جو ہو رہا ہے (اور جس کی باقی دنیا میں ابتدا ہو رہی ہے یا جو پک رہا ہے) وہ بورژوازی کے خلاف پرولیتاریہ کی خانہ‌جنگی ہے۔ ایسا کبھی نہیں ہوا، اور کبھی ہو بھی نہیں سکتا کہ طبقاتی جدوجہد میں ترقی یافتہ طبقے کے ایک حصے نے رجعت پرست قوتوں کا ساتھ نہ دیا ہو۔ اس کا اطلاق خانہ‌جنگی پر بھی ہوتا ہے۔ قلیل یا طویل عرصے تک پچھڑے ہوئے مزدور ظاہر ہے کہ بورژوازی کی مدد کریں گے۔ لیکن صرف بدمعاش ہی بورژوازی کے حق میں اپنی غداری کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اس بات کو استعمال کر سکتے ہیں۔

اگر نظریاتی پہلو سے دیکھا جائے تو ۱۹۱۴ء سے عالمی مزدور تحریک کے سارے ارتقا سے متعلق تمام واقعات جس کے لئے شورمچا رہے ہیں، چیخ رہے ہیں یہ اسے سمجھنے سے انکار ہے۔ مزدور طبقے کی بالائی پرت کی علحدگی جسے درمیانہ طبقے کے رہن‌سہن کے طرز اور موقع پرستی نے بگاڑ دیا ہے اور جسے ''نفع‌بخش کاموں،، اور بورژوازی کے روٹی کے چند ٹکڑوں کے عوض خرید لیا گیا ہے اس نے عالمی پیمانے پر ۱۹۱۴ء کی خزاں میں روپ دھارنا شروع کیا اور ۱۹۱۵ء اور ۱۹۱۸ء کے درمیان مکمل شکل اختیار کی۔ اس تاریخی حقیقت کو نظرانداز کرکے اور تحریک میں پھوٹ کی ذمے‌داری کمیونسٹوں پر ڈال کر کاؤتسکی ہزارویں بار صرف اس کا مظاہرہ کر رہا ہے کہ وہ بورژوازی کا خوشامدخورا ہے۔

مارکس اور اینگلس نے چالیس سال تک، ۱۸۵۲ء سے ۱۸۹۲ء تک، برطانیہ میں مزدوروں کے ایک حصے (یعنی بالائی پرت، رہنما، ''اشرافیہ،،) کے روزافزوں بورژوا بننے کے متعلق لکھا، جس کی بنیاد اس ملک کی نوآبادیاتی برتری اور اس کی اجارہ‌داریاں ہے۔ تو روزروشن کی طرح یہ بات صاف ہوجانا چاہئے کہ بیسویں صدی کی سامراجی اجارہ‌داریوں نے دوسرے ملکوں میں بھی وہ مظہر پیدا کیا جو برطانیہ میں تھا۔ تمام ترقی‌یافتہ ملکوں میں ہم مزدور طبقے کے لیڈروں اور اس کی بالائی پرت میں بداخلاقی، رشوت‌ستانی اور بورژوازی کے حق میں غداری دیکھتے ہیں۔ اور یہ نتیجہ ہے

بورژوازی کی بخشش کا جو ان لیڈروں کو ''نفع بخش کام،، فراہم کرتا ہے، اس بالائی پرت کو اپنے منافعوں میں سے چند سکے حوالے کر دیتا ہے، جو سب سے کم اجرت اور سخت‌ترین کام کا بوجھ باہر سے لائے ہوئے پسماندہ مزدوروں کے کاندھوں پر ڈالتا ہے اور مزدور طبقے کی اکثریت کے مقابلے میں ''مزدور اشرافیہ،، کی مراعات بڑھاتا ہے۔

۱۸ — ۱۹۱۴ء کی جنگ نے پرولیتاریہ کے لیڈروں اور بالائی پرت، تمام سماجی جارحانہ قوم پرستوں — گومپیرسوں، برانٹنگوں، ریناڈیلوں، میکڈانلڈوں، شیڈمانوں وغیرہ کی اشتراکیت سے غداری اور بورژوازی کے حق میں ان کی دغابازی کا قطعی ثبوت فراہم کردیا ہے۔ اور یہ عیاں ہے کہ مزدوروں کا ایک حصہ کچھ عرصے تک محض اپنے جمود کی وجہ سے ان بورژوا بدمعاشوں کے پیچھے چلتا ہے۔

هیوسمان، وانڈرویلڈے، شیڈمان جیسے صاحبان کی برن انٹرنیشنل نے سوشلزم کے ان غداروں کی زرد انٹرنیشنل کی مکمل شکل اختیار کرلی ہے۔ اگر ان کے خلاف جدوجہد نہیں کی گئی، اگر ان سے تعلق قطع نہیں کیا گیا تو پھر نہ تو سچے سوشلزم کی بات کی جا سکتی ہے اور نہ سماجی انقلاب کے مفاد کےلئے مخلص کام کا سوال اٹھ سکتا ہے۔

اگر جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹ (۹۳) دو کرسیوں کے درمیان بیٹھنے کی کوشش کر رہے ہیں، تو یہ ان کی قسمت میں لکھا ہے۔ شیڈمان قسم کے لوگ کاؤتسکی کو ''اپنا آدمی،، سمجھ کر اسے گلے لگا رہے ہیں۔ اشٹامپفیر اس کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے اور واقعی کاؤتسکی شیڈمانوں کا لائق رفیق ہے۔ جب لیوسرن (۹۴) میں ایک اور انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹ اور کاؤتسکی کے دوست هیلفرڈینگ نے تجویز کی کہ شیڈمان قسم کے لوگوں کو انٹرنیشنل سے نکال دیا جائے تو اس ضعیف انٹرنیشنل کے اصلی لیڈروں نے اس کا مذاق اڑایا۔ هیلفرڈینگ کی تجویز کا مطلب انتہائی حماقت ہو سکتا ہے یا انتہائی ریاکاری۔ بہرحال وہ مزدور عوام میں اپنے آپ کو بائیں بازو کا دکھانا چاہتا ہے اور ساتھ ہی بورژوازی کے خادموں کی انٹرنیشنل میں بھی اپنے پیر جمائے رکھنے کا خواہش

مند ہے! اس لیڈر کے رویے کو خواہ کوئی بھی معنی پہنائے جائیں، ایک بات شک سے بالاتر ہے — ''انڈیپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹوں،، کے انتہائی بےاصولےپن اور شیڈمانوں، برانٹنگوں اور وانڈرویلڈوں کی دغابازی کا لازمی نتیجہ ان غدار رہنماؤں سے الگ پرولیتاری عوام کی زیادہ مضبوط تحریک کی شکل میں نکلے گا۔ بعض ملکوں میں سامراج کافی عرصے تک مزدوروں میں پھوٹ ڈال سکتا ہے۔ ثبوت میں برطانیہ کی مثال پیش کی جا سکتی ہے۔ لیکن عالمی پیمانے پر انقلابیوں کے اتحاد اور انقلابیوں سے عوام کی یکجہتی اور غدار عناصر کے اخراج کا عمل مسلسل اور بدیہی طور پر بڑھ رہا ہے۔ اس کا ثبوت کمیونسٹ انٹرنیشنل کی زبردست کامیابیاں ہیں: امریکہ میں کمیونسٹ پارٹی (۹۵) قائم ہو چکی ہے، پیرس میں بین‌الاقوامی رابطے بحال کرنے کی کمیٹی اور سنڈیکلسٹ حفاظتی کمیٹی (۹۶) نے تیسرے انٹرنیشنل کے حق میں رائے دی ہے اور پیرس کے دو اخباروں نے تیسرے انٹرنیشنل کی حمایت کی ہے — ریمونڈپیریکا کا ''انٹرنیشنل،، (۹۷) اور جارج انکیٹل کا ''ممنوع نام،، (۹۸) (''بالشویک،،؟) - برطانیہ میں ہم کمیونسٹ پارٹی تنظیم کرنےوالے ہیں جس کے ساتھ برطانوی اشتراکی پارٹی، شاپ اسٹیوارٹ کمیٹیوں (۹۹)، انقلابی ٹریڈ یونین کے ممبروں وغیرہ کے بہترین عناصر کی یکجہتی ہے۔ سویڈن میں بائیں بازو والے، ناروے میں سوشل ڈیموکریٹ، ہالینڈ میں کمیونسٹ، سوئٹزرلینڈ اور اٹلی کی اشتراکی پارٹیاں پوری طرح جرمن ''اسپارٹاک‌والے،، (۱۰۰) اور روسی بالشویکوں کے ساتھ ہیں۔

کمیونسٹ انٹرنیشنل اس سال ۱۹۱۹ء کی ابتدا میں قائم ہوئی ہے اور چند ماہ کے اندر ایک ایسی عالمی تنظیم بن گئی ہے جو عوام کی رہنمائی کرتی ہے اور برن اور لیوسرن‌والی ٹولی کی انٹرنیشنل میں شامل اشتراکیت سے غداروں کے خلاف بلامصالحت جدوجہد میں مصروف ہے۔

آخر میں یہاں ایک انتہائی سبق‌آموز تحریر پیش کی جاتی ہے جو موقع‌پرست لیڈروں کے رول پر روشنی ڈالتی ہے۔ اس سال اگست میں لیوسرن میں غدار اشتراکیوں کی جو کانفرنس ہوئی اس کی رپورٹ جنیوا کے اخبار «La Feuille» (''اوراق،،) نے ایک

خاص ضمیمے کی شکل میں کئی زبانوں میں شائع کی ہے۔ اس کی انگریزی اشاعت (نمبر ۳، بروز بدھ، ۶ اگست) میں ہالینڈ کی موقع پرست پارٹی کے مشہور لیڈر ترولسترا کا یہ انٹرویو چھپا ہے:

ترولسترا نے کہا کہ ۹ نومبر کے جرمن انقلاب نے ہالینڈ کے سیاسی اور ٹریڈیونین رہنماؤں میں بڑی کھلبلی پیدا کر دی۔ چند دنوں تک حکمراں حلقے خوف کے عالم میں رہے، خاص طور پر اسلئے کہ تقریباً تمام فوج میں بےچینی پھیل گئی تھی۔

روٹرڈم اور ہیگ کے میئروں نے اپنی الگ تنظیمیں قائم کرنے کی کوشش کی، جنھیں انقلاب دشمنی کی امدادی قوت کہنا چاہئے۔ ایک کمیٹی نے جو سابق جنرلوں پر مشتمل ہے — جن میں ایک بوڑھا فوجی افسر بھی شامل ہے جو چین میں بوکسر بغاوت کے کچلنے میں حصہ لینے پر بڑی شیخی بگھارتا ہے — ہمارے کئی ساتھیوں کو انقلاب کے خلاف ہتیار اٹھانے کےلئے گمراہ کرنے کی کوشش کی۔ ظاہر ہے کہ ان کی کوششوں کا نتیجہ الٹا نکلا۔ روٹرڈم میں ایک لمحے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مزدوروں کی کونسل قائم ہونےوالی ہے۔ لیکن سیاسی اور ٹریڈیونین لیڈروں کی رائے میں ایسے طریقے قبل از وقت تھے، انھوں نے اپنےآپ کو مزدوروں کا کم سے کم پروگرام مرتب کرنے اور عوام کے نام جوشیلی اپیل شائع کرنے تک محدود رکھا۔

یہ ہیں ترولسترا کے الفاظ۔ اس نے یہ بھی ڈینگ ماری کہ کس طرح اس نے انقلابی تقریریں کیں اور اقتدار پر قبضہ کرنے تک کا نعرہ بلند کیا، پارلیمنٹ اور بذاتخود سیاسی آزادی کی بےمائگی کا اسے کیسے احساس ہوا اور کس طرح اس نے عبوری دور میں جدوجہد کے ''غیرقانونی طریقوں،، کی اور ''پرولیتاریہ کی آمریت،، کی ضرورت تسلیم کی، وغیرہ۔

ترولسترا ایسے ضمیرفروش موقع‌پرست لیڈر کا بہترین نمونہ ہے جو بورژوازی کی خدمت کرتا ہے اور مزدوروں کو دھوکہ دیتا ہے۔ جہاں تک الفاظ کا تعلق ہے تو اسے ہر چیز منظور ہے — مزدوروں کی کونسلیں، پرولیتاریہ کی آمریت، اور آپ جو

بھی چاھیں۔ لیکن درحقیقت عمل میں وہ مزدوروں کے مفاد کا پاجی غدار ہے اور بورژوازی کا دلال۔ وہ ان ''سیاسی اور ٹریڈیونین لیڈروں،، کا رھنما ہے جو فیصلہ کن لمحے میں بورژوازی سے جاملے اور ھالینڈ کے بورژوازی کو بچا لیا۔

ترولسترا نے جو واقعات بیان کئے ھیں وہ بالکل صاف ھیں اور ایک خاص سمت کی نشان‌دھی کرتے ھیں۔ ھالینڈ میں فوج عمل کےلئے تیار تھی، فوج میں پرولیتاریہ مسلح اور تمام آبادی کے غریب‌تر حصوں کے ساتھ متحد تھا۔ جرمن انقلاب نے مزدوروں میں اٹھ کھڑے ہونے کی جوشیلی لہر دوڑا دی تھی اور ''تقریباً تمام فوج میں بےچینی پھیل گئی تھی،،۔ ظاھر ہے کہ انقلابی رھنماؤں کا فرض عوام کو انقلاب کی جانب لے جانا تھا، نہ کہ موزوں لمحے کو کھونا، جب کہ مزدوروں کی ھتیار بندی اور جرمن انقلاب کا اثر فوراً مسئلہ حل کر سکتے تھے۔

لیکن ترولسترا کی رھبری میں غدار لیڈر بورژوازی کے ساتھ جاملے۔ مزدوروں کی پیاس اصلاحات سے، اور اس سے بھی زیادہ، اصلاحات کے وعدوں سے بجھادی گئی۔ ''جوشیلی اپیلوں،، اور انقلابی لفاظی کے ذریعے مزدوروں کو ٹھنڈا کر دیا گیا اور انھیں دھوکا دیا گیا۔ یہ ترولسترا اور اس کی قماش کے ''لیڈر،، ھی ھیں جو برن اور لیوسرن کی دوسری انٹرنیشنل کے ستون ھیں، جنھوں نے فوج کو سبکدوش کرنے میں بورژوازی کا ھاتھ بٹاکر سرمایہ‌داروں کو بچایا ہے۔

غداروں اور دغابازوں، ترولستروں اور کاؤتسکیوں کو اپنی صفوں سے باھر کرکے، اپنے آپ کو بالائی پرت سے نجات دلا کر جو بورژوا بن چکی ہے، عوام کو گمراہ کر رھی ہے اور سرمایہ‌دارانہ پالیسی پر گامزن ہے، مزدور تحریک یقینی پیش‌قدمی کرےگی۔

۲۰ ستمبر ۱۹۱۹ء

ن۔ لینن

مزید: اشٹاسپفیر کے مضمون سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ کاؤتسکی اب اقتدار کے سوویت نظام کے سوال پر خاموش

ہے۔ کیا اس بنیادی سوال پر اس نے ہتیار ڈالدئے؟ کیا وہ ان بازاری باتوں کی مدافعت کرنا نہیں چاہتا جو اس نے اپنے کتابچے ''پرولیتاریہ کی آمریت،، کے خلاف میں لکھی تھیں؟ کیا اس نے اولین سوال پر ثانوی سوال کو ترجیح نہیں دی؟ ان سوالات کا جواب ہمیں کاؤتسکی کے نئے کتابچے کا مطالعہ کرنے کے بعد ملے گا۔

ستمبر ۱۹۱۹ء میں رسالہ
''کمیونسٹ انٹرنیشنل،،
کے شمارے ٥ میں شائع ہوا۔
دستخط: ن۔ لینن

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۳۹، صفحات ۱۸۲—
۱۹۳۔

روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کانگریس میں پارٹی کے اتحاد اور نراجی سنڈیکل کجروی کے بارے میں رپورٹ

۱۶ مارچ ۱۹۲۱ء

رفیقو، میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال پر بہت زیادہ کہنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ پارٹی کانگریس، یعنی تمام پارٹی کی جانب سے جن موضوعات پر ابھی باضابطہ فیصلہ کرنا ہے ان کا کانگریس میں تمام بحث شدہ سوالات کے سلسلے میں جائزہ لیا جا چکا ہے۔ ''اتحاد کے متعلق،، جو قرارداد ہے اس میں بیشتر سیاسی حالت کی خصوصیت بیان کی گئی ہے، یہ قرارداد تقسیم کر دی گئی ہے، آپ سب نے یقینی اس کا متن پڑھ لیا ہوگا۔ نکتہ نمبر ۷ اشاعت کے لئے نہیں ہے جس میں ایک غیرمعمولی ضابطہ پیش کیا گیا ہے، یعنی مرکزی کمیٹی کے ممبروں، امیدوار ممبروں اور مرکزی کنٹرول کمیشن کے ارکان کے عام اجلاس کا دو تہائی اکثریت سے ممبر کو مرکزی کمیٹی سے نکال دینے کا حق۔ اس ضابطے پر محدود کانفرنسوں میں بار بار بحث ہو چکی ہے جہاں ہر خیال کے نمائندوں نے اپنی اپنی رائے ظاہر کر دی ہے۔ رفیقو، ہمیں امید ہے کہ اس نکتے کو استعمال کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی لیکن نئی حالت کے پیش نظر اس کا ہونا ضروری ہے، جب کہ ہم ایک نئے اور کافی تیز موڑ پر ہیں اور تفریق پسندی کے تمام نشانات مٹا دینا چاہتے ہیں۔

اب مجھے سنڈیکل اور نراجی کجرویوں کے متعلق قرارداد پر روشنی ڈالنے کی اجازت دیجئے۔ اس سوال پر کانگریس کے ایجنڈے کے چوتھے نکتے میں سرسری نظر ڈالی گئی ہے۔ اس پوری قرارداد کا مرکزی نقطہ بعض رجحانات یا فکر کے میدان میں کجرویوں کے متعلق ہمارے رویے کا تعین ہے۔ ''کجرویاں،، کہتے وقت ہم اس پر زور دیتے ہیں کہ ہم انہیں کوئی ایسی چیز خیال نہیں

کرتے جنھوں نے مکمل شکل اختیار کرلی ہے اور جن کی بذات خود اور کلی طور پر تعریف کی جاسکتی ہے۔ یہ سیاسی رجحان کی صرف ابتدا ہے جس کا ہماری پارٹی اندازہ لگائے بغیر نہیں رہ سکتی۔ سنڈیکل اور نراجی کجرویوں کے بارے میں جو قرارداد ہے، جس کی غالباً آپ سب کے پاس نقل موجود ہے، اس کے نکتہ ۳ میں ایک واضح طباعت کی غلطی ہے (جو رائےزنی کی گئی اس سے پتہ چلا)۔ اسے اس طرح پڑھنا چاہئے: ''مثال کے طور پر ''مزدوروں کی مخالفت،، کا ایک نمونہ یہ مقالہ ہے:

'قومی معیشت کے انتظام کی تنظیم پیدا کرنےوالوں کی کل روس کانگریس کا ذمہ ہے جو صنعتی ٹریڈیونینوں کی شکل میں منظم کئے جائینگے اور جو ریپبلک کی پوری قومی معیشت کو چلانے کےلئے مرکزی ادارے منتخب کریں گی،۔ ،، کانگریس کے دوران، محدود کانفرنسوں میں اور کانگریس کے کھلے عام اجلاسوں میں بھی ہم اس نکتے پر بار بار بحث کر چکے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ ہم نے یہ واضح کردیا ہے کہ اس دلیل کی بنا پر کہ اینگلس نے پیدا کرنےوالوں کی انجمن کے متعلق لکھا ہے اس نکتے کی حمایت ناممکن ہے۔ کیونکہ یہ بالکل ظاہر ہے، اور مناسب حصہ پورا کا پورا نقل کرنے سے یہ ثابت ہوجاتا ہے کہ اینگلس کا اشارہ غیرطبقاتی کمیونسٹ سماج کی جانب تھا۔ اس بات کو ہم سب مسلم سمجھتے ہیں۔ جب سماج طبقات سے آزاد ہوجاتا ہے صرف اسی صورت میں مزدوروں اور کسانوں میں بلاکسی تقسیم صرف پیدا کرنےوالے باقی رہ جاتے ہیں۔ ہم مارکس اور اینگلس کی تصانیف سے یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ انھوں نے اس دور میں جب طبقات موجود ہوتے ہیں اور جب وہ موجود نہیں ہوتے ان دونوں کے درمیان بہت صاف امتیاز کیا تھا۔ مارکس اور اینگلس اس خیال کا مذاق اڑایا کرتے تھے کہ کمیونزم سے پہلے طبقات ختم ہو سکتے ہیں، ان کا کہنا تھا کہ صرف کمیونزم ہی طبقات کا انسداد کر سکتا ہے۔

ہم ایسی حالت میں ہیں کہ جب عملی سطح پر پہلی بار طبقات ختم کرنے کا سوال اٹھایا جا رہا ہے اور ہمارے کسان ملک میں دو خاص طبقے موجود ہیں — مزدور طبقہ اور کسان۔

اور ان کے ساتھ ساتھ دوسرے پورے کے پورے گروپ بھی ھیں جنھیں سرمایہ‌داری نے ورثے میں دیا ھے۔

ھمارے پروگرام میں قطعی طور پر کہا گیا ھے کہ اس سلسلے میں ھم پہلے اقدام کر رھے ھیں اور ھمیں کئی عبوری منزلوں سے گزرنا ھوگا۔ سوویت انتظامیہ کے عملی کام میں اور انقلاب کی تمام تاریخ کے دوران بھی ھمیں اس بات کی واضح مثالیں ملی ھیں کہ اس معاملے میں اس قسم کی نظریاتی تعریفیں کرنا غلط ھے جیسی کہ مخالف گروہ کر رھا ھے۔ ھمیں یہ بخوبی معلوم ھے کہ ھمارے ملک میں طبقات موجود ھیں اور ایک عرصے تک رھیں‌گے۔ اور ایسے ملک میں جہاں کسان آبادی کا غلبہ ھو طبقات کا بہت بہت عرصے تک رھنا ناگزیر ھے۔ ھمیں کم از کم دس برس چاھئے جب بڑے پیمانے کی صنعت قائم ھوکر فاضل پیدا کرنا اور زراعت کو قابو میں لانا شروع کرےگی۔ اگر ٹیکنکی حالات غیرمعمولی طور پر مناسب حال ھوئے تب بھی یہ سب سے کم عرصہ ھے۔ لیکن ھم جانتے ھیں کہ ھمارے حالات بری طرح نامساعد ھیں۔ ھمارے پاس جدید بڑے پیمانے کی صنعت کی بنیاد پر روس کی تعمیر کرنے کا منصوبہ ھے: یہ ھے بجلی‌کاری کا منصوبہ جسے ھمارے سائنس‌دانوں نے تیار کیا ھے۔ اس منصوبے میں سب سے مختصر عرصہ دس سال رکھا گیا ھے اور یہ اس مفروضے پر مبنی ھے کہ حالات تقریباً معمول پر رھیں‌گے۔ لیکن ھم اچھی طرح جانتے ھیں کہ ھمارے ھاں ایسے حالات نہیں ھیں، تو پھر یہ کہنا بےجا نہیں کہ دس برس کی مدت ھمارے لئے انتہائی قلیل ھے۔ اب ھم سوال کی تہہ تک پہنچ گئے: ایسی حالت ممکن ھے کہ پرولیتاریہ کے مخالف طبقے باقی رھیں‌گے، اس لئے ابھی عمل میں ھم اس چیز کی تخلیق نہیں کر سکتے جس کے بارے میں اینگلس نے لکھا ھے۔ پہلے پرولیتاریہ کی آمریت ھوگی۔ اس کے بعد بلاطبقات کے سماج کی باری آئےگی۔

اس طرح ایسی حالت ممکن ھے کہ پرولیتاریہ کے مخالف طبقے باقی رھیں‌گے۔ مارکس اور اینگلس نے ایسے لوگوں کے خلاف سختی سے جدوجہد کی جو طبقاتی امتیازات کو نظرانداز کرتے تھے اور بس پیدا کرنےوالوں، لوگوں اور عام الفاظ میں محنت‌کش عوام کی

باتیں کرتے تھے۔ جس شخص نے بھی مارکس اور اینگلس کو پڑھا ہے وہ یاد کر سکتا ہے کہ اپنی تمام تصانیف میں انھوں نے ایسے لوگوں کا مذاق اڑایا جو پیدا کرنےوالوں، لوگوں اور عام الفاظ میں محنت کش عوام کی باتیں کرتے تھے۔ عموماً محنت کش عوام یا مزدور کوئی شے نہیں۔ یا تو چھوٹے چھوٹے صاحب ملکیت ہوتے ہیں جو ذرائع پیداوار کے بھی مالک ہوتے ہیں اور جن کی ذہنیت اور عادتیں سرمایہ‌دارانہ ہوتی ہیں — اس کے علاوہ وہ اور کچھ ہو بھی نہیں سکتے، یا پھر بڑے پیمانے کی صنعت میں اجرتی مزدور ہوتے ہیں جن کی نفسیات بالکل مختلف ہوتی ہے، جن کا سرمایہ‌داروں کے ساتھ نزاعی تضاد ہوتا ہے اور جو ان کے خلاف صف‌آرا رہتے ہیں۔

ہم تین سال کی جدوجہد کے بعد اس سوال سے دوچار ہیں جب ہمیں پرولیتاریہ کی سیاسی طاقت استعمال کرنے کا تجربہ حاصل ہے، طبقات کے درمیان رشتوں میں جو زبردست مشکلات ہیں ان کا علم ہے۔ یہ طبقات اب بھی موجود ہیں، جب بورژوازی کی باقیات ہماری زندگی کی دراڑوں اور شگافوں کو پر کر رہی ہیں اور سوویت اداروں میں وہ عہدیدار ہیں۔ ان حالات میں ایسے نظام العمل کا ظہور جس کے مقالے میں نے آپ کو پڑھ کر سنائے صاف اور واضح سنڈیکل نراجی کجروی ہے۔ یہ کوئی مبالغہ نہیں، یہ الفاظ میں نے پوری طرح ناپ تول کر کہے ہیں۔ کجروی ترقی یافتہ رجحان نہیں ہوتی۔ کجروی کی اصلاح کی جا سکتی ہے۔ لوگ تھوڑا بہت بھٹک جاتے ہیں یا راستے سے بھٹکنا شروع کر دیتے ہیں لیکن انھیں راہ‌راست پر لایا جا سکتا ہے۔ میرے خیال میں روسی لفظ اوکلون (کجروی) کا یہی مطلب ہے۔ یہ اس پر زور دیتا ہے کہ ابھی تک بات تکمیل کو نہیں پہنچی اور معاملے کی آسانی سے اصلاح کی جا سکتی ہے۔ یہ آگاہ کرنے اور سوال کو اس کی تمام وسعت کے ساتھ اصول کی بنیاد پر اٹھانے کی خواہش ظاہر کرتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس خیال کے اظہار کےلئے بہتر لفظ پیش کر سکتا ہے تو اسے ہم یقینی قبول کرلیں‌گے۔ مجھے امید ہے کہ ہم لفظوں پر بحث شروع نہیں کریں‌گے۔ ہم بنیاد کے لحاظ سے خاص طور پر اس مقالے کا جائزہ لے رہے ہیں تاکہ اسی

قسم کے بےشمار دوسرے خیالات کا پیچھا نہ کریں جن کی ''مزدوروں کے مخالف گروپ،، کے پاس کمی نہیں ہے ۔ اس معاملے کی مزید تحقیق کرنے کا کام ہم اپنے مصنفوں اور اس کجروی کے رہنماؤں پر چھوڑتے ہیں اس لئے کہ قرارداد کے آخر میں ہم نے خاص طور پر زور دیا ہے کہ ان تمام سوالات پر جن کا اشارہ کیا گیا ہے، پارٹی ممبروں کے درمیان مزید جامع تبادلہ' خیال کےلئے خاص مطبوعات اور گلدستہ مضامین میں جگہ دی جا سکتی ہے اور دینا چاہئے ۔ ہم معاملے کو ٹال نہیں سکتے ۔ ہماری پارٹی سخت مشکلات سے گھری ہوئی ہے اور جد و جہد کر رہی ہے ۔ ہمیں اپنے آپ سے کہنا چاہئے : اگر ہمیں اپنے اندرونی اتحاد کو مزید مضبوط کرنا ہے تو ہمیں اس مخصوص کجروی کی مذمت کرنا چاہئے ۔ چونکہ یہ منظرعام پر آ چکی ہے اس لئے اس پر کھلم کھلا بحث کی ضرورت ہے ۔ اگر جامع بحث ضروری ہے تو ہمیں ہر طرح اسے قبول کرنا چاہئے ۔ ہمارے پاس ایسے لوگ موجود ہیں جو ہر نکتے کےلئے پوری سند دے سکتے ہیں ۔ اور اگر ہم اسے اہم اور بروقت خیال کرتے ہیں تو اس سوال کو بین‌الاقوامی سطح تک بھی اٹھائیں‌گے اس لئے کہ آپ سب جانتے ہیں اور کمیونسٹ انٹرنیشنل کے نمائندے کو اپنی رپورٹ میں ابھی یہ کہتے ہوئے سن چکے ہیں کہ عالمی انقلابی مزدور تحریک میں ایک مخصوص بائیں بازو کی کجروی پائی جاتی ہے ۔ جس کجروی پر ہم بحث کر رہے ہیں وہ اور جرمن کمیونسٹ مزدور پارٹی کے اندر نراجی کجروی بالکل یکساں ہیں جس کے خلاف جدوجہد کمیونسٹ انٹرنیشنل کی آخری کانگریس میں صاف صاف ظاہر ہوئی تھی (۱۰۱) ۔ اس کی خصوصیت معین کرنے کےلئے جو بعض اصطلاحیں استعمال کی گئیں وہ ''کجروی،، سے زیادہ سخت تھیں ۔ تو آپ سمجھ گئے کہ یہ ایک بین الاقوامی سوال ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ اسے یہ کہہ کر نظرانداز کرنا غلطی ہوگی : ''ہمیں مزید بحث نہیں چاہئے ۔ تمت ۔ ،، لیکن نظریاتی مباحثہ ایک بات ہے اور پارٹی کی سیاسی لائن — سیاسی جدوجہد — دوسری بات ۔ ہم کوئی مباحثوں کی انجمن نہیں ہیں ۔ یقینی ہم گلدستہ مضامین اور خاص مطبوعات شائع کر رہے ہیں اور یہ کام ہم

جاری رکھیں گے۔ لیکن ہمارا فرض اولین زیادہ مشکلات کے حالات میں جدوجہد جاری رکھنا ہے، اور اس کے لئے اندرونی اتحاد کی ضرورت ہے۔ اگر سیاسی بحثوں اور جدوجہد میں ''پیدا کرنے والوں کی کل روس کانگریس،، منظم کرنے جیسی تجویزیں داخل کی گئیں تو ہم متحدہ طور پر اور شانہ بشانہ آگے نہیں بڑھ سکتے۔ آنے والے چند برسوں کے لئے ہم نے ایسی پالیسی کا منصوبہ نہیں بنایا ہے۔ ایسی پالیسی پارٹی کے اجتماعی کام کو منتشر کرے گی کیونکہ یہ نہ صرف نظریاتی اعتبار سے بلکہ طبقات کے درمیان تعلقات کی تعریف کے لحاظ سے بھی غلط ہے، اور یہ فیصلہ کن نکتہ ہے جس کی صراحت کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگریس کی قرارداد میں کر دی گئی ہے، اور اس کے بغیر مارکس‌ازم نہیں ہو سکتا۔ آج حالت ایسی ہے کہ غیر پارٹی عناصر پیٹی بورژوا تذبذب کے سامنے سر جھکا رہے ہیں اور یہ تذبذب روس کے موجودہ معاشی حالات میں ناگزیر ہے۔ ہم ایک بات یاد رکھیں — بعض لحاظ سے اندرونی خطرہ جنرل دنیکن اور یودینچ کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہے، اس لئے ہمارے اندرونی اتحاد کو رسمی نہیں ہونا چاہئے، ہمیں سطح کے نیچے گہرائی میں پہنچنا چاہئے۔ اگر ہم ایسا اتحاد قائم کرنا چاہتے ہیں تو پھر جو قرارداد پیش کی گئی ہے اسے منظور کئے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

میری رائے میں دوسری اہم بات اس قرارداد کا نکتہ ۹ ہے جو ہمارے پروگرام کی ترجمانی کرتا ہے۔ اور یہ معتبر ترجمانی ہے، یعنی اس کے مصنف کی ترجمانی ہے۔ اس کی مصنف کانگریس ہے، یہی وجہ ہے کہ اسے اپنی تشریح پیش کرنا چاہئے تاکہ یہ سارا تذبذب اور ہمارے پروگرام کے سلسلے میں جو چالیں چلی جا رہی ہیں ان کا خاتمہ ہو گویا کہ پروگرام ٹریڈ یونینوں کے متعلق ایسا کہتا ہے جیسا کہ بعض لوگ اس سے کہلوانا چاہتے ہیں۔ آپ رفیق ریازانوف کی پروگرام پر تنقید سن چکے ہیں، اس کے لئے ہمیں نقاد کا اس کی نظریاتی تحقیقات پر شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ آپ رفیق شلیاپنیکوف کی تنقید بھی سن چکے ہیں۔ اسے ہمیں کبھی نظرانداز نہیں کرنا چاہئے۔ میرا خیال ہے کہ یہاں اس قرارداد میں بالکل وہی چیز موجود ہے جس کی ہمیں اس وقت

ضرورت ہے۔ کانگریس کی جانب سے، جو پروگرام منظور کرتی ہے اور جو پارٹی کا بلندترین ادارہ ہے، ہمیں یہ کہنا چاہئے: پروگرام کا جو مطلب ہم سمجھتے ہیں وہ یہ ہے۔ میں دھراتا ہوں اس سے نظریاتی بحث ختم نہیں ہو جاتی۔ پروگرام میں تبدیلی کی تجاویز پیش کی جا سکتی ہیں، کسی نے یہ مشورہ نہیں دیا کہ اس پر پابندی ہونا چاہئے۔ ہم یہ نہیں سمجھتے کہ ہمارا پروگرام اتنا مکمل ہے کہ اس میں کسی قسم کی تبدیلی ضروری نہیں۔ لیکن ابھی تک ہمیں نہ کوئی رسمی تجاویز ملی ہیں اور نہ اس سوال کی جانچ پڑتال کےلئے کوئی وقت مقرر کیا گیا ہے۔ اگر ہم پروگرام کو غور سے پڑھیں تو ہم مندرجۂذیل دیکھیں گے:
''ٹریڈ یونینوں... کو آخرکار عملاً ایک ارتکاز پر پہنچنا چاہئے،، وغیرہ۔ الفاظ ''آخرکار عملاً ایک ارتکاز پر پہنچنا چاہئے،، پر زور دینے کی ضرورت ہے۔ چند سطروں کے اوپر ہم پڑھتے ہیں: ''قوانین کے تحت ٹریڈیونینیں پیداوار کے انتظام کے تمام مقامی اور مرکزی اداروں میں حصہ لیتی ہیں،،۔ ہمیں معلوم ہے کہ سرمایہ دارانہ پیداوار منظم کرنے میں کتنی دھائیاں گزریں جب کہ اس میں دنیا کے تمام ترقی یافتہ ملکوں کی امداد شامل تھی۔ کیا ہم اتنے طفل مزاج ہیں کہ یہ سوچیں — ہم اس عمل کو جلد پورا کر سکتے ہیں، ایسے زمانے میں جب انتہائی تنگی اور غربت پھیلی ہوئی ہے، ایسے ملک میں جہاں کسان اکثریت میں ہیں اور مزدور اقلیت میں، اور پرولیتاریہ کا ہراول دستہ لہولہان ہے اور تھک کر چور ہوگیا ہے؟ خاص بنیاد ڈالنا تو کجا، ابھی ہم نے صرف ٹریڈ یونینوں کی شرکت سے صنعتی انتظام کا تجرباتی منصوبہ شروع کیا ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ کمیوافلاس بنیادی رکاوٹ ہے۔ یہ صحیح نہیں ہے کہ ہم عوام کو شریک نہیں کر رہے ہیں۔ اس کے برعکس اگر مزدور عوام میں کسی فرد میں جوہر یا قابلیت کی تھوڑی سی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے تو ہم خلوص سے اس کی مدد کرتے ہیں۔ ہمیں جس کی ضرورت ہے وہ بس حالات میں تھوڑا سا سکون ہے۔ ہمیں قحط سے کم سے کم ایک دو سال کےلئے نجات ملنا چاہئے۔ تاریخ کے اعتبار سے یہ ایک حقیر سی مدت ہے لیکن ہمارے حالات کے پیش نظر یہ

طویل ہے۔ بس ایک دو سال کےلئے قحط سے نجات مل جائے اور فیکٹریاں چالو رکھنے کے واسطے ایندھن کی فراہمی پابندی سے ہو، تو ہمیں مزدور طبقے سے ہزار گنی زیادہ مدد ملےگی اور پہلے کے مقابلے میں اس میں کئی گنی صلاحتیں ابھریں گی۔ اس میں نہ کسی کو شبہ ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس وقت ہمیں امداد نہیں مل رہی ہے، اس‌لئے نہیں کہ ہم اسے نہیں چاہتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اسے حاصل کرنے کےلئے ہم سب کچھ کر رہے ہیں۔ کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس سلسلے میں ٹریڈیونینوں نے، حکومت نے یا پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ایک بار بھی غفلت سے کام لیا ہو۔ ہمیں معلوم ہے کہ ملک میں حاجت بے تحاشہ ہے، ہر جگہ بھوک اور افلاس چھایا ہوا ہے، اور اکثر اس کا نتیجہ بےعملی کی شکل میں نکلتا ہے۔ ہمیں ڈنکے کی چوٹ یہ کہنے سے نہیں ڈرنا چاہئے: یہ قدرتی تباہ کاریاں اور شر عوام کی توانائی بڑھانے میں رکاوٹ بنے ہوئے ہیں — ایسے حالات میں، جب اعداد و شمار دکھاتے ہیں کہ انتظامی بورڈوں کے ٦٠ فیصدی ممبر مزدور ہیں تو پروگرام کے ان الفاظ ''ٹریڈیونینوں... کو آخرکار عملاً ایک ارتکاز پر پہنچنا چاہئے،، وغیرہ کی شلیاپنیکوف کے رنگ میں تشریح کرنا بالکل نا ممکن ہے۔

اگر پروگرام کی تشریح معتبر طریقے سے کی جائے تو اس سے ہمیں طریقۂ کار کی بنیاد پر ضروری اتفاق و اتحاد اور بحث کی ضروری آزادی کے درمیان تال میل کرنے میں مدد ملےگی۔ قرارداد کے آخر میں اسی پر زور دیا گیا ہے۔ اس کا لب‌لباب کیا ہے؟ نکتہ ٦ میں تحریر ہے:

''ان سب باتوں کے پیش نظر روسی کمیونسٹ پارٹی کی کانگریس ان خیالات کو سنڈیکل اور نراجی کجروی کا اظہار قرار دیتے ہوئے انہیں برزور طریقے سے مسترد کرتی ہے، اور ضروری خیال کرتی ہے کہ اول، ان خیالات کے خلاف ثابت قدمی سے اور باقاعدہ جدوجہد کی جائے، دوئم، ان خیالات کا پرچار روسی کمیونسٹ پارٹی کی رکنیت کے متضاد تسلیم کیا جائے۔

''مرکزی کمیٹی کو ان فیصلوں پر سختی سے عمل درآمد کی ہدایت دیتے ہوئے ساتھ ہی کانگریس اس پر توجہ مبذول کراتی

ہے کہ پارٹی ممبروں میں ان تمام پیش کئے ہوئے سوالات پر جامع ترین تبادلۂ خیال کے لئے خاص مطبوعات اور گلدستۂ مضامین وغیرہ میں جگہ فراہم کی جائے۔،،

کیا آپ، جو پروپیگنڈے اور پرچار کا کسی نہ کسی شکل میں کام کرتے ہیں، جدوجہد میں مصروف سیاسی پارٹیوں کے اندر خیالات کے پروپیگنڈے اور خاص مطبوعات اور گلدستۂ مضامین میں تبادلۂ خیال کے درمیان فرق محسوس نہیں کرتے؟ مجھے یقین ہے کہ ہر وہ شخص جو اس قرارداد کو سمجھنے کی تکلیف گوارا کرے گا اس فرق کو سمجھ سکے گا۔ اور ہمیں امید ہے کہ اس کجروی کے نمائندے جنھیں ہم مرکزی کمیٹی میں چن رہے ہیں پارٹی کانگریس کے فیصلوں پر طبقاتی شعور رکھنے والے، ضابطے کے پابند پارٹی ممبر کی طرح عمل کریں گے۔ ہمیں امید ہے کہ ان کی مدد سے ہم مرکزی کمیٹی میں کوئی غیرمعمولی حالت پیدا کئے بغیر اس معاملے پر غور و خوض کر سکیں گے۔ ہم اس کی تحقیقات کریں گے اور فیصلہ کریں گے کہ جو پارٹی کے اندر ہو رہا ہے آیا وہ جدوجہد میں مصروف سیاسی پارٹی کے اندر خیالات کا پروپیگنڈہ ہے یا خاص مطبوعات اور گلدستۂ مضامین میں تبادلۂ خیال۔ اب ہر اس شخص کے لئے جو اینگلس کے اقتباسات کا بڑی احتیاط سے مطالعہ کرنا چاہتا ہے اچھا موقع ہے۔ ہمارے پاس ایسے نظریہ داں ہیں جو ہمیشہ پارٹی کو مفید مشورہ دے سکتے ہیں۔ اور یہ ضروری ہے۔ ہم دو یا تین بڑے مجموعے شائع کریں گے۔ یہ مفید بھی ہے اور انتہائی ضروری بھی۔ لیکن کیا یہ خیالات کا پروپیگنڈہ یا نظام العمل کی ٹکر ہے؟ ان دونوں چیزوں کو کیسے خلط ملط کیا جا سکتا ہے؟ اگر کوئی شخص ہماری سیاسی حالت کو سمجھنا چاہتا ہے تو وہ انھیں خلط ملط نہیں کر سکتا۔

ہمارے سیاسی کام میں رکاوٹ مت ڈالو، خاص کر مشکل حالات میں، تم اپنی سائنسی تحقیقات جاری رکھ سکتے ہو۔ ہمیں بڑی مسرت ہوگی اگر رفیق شلیاپنیکوف زیرزمین انقلابی جدوجہد کے اپنے تجربات کے متعلق اپنی حالیہ کتاب کے بعد آئندہ چند ماہ میں فرصت کے وقت دوسری جلد بھی لکھیں جس میں ''پیدا کرنے والے،،

کے تصور کا تجزیہ کیا جائے۔ موجودہ قرارداد ایک سنگ‌میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ ہم نے انتہائی وسیع اور آزاد بحث کا آغاز کیا۔ پارٹی کے مرکزی ترجمان میں ''مزدوروں کی مخالفت،، کا نظام العمل ڈھائی لاکھ کی تعداد میں شائع ہوا — ہم نے اس کا ہر پہلو سے جائزہ لیا، اس کی بنیاد پر کانگریس کے مندوب چنے اور آخرکار یہ کانگریس منعقد کی جس نے سیاسی بحث کا خلاصہ کرتے ہوئے اعلان کیا: ''کجروی ظاہر ہو گئی ہے، ہم اس کے ساتھ آنکھ مچولی نہیں کھیلیں گے بلکہ کھلم کھلا کہیں گے — کجروی پھر کجروی ہے، اسے درست کرنا چاہئیے۔ ہم اسے درست کریں گے اور مباحثہ نظریاتی ہوگا۔،،

یہی سبب ہے کہ میں اس مشورے کو پھر دھراتا ہوں اور اس کی تائید کرتا ہوں کہ ہم یہ دونوں قراردادیں منظور کریں، پارٹی کا اندرونی اتحاد مضبوط کریں، اور اس کی صحیح وضاحت کریں کہ پارٹی کے جلسوں میں کس بات پر بحث کی جائے اور فرداً فرداً لوگ — مارکسسٹ، کمیونسٹ جو نظریاتی سوالات کی چھان‌بین کرکے پارٹی کی مدد کرنا چاہتے ہیں — اپنے فاضل وقت میں مطالعہ کرنے کے لئے آزاد ہوں۔ (تالیاں)

''پراودا،، شمارہ ۶۸،
۳۰ مارچ، ۱۹۲۱ء۔

لینن کا مجموعۂ تصانیف،
پانچواں روسی ایڈیشن،
جلد ۴۳، صفحات ۹۸ —
۱۰۶۔

تشریحی نوٹ

۱ - ''روسی سوشل ڈیمو کریٹوں کا احتجاج،، — لینن نے ۱۸۹۹ء میں لکھا تھا جب وہ جلاوطنی میں تھے۔ اسے بدیس میں ''محنت کی نجات،، نامی گروپ کو بھیجا گیا اور وہاں رسالے ''ربوچیے دیلو،، کے شماروں ۵ — ۴ (بدیس میں ''روسی سوشل ڈیمو کریٹوں کی یونین،، کا ترجمان) سے لے کر علحدہ کاپی کی شکل میں دو بارہ چھاپا گیا۔ صفحہ ۵

۲ - ''محنت کی نجات،، کا گروپ — پہلا روسی مارکسسٹ گروپ تھا جسے پلیخانوف نے ۱۸۸۳ء میں جنیوا میں قائم کیا تھا۔ اس گروپ کا کام روس میں سائنسی سوشلزم کی تبلیغ، نرودنیکوں کی تنقید اور روسی حالات کا مارکسی نقطۂ نظر سے جائزہ لینا تھا۔ اس گروپ نے مارکس اور اینگلس کی اهم تصانیف (''کمیونسٹ پارٹی کا مینیفیسٹو،،، ''مزدوری اور سرمایه،،، ''یوٹوپیائی اور سائنسی سوشلزم،،، ''لوڈویگ فائرباخ،، وغیرہ) کا روسی زبان میں ترجمہ کیا اور روس میں بڑے پیمانے پر ان کی اشاعت کی۔ اس نے پلیخانوف کی بہت سی تصانیف بھی شائع کیں جنھوں نے روسی مارکسسٹوں کی کئی نسلوں کو پروان چڑھایا (یہ هیں ''سوشلزم اور سیاسی جدوجہد،،، ''همارے اختلافات،، وغیرہ)۔ پلیخانوف اور اس گروپ کی خوبیوں کا جائزہ لیتے هوئے لینن نے بتایا کہ اس گروپ نے ''سوشل ڈیمو کریٹک تحریک کی نظریاتی بنیاد ڈالی اور مزدور تحریک کے سلسلے میں پہلے قدم اٹھائے،،۔ روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی کی ۱۹۰۳ء میں دوسری کانگریس کے بعد یہ گروپ ختم هو گیا۔ صفحہ ۵

۳ - بلانکی‌ازم — فرانسیسی سوشلسٹ تحریک کا ایک رجحان جسکے لیڈر نمایاں انقلابی اور فرانسیسی یوٹوپیائی کمیونزم کے ممتاز نمائندے لوئی اوگست بلانکی تھے۔ جیسا کہ لینن نے لکھا ھے بلانکیسٹ امید رکھتے تھے کہ ’’انسانیت کو اجرت کی غلامی سے پرولیتاریہ کی طبقاتی جدوجہد کے ذریعہ نجات نہیں دلائی جا سکتی ھے بلکہ مٹھی بھر دانش‌وروں کی سازشوں سے اس کا حصول ممکن ھے۔،، صفحہ ٦

۴ - برنشٹائن‌ازم — بین‌الاقوامی سوشل ڈیموکریسی کے اندر مارکس‌ازم مخالف ایک رجحان جس نے جرمنی میں ۱۹ ویں صدی کے آخر میں سر اٹھایا اور جس کا نام جرمن سوشل ڈیموکریٹ اور موقع پرست ایڈورڈ برنشٹائن کے نام پر رکھا گیا۔ اینگلس کی وفات کے بعد اس نے مارکس کی انقلابی تعلیمات میں بورژوا اعتدال پسندی کے رنگ میں کھلم کھلا ترمیم کرنے کی کوشش کی (’’سوشلزم کے مسائل،، کے عنوان سے مضامین میں اور اپنی کتاب ’’سوشلزم کی بنیادی شرائط اور سوشل ڈیموکریسی کے فرائض،، میں) تاکہ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی سماجی اصلاحات کےلئے ہٹی بورژوا پارٹی میں تبدیل ہو جائے۔ صفحہ ۷

۵ - چارٹزم — (انگریزی لفظ Charter سے) برطانوی مزدوروں کی عوامی انقلابی تحریک جو ابتر معاشی حالت اور ۱۸۳۲ء کی پارلیمانی اصلاحات سے مزدوروں کی بےاطمینانی کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ ان اصلاحات نے صرف بورژوازی کے سیاسی حقوق میں توسیع کی تھی۔ یہ تحریک انیسویں صدی کی چوتھی دھائی کے آخر میں بڑے بڑے جلسوں اور مظاھروں سے شروع ہوئی اور انیسویں صدی کی چھٹی دھائی تک وقفوں کے ساتھ جاری رہی۔

چارٹسٹوں نے نہ صرف برطانیہ کی سیاسی تاریخ پر بلکہ بین‌الاقوامی مزدور تحریک پر بھی بڑا اثر ڈالا۔ لینن نے

چارٹزم کو ''پرولیتاری انقلابی تحریک کی پہلی وسیع، واقعی عوامی، سیاسی شکل،، کہا۔ صفحہ ١١

٦ - ''سچا سوشلزم،، — ایک رجعت‌پرست رجحان جو انیسویں صدی کی پانچویں دھائی میں جرمنی کے پیٹی بورژوا دانش‌وروں میں عام تھا۔ اس رجحان کے حامی سوشلزم کے خیالات کی جگہ محبت اور بھائی‌چارے کے جذباتی وعظ دیتے تھے اور جرمنی میں بورژوا جمہوری انقلاب کی ضرورت کی نفی کرتے تھے۔ صفحہ ١١

٧ - لینن کا اشارہ محنت کرنے‌والوں کی بین‌الاقوامی انجمن — پہلی انٹرنیشنل، پرولیتاریہ کی پہلی عالمی عوامی تنظیم کی جانب ہے جسے مارکس نے ١٨٦٤ء کی خزاں میں لندن میں قائم کیا تھا۔ اس زمانے میں مزدور تحریک پر جو بورژوا اثرات اور تنگ نظر رجحانات حاوی تھے انھیں دور کرکے، مارکس نے پہلی انٹرنیشنل کی صفوں میں یورپ اور امریکہ کے ملکوں کے آگے بڑھے ہوئے مزدوروں کو متحد کیا اور وہ انٹرنیشنل کی کئی کانگریسوں میں سوشلزم کے لئے مزدور طبقے کی سیاسی جدوجہد کی ضرورت تسلیم کرانے میں کامیاب ہوئے۔ صفحہ ١٢

٨ - پرودھون ازم — پیٹی بورژوا سوشلزم کا غیرسائنسی اور مارکس‌ازم مخالف رجحان۔ اس کا نام فرانسیسی نراجی پرودھون کے نام پر پرودھون‌ازم پڑا۔ پیٹی بورژوازی کی پوزیشن سے بڑی سرمایہ‌دارانہ ملکیت پر نکتہ چینی کرتے ہوئے پرودھون چھوٹی نجی ملکیت ہمیشہ کے لئے قائم رکھنے کے خواب دیکھتا تھا۔ پرودھون پرولیتاریہ کے تاریخی رول کو نہیں سمجھتا تھا اور اس نے طبقاتی جدوجہد، پرولیتاری انقلاب اور پرولیتاری آمریت کی مخالفت کی۔ صفحہ ١٢

٩ - لاسال کے پیرو — جرمن پیٹی بورژوا اشتراکی فرڈیننڈ لاسال کے حامی اور پیرو جن کی سرگرم شرکت سے جرمن مزدوروں

کی عام یونین — جرمن مزدوروں کی ایک سیاسی تنظیم ۱۸۶۳ء میں قائم کی گئی اور جو ۱۸۷۵ء تک کام کرتی رہی۔ لاسال نے اپنے کئی مضامین اور تقریروں میں یونین کے پروگرامی مطالبات مرتب کئے۔ ریاست کے عینیت پسند تصور کی بنیاد پر جو گویا طبقات سے بالا تنظیم ہے، لاسال یہ ممکن خیال کرتا تھا کہ سماجی مسئلے حل کرنے کےلئے پروشیائی ریاست کو استعمال کیا جا سکتا ہے۔ وہ اس طرح کہ اس کی مدد سے ریاست کے خرچے پر پیداواری انجمنیں قائم کی جائیں۔ لاسال نے مزدوروں کی جدوجہد کو پرامن، پارلیمانی خطوط پر چلانے کی کوشش کی، اس خیال سے کہ عام رائے دھندگی نافذ ہونے کے بعد پروشیائی ریاست ''لوگوں کی آزاد ریاست،، بن جائےگی۔ عام رائے دھندگی کا قانون منظور کرانے کی کوشش میں لاسال نے بسمارک سے جوڑ توڑ کیا اور اس سے وعدہ کیا کہ اعتدال پسند مخالفت کے خلاف جدوجہد میں، اور ''اوپر سے،، پروشیا کی سربراہی میں جرمنی کے اتحاد کے اس کے منصوبے پورے کرنے میں جرمن مزدوروں کی عام یونین بسمارک کی مدد کرےگی۔ لاسال طبقاتی جدوجہد کے انقلابی طریقوں کے خلاف تھا، ٹریڈیونینوں اور ہڑتالوں کی اہمیت سے منکر تھا، مزدور طبقے کے بین‌الاقوامی فریضوں کو نظرانداز کرتا تھا اور جرمن مزدوروں کے ذہنوں کو قوم‌پرست خیالات سے بگاڑتا تھا۔ صفحہ ۱۳

۱۰ - یہاں لینن لاسال کے حامیوں کے اس بنیادی خیال کی تنقید کرتے ہیں کہ مزدور طبقے کے مقابلے میں باقی تمام طبقات محض ''ایک رجعت پرست تودہ،، ہیں۔ صفحہ ۱۴

۱۱ - ''ربوچایا مسل،، — ''اکونومسٹوں،، کا ترجمان اخبار جو اکتوبر ۱۸۹۷ء سے دسمبر ۱۹۰۲ء تک شائع ہوتا رہا۔ پیٹرسبرگ، برلن، وارسا، جنیوا میں اس کے ۱۶ شمارے نکلے۔ صفحہ ۱۶

۱۲ - ''سینٹ پیٹرسبرگسکی ربوچی لیستوک،، (پیٹرسبرگ کے مزدوروں کا اخبار) — پیٹرسبرگ کی ''مزدور طبقے کی نجات دلانے والی جدوجہد کی لیگ،، کا غیرقانونی ترجمان ۔ کل ملا کر اس کے صرف دو شمارے شائع ہوئے ۔ ایک فروری میں اور دوسرا ستمبر ۱۸۹۷ء میں ۔ صفحہ ۱۷

۱۳ - ''ربوچایا گزیتا،، — کیئف کے سوشل ڈیموکریٹک گروپ کا غیرقانونی ترجمان ۔ اس کا پہلا شمارہ اگست ۱۸۹۷ء میں اور دوسرا شمارہ اسی سال دسمبر میں (جس پر نومبر کی تاریخ تھی) شائع ہوا ۔ صفحہ ۱۷

۱۴ - ''نرودنایا وولیا،، (''عوام کا عزم،،) ۔ ایک خفیہ انقلابی انجمن جو زارشاہی کی مطلق‌العنانی کے خلاف جدوجہد کرنے کےلئے ۱۸۷۹ء میں وجود میں آئی ۔ انجمن نے سیاسی جدوجہد شروع کی لیکن اسے عوام کی جدوجہد نہیں بلکہ ایک سازش تصور کیا ۔ اس کے ممبر انفرادی دہشت پسندی کو جدوجہد کا ذریعہ تسلیم کرتے تھے، جس کی بنیاد یہ غلط اور نقصان‌ده نظریہ تھا : سرگرم ''سورما،، اور مجہول عوام ۔ ان کا خیال تھا کہ دانش‌ور سازشیوں کا ایک چھوٹا سا گروپ مطلق‌العنانی کا تختہ الٹ سکتا ہے ۔ اس انجمن کے ممبروں کے ہاتھوں جب زار الیکساندر دوئم قتل ہوا (۱۳ مارچ ۱۸۸۱ء) تو اس کے بعد زارشاہی حکومت نے یہ انجمن بےرحمی سے کچل ڈالی ۔ صفحہ ۱۹

۱۵ - ''پردیس میں روسی سوشل‌ڈیموکریٹوں کی یونین،، — ''محنت کی نجات،، کے گروپ کی پہل قدمی پر بدیس میں ۱۸۹۴ء میں جنیوا میں قائم ہوئی ۔ اس کا اپنا چھاپہ‌خانہ تھا جہاں وہ انقلابی مطبوعات، گلدستۂ مضامین ''ربوتنیک،، (''مزدور،،) پابندی سے چھاپا کرتی تھی ۔ ابتدا میں ''محنت کی نجات،، کا گروپ اس ''یونین،، کی سرگرمیوں کی رہنمائی کرتا تھا اور مطبوعات کی تصنیف و تالیف بھی اس کی ذمےداری تھی ۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی پہلی کانگریس نے جو مارچ ۱۸۹۸ء میں منعقد ہوئی ''یونین،، کو اپنا بدیسی

پارٹی نمائندہ تسلیم کیا۔ بعد کے برسوں میں موقع پرست عناصر (''نوجوان،، ''معاشیات پرست،،) یونین پر چھا گئے۔ یونین کی پہلی کانگریس میں جو نومبر ۱۸۹۸ء میں منعقد ہوئی ''محنت کی نجات،، کے گروپ نے اس کی مطبوعات کی تصنیف و تالیف کرنے سے انکار کر دیا۔ آخری پھوٹ اور گروپ کی ''یونین،، سے علحدگی اپریل ۱۹۰۰ء میں یونین کی دوسری کانگریس کے وقت عمل میں آئی جب گروپ کے ممبر اور اس کے ہم‌خیال کانگریس کو چھوڑ کر باہر چلے گئے اور اپنی ایک آزاد تنظیم ''سوشل ڈیموکریٹ،، قائم کرلی۔ صفحہ ۱۹

۱۶ - «Die Neue Zeit» (''نیا زمانہ،،) — جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا نظریاتی رسالہ جو اشتوت‌گرت سے ۱۸۸۳ء سے ۱۹۲۳ء تک نکلتا رہا۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء تک اس کا ایڈیٹر کاؤتسکی تھا۔ دسویں دھائی کے دوسرے حصے میں، اینگلس کی موت کے بعد اس رسالے میں برابر ترمیم پرستوں کے مضامین شایع ہونے لگے۔ یہ رسالہ پہلی عالمی جنگ (۱۹۱۴ء — ۱۹۱۸ء) کے دوران سماجی جارحانہ قوم‌پرستوں کی حمایت کرکے موقع پرستی کے سب سے نقصان‌دہ رجحان (سرکزیت پرستی) کا طرفدار تھا۔ صفحہ ۲۱

۱۷ - برینتانوازم۔ بقول لینن ''یہ اعتدال‌پسند بورژوا نظریہ تھا جو پرولیتاریہ کی غیر انقلابی ''طبقاتی،، جدوجہد کو تسلیم کرتا ہے،، اور یہ وعظ دیتا ہے کہ سرمایہ‌دارانہ حدود میں کارخانوں کے لئے قوانین بنانے اور مزدوروں کو ٹریڈیونینوں میں منظم کرکے مزدوروں کے مسائل حل کئے جا سکتے ہیں۔ اس کا نام جرمن بورژوا معاشیات پرست لوئی برینتانو کے نام پر برینتانوازم کا نام پڑا۔

استرووے‌ازم — ''قانونی مارکس‌ازم،،۔ مارکس‌ازم کی مسخ شدہ اعتدال پسند بورژوا شکل۔ یہ نام روس میں ''قانونی مارکس‌ازم،، کے خاص حامی استرووے کے نام پر پڑا۔ ''قانونی مارکسسٹوں،، نے مارکس‌ازم کے نظریہ اور مزدور

تحریک کو بورژوازی کے مفادات میں استعمال کرنے کی کوشش کی۔ لینن نے بتایا کہ اسٹرووےازم مارکس‌ازم سے ہر وہ چیز استعمال کرتا ہے جو اعتدال‌پسند بورژوازی کےلئے موزوں ہے اور مارکس‌ازم کی زندہ روح کو ترک کرتا ہے یعنی اس کی انقلابیت کو، سرمایہ‌داری کے ناگزیر انہدام، پرولیتاری انقلاب اور پرولیتاریہ کی آمریت کے متعلق تعلیمات کو۔

زومبرت‌ازم — اعتدال پسند بورژوا رجحان۔ اس کا نام اعتدال پسندی کے ایک نظریہ‌داں، جرمن بورژوا بازاری معاشیات‌پرست زومبرت کے نام پر رکھا گیا۔ لینن نے لکھا کہ زومبرت نے ''مارکس‌ازم کو برینتانوازم سے تبدیل کردیا ہے، وہ مارکس کی اصطلاحات استعمال کرتا ہے، مارکس کے بعض دعووں کا حوالہ بھی دیتا ہے اور مارکس‌ازم کے نقل کرتا ہے۔'' صفحہ ۲۵

۱۸ - پیرس کمیون کی جانب اشارہ — یہ مزدور طبقے کی انقلابی حکومت تھی جو ۱۸۷۱ء میں پیرس میں پرولیتاری انقلاب نے قائم کی۔ یہ تاریخ میں پرولیتاریہ کی آمریت کی پہلی حکومت تھی۔ وہ ۷۲ دن تک ۱۸ مارچ سے ۲۸ مئی تک قائم رہی۔ صفحہ ۲۶

۱۹ - ماسکو میں ۱۹۰۵ء دسمبر مسلح بغاوت کی جانب اشارہ ہے۔ صفحہ ۲۶

۲۰ - لینن کا اشارہ ہے فرانس اور پروشیا کی جنگ پر انٹرنیشنل ورکنگ‌مینز ایسوسی‌ایشن کی جنرل کونسل کے دوسرے خط کی جانب۔ یہ مارکس نے ۹ ستمبر ۱۸۷۰ء کو لندن میں لکھا تھا۔ صفحہ ۲۷

۲۱ - گلوبند لپیٹے ہوئے لوگ — مشہور روسی ادیب چیخوف کی کہانی ''کنوئیں کا مینڈک'' میں ایک کردار ہے جسے بہت ہی محتاط اور تنگ‌نظر آدمی کی طرح پیش کیا گیا ہے جو ہر جدت اور پیش قدمی سے ڈرتا ہے۔ صفحہ ۲۸

۲۲ - ورسائی — یه جگه پیرس کے مضافات میں ہے جہاں ۱۸۷۱ء میں پیرس کمیون قائم کرنے کے بعد فرانس کی انقلاب دشمن حکومت کا صدرمقام تھا۔ صفحه ۲۹

۲۳ - کیڈیٹ (آئینی جمہوری پارٹی) — روس کی نمایاں اعتدال پسند شاہ‌پرست بورژوا پارٹی جو اکتوبر ۱۹۰۵ء میں قائم ہوئی۔ کیڈیٹ آئینی بادشاہت کے مطالبے سے آگے نہیں بڑھے اور پہلی عالمی جنگ کے برسوں میں زار کی حکومت کی خارجہ قبضہ گیر پالیسی کی سرگرمی سے حمایت کی۔ صفحه ۳۰

۲۴ - ''پرولیتاری'' اخبار کے شمارے ۱۷ میں جس میں یہ مضمون چھپا تھا اشتوت‌گرت کی بین‌الاقوامی سوشلسٹ کانگریس کی قراردادیں بھی شائع ہوئی تھیں۔ صفحه ۳۲

۲۵ - فیبئن سوسائٹی — انگلستان کی ایک اصلاح پسند تنظیم تھی جو ۱۸۸۴ء میں قائم کی گئی۔ اس کو یہ نام روم کے جنرل فیبی میکسم (تیسری صدی ق۔ م۔) سے ملا۔ اس جنرل کا دوسرا نام ''کونک‌تاتر'' بھی تھا جس کے معنی ہیں ''سست''، کیونکہ اس نے ھانی بال کے خلاف جنگ کرنے میں فیصلہ کن رویے سے منہ چرایا۔ اس سوسائٹی کے ممبر زیادہ‌تر بورژوا دانش‌وروں کے نمائندے تھے۔ وہ پرولیتاریہ کی طبقاتی جدوجہد اور پرولیتاری انقلاب کی ضرورت کو قطعی طور پر نہیں مانتے تھے اور وعظ دیتے تھے کہ چھوٹی چھوٹی اصلاحات کرکے سرمایہ‌دارانہ نظام سے سوشلزم تک پہنچا جا سکتا ہے۔ صفحه ۳۵

۲۶ - لینن کا اشارہ ہے روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی چوتھی (اتحادی) کانگریس کی جانب جو اسٹاک ہوم میں ۱۰ اپریل سے ۱۵ اپریل تک (نئے کلنڈر کے مطابق ۲۳ اپریل تا ۸ مئی) ۱۹۰۶ء میں ہوئی تھی۔ صفحه ۳۵

۲۷ - سوشلسٹ انقلابی — روس کی پیٹی بورژوا پارٹی کے ممبر۔ یہ ۱۹۰۱ء کے آخر اور ۱۹۰۲ء کی ابتدا میں ظہور میں آئی۔ سوشلسٹ انقلابی پرولیتاریہ اور کسانوں کے درمیان

طبقاتی فرق نہیں دیکھتے تھے، غریب اور امیر کسانوں کے اندر طبقاتی تفریق اور تضاد کی پردہ پوشی کرتے تھے اور انقلاب میں پرلیتاریہ کے رہنما رول سے انکار کرتے تھے۔

پہلی عالمی جنگ کے برسوں میں سوشلسٹ انقلابیوں کی اکثریت نے سماجی جارحانہ قوم پرستی کی پوزیشن اختیار کی۔

۱۹۱۷ء میں فروری کے بورژوا جمہوری انقلاب کی کامیابی کے بعد سوشلسٹ انقلابی مینشویکوں کے ساتھ ملکر انقلاب‌دشمن بورژوا عارضی حکومت کے زبردست حامی تھے اور ان کے لیڈر (کیرینسکی، اوکسین‌تیف اور چیرنوف) اس حکومت میں شریک تھے۔ غیرملکی جنگی مداخلت اور خانہ جنگی کے برسوں میں سوشلسٹ انقلابی سوویت اقتدار کے خلاف لڑے۔ صفحہ ۳۵

۲۸ - لینن کی مراد روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی پانچویں کانگریس سے ہے جو لندن میں ۳۰ اپریل اور ۱۹ مئی کے درمیان (نئے کلنڈر کے مطابق ۱۳ مئی سے یکم جون تک) ۱۹۰۷ء میں ہوئی تھی۔ صفحہ ۳۵

۲۹ - «Die Gleichheit» (''مساوات،،) — پندرہ روزہ سوشل ڈیموکریٹک رسالہ، جرمن مزدور عورتوں کی تحریک کا ترجمان۔ ۱۸۹۰ء سے ۱۹۲۵ء تک شائع ہوتا رہا، ۱۸۹۲ء تا ۱۹۱۷ء کلارا زیتکن اس کی مدیر تھیں۔ صفحہ ۳۶

۳۰ - ہیگل کے نوجوان حامی — ہیگل کے مکتب فکر کے بائیں بازو کے نمائندے جو جرمنی میں عینیت پسند فلسفے کا رجحان تھا۔ صفحہ ۳۱

۳۱ - باکونین‌ازم — اس رجحان کا نام باکونین کے نام پر پڑا ہے جو نراج کا نظریہ‌داں اور مارکس‌ازم کا سخت دشمن تھا۔ باکونین‌ازم کا بنیادی خیال ہر طرح کی ریاست سے انکار (اس میں پرولیتاریہ کی آمریت بھی شامل ہے) اور پرولیتاریہ کے تاریخی رول کو نہ سمجھنا تھا۔ ان کا خیال تھا کہ ''ممتاز،، افراد پر مشتمل خفیہ انقلابی جماعت کو عوامی

بغاوتوں کی رہنمائی کرنا چاہئے۔ ان کے طریقۂ کار میں سازشی کارروائیاں، اچانک ہنگامے اور دہشت پسندی تھی۔ یہ سہم بازی کا طریقۂ کار تھا اور بغاوتوں کے بارے میں مارکسی تعلیم کی بالکل مخالف تھا۔ باکونین کے حامیوں نے مارکسی نظریہ اور مزدور تحریک کے طریقۂ کار کے خلاف سخت مقابلہ کیا۔ باکونین پہلی انٹرنیشنل میں شامل ہوا اور اس کی جنرل کونسل اپنے ہاتھ میں لے کر مارکس کے خلاف جدوجہد کرتا رہا۔ ۱۸۷۲ء میں باکونین کو تخریبی سرگرمیوں کی وجہ سے پہلی انٹرنیشنل سے نکال دیا گیا۔ باکونین کے حامیوں کے نظریہ اور طریقۂ کار پر مارکس اور اینگلس نے سخت تنقید کی۔ صفحہ ۳۱

۳۲ - یہاں اشارہ سوشلسٹ انقلابی پارٹی کی جانب ہے۔ صفحہ ۳۲

۳۳ - یہاں لینن کے پیش نظر اپنی کتاب ''مادیت اور تجرباتی تنقید،، ہے جس میں انھوں نے ترمیم پرستی پر شدید تنقید کی۔ صفحہ ۳۳

۳۴ - اشارہ ہے ۱۸۷۱ء کے پیرس کمیون اور ۱۹۰۵ء میں روسی انقلاب کے وقت ماسکو میں مسلح بغاوت کی جانب۔ صفحہ ۳۷

۳۵ - میلران‌ازم — سوشل ڈیموکریسی کا موقع پرست رجحان جس کو فرانسیسی سماجی اصلاح‌پسند میلران کا نام دیا گیا جس نے ۱۸۹۹ء میں فرانس کی رجعت پرست بورژوا حکومت میں شرکت کی اور اس کی عوام‌دشمن سیاست کی حمایت کی۔ صفحہ ۳۸

۳۶ - گیدیسٹ (گیدے کے پیرو) — ۱۹ ویں صدی کے آخر اور ۲۰ ویں صدی کی ابتدا میں گیدے اور لافارگ کی قیادت میں فرانسیسی سوشلسٹ تحریک میں انقلابی مارکسی رجحان۔ ۱۸۸۲ء میں سینٹ ایٹیئن کی کانگریس میں فرانس کی مزدور پارٹی میں تفرقہ پڑنے پر گیدیسٹوں نے اپنی آزاد پارٹی بنالی لیکن پرانا نام برقرار رکھا۔

۱۹۰۱ء میں انقلابی طبقاتی جدوجہد کے حامی گیدے کی

زیرقیادت فرانس کی سوشلسٹ پارٹی میں متحد ہوگئے جس کے ممبر بھی گیدیسٹ ہی کہلاتے رہے۔ ۱۹۰۵ء میں گیدیسٹ فرانس کی اصلاح پسند سوشلسٹ پارٹی سے متحد ہوئے اور ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی سامراجی جنگ کے دور میں اس پارٹی کے رہنماؤں نے مزدور طبقے کے مقصد سے غداری کرکے سماجی جارحانہ قوم‌پرستی کا رویہ اختیار کیا۔

ژوریسیسٹ — فرانسیسی سوشلسٹ ژوریس کے حامی جو فرانسیسی سوشلسٹ تحریک کے اصلاح پسند دائیں بازو کا لیڈر تھا۔ اور جنھوں نے ۱۹ ویں صدی کی آخری دھائی میں ملیران کے ساتھ ''اینڈپنڈنٹ سوشلسٹوں،، کا گروپ قائم کیا۔ ۱۹۰۲ء میں انھوں نے فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی قائم کی جس کا رویہ اصلاح پسند تھا۔

بروسیسٹ (possibilists) (بروس اور مالون وغیرہ) — پیٹی بورژوا، اصلاح پسند رجحان جو ۱۹ ویں صدی کی نویں دھائی میں فرانسیسی سوشلسٹ تحریک میں پیدا ہوا۔ ان لوگوں نے پرولیتاریہ کے انقلابی پروگرام اور انقلابی طریقۂ کار کو مسترد کر دیا، مزدور تحریک کے سوشلسٹ مقاصد کو چھپایا اور تجویز کی کہ مزدوروں کی جدوجہد کو ممکن (possible) حدود تک محدود رکھا جائے۔ اس لئے ان کی پارٹی کا نام possibilists پڑ گیا۔ ان کا اثر زیادہ‌تر فرانس کے معاشی لحاظ سے پسمندہ علاقوں اور کم ترقی یافتہ مزدوروں پر تھا۔

آگے چل کر ان کی اکثریت فرانسیسی اصلاح پسند سوشلسٹ پارٹی میں شامل ہو گئی جو ۱۹۰۲ء میں ژوریس کی قیادت میں بنی تھی۔

۱۹۰۵ء میں فرانس کی سوشلسٹ پارٹی اور فرانسیسی اصلاح پسند سوشلسٹ پارٹی دونوں متحد ہو گئیں۔ صفحہ ۴۸

۳۷ - برطانوی سوشل ڈیموکریٹک فیڈریشن کی بنیاد ۱۸۸۴ء میں پڑی۔ اصلاح پسندوں (ہائنڈمان وغیرہ) کے ساتھ سوشل ڈیموکریٹک فیڈریشن میں مارکس‌ازم کے حامیوں — انقلابی

سوشل ڈیموکریٹوں کا بھی ایک گروپ شامل ہو گیا، جو برطانوی سوشلسٹ تحریک کا بایاں بازو بنا۔

برطانوی انڈپنڈنٹ لیبر پارٹی — یہ اصلاح پسند تنظیم ۱۸۹۳ء میں بنائی گئی۔ اس پارٹی کے سربراہ کیئر ہارڈی تھے۔ اس کی خاص توجہ جدوجہد کی پارلیمانی شکلوں اور اعتدال پسند پارٹی سے سودے بازی پر مرکوز تھی۔ اس پارٹی کا کردار بیان کرتے ہوئے لینن نے لکھا کہ ''عمل میں وہ بورژوازی پر تکیہ کرتی تھی۔ وہ سوشلزم سے آزاد لیکن اعتدال پسندی کی بالکل محتاج تھی۔'' صفحہ ۴۸

۳۸۔ اینٹیگرالیسٹ — «integral» (سالم) سوشلزم (پیٹی بورژوا سوشلزم کی ایک قسم) کے حامی۔ اطالوی سوشلسٹ پارٹی میں مرکزیت پرست رجحان، موقع پرستی کے کئی نقصان‌ده رجحان رکھنے والے اینٹیگرالیسٹوں نے انیسویں صدی کی آخری دہائی میں متعدد مسائل پر اصلاح پرستوں کے خلاف جدوجہد کی جنہوں نے انتہائی موقع پرست رویہ اختیار کیا اور رجعت پرست بورژوازی کے ساتھ تعاون کیا۔ صفحہ ۴۹

۳۹۔ بالشویک اور مینشویک — روسی سوشل ڈیموکریسی میں دو رجحانات۔

یہ رجحانات روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگریس کے وقت منظر عام پر آئے جب پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے انتخاب میں لینن کے حامیوں کو اکثریت حاصل ہوئی، اس لئے وہ بالشویک ('اکثریت، کے لئے روسی لفظ) کہلائے۔ موقع پرست اقلیت میں رہے اور مینشویک (روسی زبان میں 'اقلیت،) کے نام سے مشہور ہوئے۔

پہلے روسی انقلاب میں (۱۹۰۵—۷ء) مینشویکوں نے انقلاب میں پرولیتاریہ کے رہنمایانہ رول اور مزدور طبقے کے کسانوں سے اتحاد کی مخالفت کی اور ۱۹۰۵—۱۹۰۷ء کے انقلاب کو کچل دینے کے بعد رجعت پرستی کے دور میں (۱۹۰۷—۱۰ء) انسداد پرستی کا پرچار کیا۔

پہلی عالمی جنگ کے دوران مینشویکوں نے سماجی جارحانہ قوم پرستی کا رویہ اختیار کیا۔ فروری کے بورژوا جمہوری انقلاب ۱۹۱۷ء کے بعد مینشویک سوشلسٹ انقلابیوں کے ساتھ بورژوا عارضی حکومت میں شامل ہو گئے، سامراجی پالیسی پر عمل پیرا رہے اور بڑھتے ہوئے پرولیتاری انقلاب کے خلاف لڑے۔

اکتوبر انقلاب کی کامرانی کے بعد مینشویک کھلم کھلا انقلاب دشمن جماعت بن گئے، انھوں نے سوویت حکومت کے خلاف کئی سازشیں اور بغاوتیں منظم کیں۔ صفحہ ۴۹

۴۰۔ ''انقلابی سنڈیکازم''— پیٹی بورژوا، نیم نراجی رجحان جو ۱۹ ویں صدی کے آخر میں مغربی یورپ کے کئی ملکوں کی مزدور تحریک میں پیدا ہوا۔

سنڈیکازم کے حامیوں نے مزدور طبقے کی سیاسی جدوجہد کی ضرورت، پارٹی کے رہنما رول اور پرولیتاریہ کی آمریت سے انکار کیا۔ ان کا خیال تھا کہ ٹریڈیونینیں (سنڈیکیٹ) مزدوروں کی عام ہڑتال منظم کرکے بلا انقلاب کئے سرمایہ‌داری نظام کا تختہ الٹ سکتی ہیں اور پیداوار کا انتظام اپنے ہاتھ میں لے سکتی ہیں۔ صفحہ ۴۹

۴۱۔ ''نوجوان''— پیٹی بورژوا نیم‌نراجی گروپ جرمن سوشل ڈیموکریٹک تحریک کے اندر ۱۸۹۰ء میں تشکیل پایا۔ اس کے روح رواں نوجوان ادیب تھے، اسی لئے یہ نام پڑا۔ اس گروپ کے پروگرام میں پارلیمنٹ میں سوشل ڈیموکریٹوں کی ہر قسم کی شرکت سے انکار شامل تھا۔ اینگلس انھیں ''انقلابی لفاظی'' کے سورما کے نام سے پکارتے تھے جنھوں نے ''پارٹی کو جھگڑوں اور سازشوں کے ذریعے منتشر'' کرنے کی کوشش کی۔ یہ ''نوجوان'' اکتوبر ۱۸۹۱ء میں جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کی ایرفورٹ کانگریس میں پارٹی سے نکال دئے گئے۔ صفحہ ۵۰

۴۲۔ مونٹین اور ژیروندا— ۱۸ ویں صدی کے آخر میں فرانسیسی بورژوا انقلاب کے دور میں دو بورژوا سیاسی گروپوں کے

نام ۔ مونٹین یا جیکوبی بورژوازی کے سب سے مستقل مزاج نمائندے تھے جو مطلق العنانی اور جاگیرداری کے خاتمے کی ضرورت کے اٹل حاسی تھے۔ اس زمانے میں بورژوازی سب سے انقلابی طبقه تھا۔ ژیروندا — جیکوبی کے مقابلے میں انقلاب وانقلاب دشمنی کے درمیان ڈانواں‌ڈول رہتے تھے۔ انہوں نے شاہی سے سودے بازی کا راستہ اختیار کیا۔

اشتراکی ژیروندا — اس نام سے لینن سوشل ڈیموکریسی کے اندر موقع‌پرست رجحان کو نوازتے تھے۔ اور انقلابی سوشل ڈیموکریٹوں کو پرولیناری جیکوبی یا سونٹین (پہاڑی) پکارتے تھے۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے بالشویکوں اور مینشویکوں میں بٹنے کے بعد لینن نے اکثر اس پر زور دیا که مزدور تحریک میں مینشویکوں کی ژیروندا کے رجحان کی حیثیت تھی۔ صفحه ۵۹

۴۳ - ریاستی دوسا — نمائنده اداره جسے زار کی حکومت ۱۹۰۵ء کے انقلابی واقعات کی وجه سے قائم کرنے پر مجبور ہوئی۔ رسمی طور پر ریاستی دوما آئین‌ساز اداره تھی لیکن عملی طور پر اسے کوئی اختیار نہیں تھا۔ اس کے براه‌راست، مساوی اور عام انتخابات نہیں ہوتے تھے۔ محنت کش طبقوں اور روس کی غیرروسی قومیتوں کی آبادی کا حق رائے دہندگی بہت ہی محدود تھا اور مزدوروں اور کسانوں کا کافی بڑا حصه حق رائے دہندگی سے محروم تھا۔ ۱۱ (۲۴) دسمبر ۱۹۰۵ء کے انتخابی قانون کے مطابق جاگیردار کا ایک ووٹ شہری بورژوازی کے نمائندوں کے تین ووٹوں، کسانوں کے ۱۵ ووٹوں اور مزدوروں کے ۴۵ ووٹوں کے برابر تھا۔

پہلی ریاستی دوسا (اپریل — جولائی ۱۹۰۶ء) اور دوسری ریاستی دوسا (فروری — جون ۱۹۰۷ء) کو زار کی حکومت نے برخاست کر دیا۔ ۳ جون ۱۹۰۷ء کے نئے ریاستی الٹ پلٹ کے بعد حکومت نے نیا انتخابی قانون منظور کیا جس نے مزدوروں، کسانوں اور شہری پیٹی بورژوازی کے حق کو اور محدود کر دیا اور تیسری (۱۹۰۷ء—

۱۹۱۲ء) اور چوتھی (۱۷ — ۱۹۱۲ء) ریاستی دوماؤں میں جاگیرداروں اور بڑے سرمایہداروں کے مکمل تسلط کی ضمانت کی۔ صفحہ ۶۱

۴۴ - ۱۸۸۹ء میں زار کی حکومت نے علاقائی افسر کا عہدہ رائج کیا جس کا مقصد کسانوں پر زمینداروں کا شکنجہ مضبوط کرنا تھا۔ یہ افسر مقامی امرا میں سے نامزد کئے جاتے تھے اور کسانوں کے سلسلے میں انھیں غیرمحدود انتظامی اور قانونی اختیارات حاصل تھے۔ وہ حسب مرضی کسانوں کو گرفتار کر سکتے تھے اور انھیں جسمانی سزا بھی دے سکتے تھے۔ صفحہ ۶۱

۴۵ - "ناشا زاریا"، — مینشویک انسدادپرستوں کا ترجمان، ماہانہ رسالہ پیٹرسبرگ میں ۱۹۱۰ء سے ۱۹۱۴ء تک شائع ہوا۔ روس میں تمام انسدادپرست اس رسالے کے گرد جمع ہوئے۔ یہ جنوری ۱۹۱۵ء میں بند ہو گیا اور اس کی جگہ "ناشے دیلو" رسالہ شائع ہونے لگا۔ صفحہ ۶۱

۴۶ - انسدادپرستوں کے متعلق معلومات حاصل کرنے کے لئے "فوروارٹس"، کو ایک گمنام لکھنےوالا اور روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی اندرونی حالت"، نامی مضمون کے صفحات ۸۷ — ۸۰ دیکھئے۔ صفحہ ۶۲

۴۷ - "دیلو ژیزنی"، ("مقصدحیات")) اور "وزروژدینئے"۔ مینشویک انسداد پرستوں کے رسالے جو ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۱ء تک پیٹرسبرگ سے نکلتے تھے۔ صفحہ ۶۳

۴۸ - "گولوس"، — پورا نام "گولوس سوتسیال دیموکراتا"، ("سوشل ڈیموکریٹ کی آواز") - مینشویک انسداد پرستوں کا ترجمان جو ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۱ء تک پہلے جنیوا اور پھر پیرس سے شائع ہوتا تھا۔ صفحہ ۶۳

۴۹ - اکتوبرسٹ یا "۱۷ اکتوبر کی یونین"، — بڑے سرمایہ داروں کی شہنشاہت پسند پارٹی جس کا یہ نام اس لئے پڑا کہ اس نے زار کا ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۵ء کا منشور منظور کیا تھا۔

اس پارٹی کی سرگرمیوں کا مقصد بڑے سرمایہداروں ور سرمایہدارانہ طرز پر کاشت کرنےوالے زمین داروں کی حمایت اور حفاظت اور عوام کے مفادات کی کاٹ کرنا تھا۔ سوویت ری‌پبلک کے خلاف ھتھیاربند بغاوت کی تنظیم میں کیڈیٹ اور اکتوبرسٹ سب سے زیادہ پیش پیش تھے۔ صفحہ ٦٦

٥٠۔ زارشاھی کی حکومت کا ۹ نومبر ۱۹۰٦ء کا قانون ''کسان کی زمین کی ملکیت اور لگان داری پر موجودہ ضابطوں کے بعض قاعدوں کا تتمہ،، دوما سے جاری ھونے کے بعد یہ ١٤ جون ۱۹۱۰ء کے قانون کے نام سے مشہور ھو گیا۔ اس کے مطابق کسانوں کو ان کے قطعے نجی ملکیت کی حیثیت سے حاصل کرنے کا حق دیا گیا اور وہ انفرادی قطعوں پر آباد ھونے کےلئے آزاد ھوگئے۔ جو قطعے انھیں ملے تھے ان کے ساتھ ھی انھیں حق ملکیت کی دستاویزیں بھی دی گئیں۔ کسان بنک سے زمین خریدنے کےلئے قرضہ لے سکتے تھے۔ اس قانون نے سرمایہدار کسانوں کی تعداد میں بڑا اضافہ کیا اس لئے کہ انھیں غریب کسانوں کی زمینیں اونی پونی قیمت پر مل گئیں۔ صفحہ ٦٦

٥١۔ یہ کتابچہ تروتسکی کے بےدستخط افترابردازانہ مضمون کا جواب تھا جو پراگ کانفرنس اور اس کے فیصلوں کے خلاف جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کے مرکزی ترجمان اخبار «Vorwärts» (''پیش قدم،،) میں چھپا تھا۔ یہ اخبار برلن سے ۱۸۹۱ء سے ۱۹۳۳ء تک شائع ھوتا رھا۔ صفحہ ٧٥

٥٢۔ یہاں ذکر روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی چھٹی کل‌روس کانفرنس کا ھے جو پراگ میں جنوری ۱۹۱۲ء میں ھوئی۔ اس کانفرنس نے انسداد پرستوں کو پارٹی سے نکالدیا۔ صفحہ ٧٥

٥٣۔ یہ حوالہ ھے ایک پارٹی مخالف قرارداد کا جسے پیرس کانفرنس میں ۱۲ مارچ ۱۹۱۲ء کو بدیس میں ''بند،، کی

کمیٹی، ''وپیریود،، گروپ، ''گولوس سوتسیال ڈیموکراتا،، اور تروتسکی کے اخبار ویانا کے ''پراودا،، کے ادارتی بورڈوں، پارٹی کے حامی مینشویکوں اور مصالحت پسندوں کے نمائندوں نے منظور کی تھی۔ یہ قرارداد کل‌روس (پراگ) پارٹی کانفرنس اور اس کے فیصلوں کے خلاف تھی۔ اسے ایک پرچی کی شکل میں جاری کیا گیا تھا جسے ویانا کے ''پراودا،، اور ''بند،، کے اخبار ''انفرماتسیونی لیستوک،، کے شمارہ ۴ نے دوبارہ چھاپا۔ لینن اس وقت بین‌الاقوامی اشتراکی بیورو میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے نمائندہ تھے۔ انھوں نے اس قرارداد کے خلاف ایک باقاعدہ بیان پیش کیا اور اس کے ساتھ بین‌الاقوامی اشتراکی بیورو کے سکریٹری کامیل ہیوسمان کو رقعہ لکھا۔ صفحہ ۷۵

۵۴۔ ''سوشل ڈیموکریٹ کا روزنامچہ،، — یہ ایک غیرمیعادی ترجمان تھا جسے پلیخانوف مارچ ۱۹۰۵ء تا اپریل ۱۹۱۲ء جنیوا سے شائع کرتے رہے۔ ۱۹۰۹ء اور ۱۹۱۲ء کے ۹ ویں — ۱۶ ویں شماروں میں انھوں نے مینشویک انسداد پرستوں کے خلاف اور غیرقانونی پارٹی تنظیموں کی حمایت میں لکھا۔ صفحہ ۷۶

۵۵۔ بند — (''لیتھوانیا، پولینڈ اور روس میں یہودی مزدوروں کی عام یونین،،) — اس کی بنیاد ۱۸۹۷ء میں شہر ویلنو میں یہودی سوشل ڈیموکریٹک گروپوں کی کانگریس میں پڑی اور عام طور پر اس کے اندر روس کے مغربی علاقوں کے یہودی دستکار اور کاریگر منظم ہوئے۔

روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی پہلی کانگریس (۱۸۹۸ء) میں بند ''ایک خود انتظامی تنظیم کی طرح جو صرف یہودی پرولیتاریہ سے متعلق مخصوص سوالات کے بارے میں آزاد ہے،، اس میں شامل ہو گئی۔

روس کی مزدور تحریک میں بند تنظیم قوم پرستی اور فرقہ‌پرستی کا ایک سرچشمہ تھی۔

جب روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی نے اپنی دوسری کانگریس کے بعد بند کو یہودی پرولیتاریہ کا واحد نمائندہ ماننے سے انکار کر دیا تو بند پارٹی سے علحدہ ہو گئی۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی چوتھی (اتحاد) کانگریس کی تجویز کی بنیاد پر وہ پھر ۱۹۰۶ء میں پارٹی میں شامل ہو گئی۔

روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے اندر بند والوں نے ہمیشہ موقع پرستوں (معاشیات پسند، مینشویک، انسداد پرست) کا ساتھ دیا اور بالشویکوں کے خلاف جدوجہد کی۔ پہلی عالمی جنگ میں بندوالوں نے سماجی جارحانہ قوم پرستی کا رویہ اختیار کیا۔ ۱۹۱۷ء میں انھوں نے بورژوا عارضی حکومت کی حمایت کی اور اکتوبر اشتراکی انقلاب کے دشمنوں کی صفوں میں مل گئے۔ صفحہ ۷۶

۵۶ - ''وپیریود،، (آگے بڑھو!) گروپ — یہ پارٹی مخالف گروپ دسمبر ۱۹۰۹ء میں وجود میں آیا۔ اسی نام سے اس کا اپنا ایک اخبار بھی تھا۔ روس کے مزدوروں میں اسے کوئی حمایت حاصل نہیں تھی، ۱۹۱۳ء میں عملاً یہ گروپ منتشر ہوگیا۔

''پراودا،، (ویانا کا) — تروتسکی کے حامیوں کا اخبار جو ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۲ء تک چھپتا رہا۔ وہ روس میں کسی بھی پارٹی تنظیم کی نمائندگی نہیں کرتا تھا۔ لینن نے اسے ''ایک نجی کمپنی،، کا نام دیا تھا۔ اس کا مدیرخاص تروتسکی تھا۔ ''غیر گٹھ بندی،، کے لبادے میں اخبار کا خاص نشانہ بالشویک تھے، وہ ایک پارٹی کے اندر انقلابیوں اور موقع پرستوں کے درمیان اتحاد عمل کے مرکزیت پرستی کے نظریے کا پرچار کرتا تھا۔

''گولوس سوتسیال دیموکراتا،، — مینشویک انسداد پرستوں کا بدیسی ترجمان جو جنیوا میں اور بعد میں پیرس میں ۱۹۰۸ء سے ۱۹۱۱ء تک شائع ہوا۔ صفحہ ۷۸

۵۷ - «Sozialistische Monatshefte» — یہ رسالہ ۱۸۹۷ء تا ۱۹۳۳ء برلن سے شائع ہوتا رہا، بین الاقوامی موقع پرستی

اور جرمن سوشل ڈیمو کریسی میں موقع پرستوں کا نقیب۔
صفحہ ۷۸

۵۸ - پارٹی کے حامی مینشویک جن کے رہنما پلیخانوف تھے، انھوں نے رجعت پرستی کے زمانے میں انسداد پرستوں کی مخالفت کی۔ اگرچہ پلیخانوف اور ان کے ماننے والے مینشویک خیالات کے حامل رہے لیکن انھوں نے غیرقانونی پارٹی تنظیم کو محفوظ رکھنے اور اسے مضبوط کرنے کا پرچار کیا اور اس مقصد کر حاصل کرنے کے لئے بالشویکوں کے ساتھ ایک محاذ بنایا۔ ۱۹۱۲ء میں انھوں نے محاذ کو توڑ ڈالا اور روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی کی پراگ کانفرنس کے فیصلوں کی نکتہ چینی کی جس نے انسداد پرستوں کو پارٹی سے نکال دیا تھا۔ صفحہ ۷۸

۵۹ - یہ اشارہ ہے ''علاقوں میں قومی تنظیموں کے اتحاد پر'' قرارداد کی طرف جسے روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی کی پانچویں (کل روس) کانفرنس نے ۱۹۰۸ء میں منظور کیا تھا۔ صفحہ ۷۹

۶۰ - اوتزوفازم — روسی سوشل ڈیمو کریسی میں ایک رجحان۔ ان لوگوں کو اوتزوویست کہا جاتا تھا جنھوں نے انقلابی لفاظی کے پردے میں یہ مطالبہ کیا تھا کہ تیسری ریاستی دوما سے سوشل ڈیمو کریٹ مندوبین کو واپس بلا لیا جائے اور پارٹی ٹریڈیونین، کوآپریٹیو اور دوسری قانونی تنظیموں میں کام کرنا بند کر دے۔ صفحہ ۸۰

۶۱ - سوشلسٹوں کے خلاف ہنگامی قانون (The Exceptional Law or the Anti-Socialist Law) کو بسمارک کی حکومت نے ۱۸۷۹ء میں جرمنی میں مزدور اور اشتراکی تحریک کے خلاف جاری کیا تھا۔ اس قانون کے تحت تمام سوشل ڈیمو کریٹک پارٹی تنظیموں، مزدوروں کی عوامی تنظیموں، مزدور اخبارات و مطبوعات پر پابندی لگادی گئی تھی اور اشتراکی لٹریچر ضبط کر لیا گیا تھا۔ سوشل ڈیمو کریٹوں پر سختیاں کی

جاتی تھیں، انھیں جلاوطن کیا جاتا تھا۔ ۱۸۹۰ء میں بڑھتی ہوئی مزدور تحریک کے دباؤ سے یہ قانون منسوخ کر دیا گیا۔ صفحہ ۸۱

۶۲ - ''پروسویشینئے،، — بالشویکوں کا سماجی، سیاسی اور ادبی ماہانہ رسالہ جو قانونی طور پر پیٹرسبرگ سے دسمبر ۱۹۱۱ء تا جون ۱۹۱۴ء شائع ہوتا رہا۔ پہلی عالمی جنگ سے عین پہلے حکومت نے رسالے کو بند کر دیا۔ ۱۹۱۷ء کی خزاں میں دوبارہ اس کی اشاعت شروع ہوئی لیکن صرف دو نمبروں پر مشتمل ایک شمارہ شائع ہوا۔ صفحہ ۸۶

۶۳ - تاراسکون کا تارتارن — فرانسیسی ادیب دودے کی ناولوں کا ہیرو جو بڑا شیخی باز تھا۔ صفحہ ۸۷

۶۴ - ''سیویرنایا پراودا،، — (''شمال کی صداقت،،)۔ بالشویک روزنامے ''پراودا،، کے مختلف ناموں میں سے ایک جو قانونی طور پر یکم اگست سے ۷ ستمبر ۱۹۱۳ء تک چھپتا رہا۔
یہاں لینن کا اشارہ اپنے ایک مضمون ''روسی بورژوازی اور روسی اصلاح پسندی،، کی جانب ہے۔ صفحہ ۹۵

۶۵ - تین ستون — قانونی بالشویک پریس اور کھلی قانونی میٹنگوں میں تین بنیادی انقلابی نعروں کا اشارہ: جمہوری ریپبلک، آٹھ گھنٹے کام کا دن، زمینداروں کی تمام زمین کی ضبطی۔ صفحہ ۹۶

۶۶ - زار کی حکومت نے ملک میں انقلابی تحریک کی لہر سے ڈر کر ۱۷ (۳۰) اکتوبر ۱۹۰۵ء کو ایک منشور شائع کیا، اس میں آئین اور ''شہری آزادیاں،، دینے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ دراصل منشور ایک سیاسی چال تھی جس کا مقصد مہلت حاصل کرنا، انقلابی قوتوں میں پھوٹ ڈالنا اور ۱۹۰۵ء — ۱۹۰۷ء انقلاب کو کچلنا تھا۔ تقریباً تمام آزادیاں جن کا وعدہ کیا تھا محض کاغذی آزادیاں تھیں۔ صفحہ ۹۸

۶۷ - بین الاقوامی اشتراکی بیورو — دوسری انٹرنیشنل کی انتظامیہ اور اطلاعی کمیٹی۔ اس کی سرگرمیاں ۱۹۱۴ء میں ختم ہو گئیں۔ صفحہ ۹۹

۶۸ - یہاں ''نووایا ربوچایا گزیتا،، (''مزدور کا نیا اخبار،،) کی جانب اشارہ ہے۔ مینشویک انسداد پرستوں کا قانونی روزنامہ جو ۱۹۱۳ء میں پیٹرسبرگ سے شائع ہوتا تھا۔ صفحہ ۹۹

۶۹ - امریکہ کی سوشلسٹ پارٹی — کئی اشتراکی گروپوں کو ملا کر ۱۹۰۱ء میں یہ اصلاح پسند موقع پرست پارٹی بنائی گئی تھی۔ پہلی عالمی جنگ میں اس کے دائیں بازو نے سامراجی جنگ کو صحیح سمجھا اور حکومت کی سامراجی پالیسی کی حمایت کی۔ پارٹی کے بائیں بازو نے جو انقلابی تھا روس میں اکتوبر اشتراکی انقلاب سے متاثر ہوکر تشکیل پائی۔ وہ خیالات کے لحاظ سے بین الاقوامیت پسند تھا اور جنگ کا مخالف۔ ۱۹۱۹ء میں یہ بایاں بازو سوشلسٹ پارٹی سے الگ ہوگیا اور امریکی کمیونسٹ پارٹی کے قیام کے لئے تیاری شروع کر دی۔ اس پھوٹ کے بعد امریکی سوشلسٹ پارٹی پر زوال آنے لگا اور وہ ایک چھوٹی سی تنگ نظر تنظیم ہوکر رہ گئی۔

مزدور طبقے کی امریکی فیڈریشن — لینن نے امریکی فیڈریشن آف لیبر کےلئے یہ نام استعمال کیا جس میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کی چند ٹریڈیونینیں شامل تھیں۔ اسے گومپیرس نے ۱۸۸۱ء میں قائم کیا تھا۔ فیڈریشن کے لیڈر امریکی ٹریڈیونین تحریک میں بورژوا نظریات پھیلاتے ہیں اور عالمی مزدور تحریک میں پھوٹ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ صفحہ ۱۰۲

۷۰ - لینن کا اشارہ صوبوں اور ضلعوں کے جمہوریت پسند ملازمین — ڈاکٹروں، ماہر اعداد و شمار، معلموں، زراعت کے ماہروں وغیرہ کی جانب زارشاہی کی نوکرشاہی کے بڑے افسروں کے رویے کی طرف ہے۔ ۱۹۰۰ء میں سمارا شہر کے نائب

گورنر کوندویدی نے اپنی تقریر میں ان ملازمین کو ''تیسرا عنصر،، کہا تھا۔ اس کے بعد یہ الفاظ تحریروں میں صوبوں اور ضلعوں کے جمہوریت پسند دانشوروں کےلئے عام ہوگئے۔ صفحہ ۱۰۵

۷۱ - پراودیزم — بالشویک اخبار ''پراودا،، کے نام سے یہ نام پڑا۔ اس کے معنی ہیں — بالشویزم۔

''پراودا،، — بالشویکوں کا قانونی اور روزانہ اخبار۔ اس کا پہلا شمارہ پیٹرسبرگ سے ۲۲ اپریل (۵ مئی) ۱۹۱۲ء کو نکلا تھا۔ اس اخبار کی اشاعت کا ذریعہ خود مزدوروں کا چندہ تھا اور وہ چالیس ہزار کی تعداد میں شایع ہوتا تھا۔ بعض شماروں کی اشاعت ساٹھ ہزار تک بھی پہنچ جاتی تھی۔ روزنامہ مزدور اخبار کی اشاعت کو لینن نے عظیم تاریخی کام کہا جو پیٹرسبرگ کے مزدوروں نے کیا تھا۔ لینن اس اخبار کے رہنما تھے۔ وہ تقریباً روزانہ اس میں لکھتے تھے، اس کے ایڈیٹوریل بورڈ کو ہدایات دیتے تھے اور اس کی فکر رکھتے تھے کہ اخبار کی اسپرٹ مجاہدانہ اور انقلابی رہے۔

زارشاہی پولیس مستقل طور سے ''پراودا،، کے پیچھے پڑی رہتی تھی۔ ۸(۲۱) جولائی ۱۹۱۴ء کو اخبار بند کر دیا گیا۔ ''پراودا،، ۱۹۱۷ء میں فروری کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد پھر جاری کیا گیا۔ عارضی حکومت بھی اس کے پیچھے پڑی رہی اور اخبار کو کئی بار اپنا نام بدلنا پڑا۔ ۲۷ اکتوبر (۹ نومبر) ۱۹۱۷ء سے اخبار اپنے پرانے نام ''پراودا،، سے مستقل طور سے نکلنے لگا۔ صفحہ ۱۰۶

۷۲ - دوسری انٹرنیشنل کی کوپن ہیگن کانگریس ۲۸ اگست سے ۳ ستمبر ۱۹۱۰ء تک ہوئی۔ کانگریس نے جو قرارداد ''عکسریت پرستی اور جنگ کے خلاف جدوجہد،، پر منظور کی، اس نے اشتوت گرت کی ''عسکریت پرستی اور بین الاقوامی تصادم،، کے متعلق قرارداد کی تصدیق کی۔ اس کے علاوہ

کوپن ہیگن کانگریس کی قرارداد میں یہ مطالبات بھی شامل تھے جنھیں پارلیمنٹوں میں پیش کرنے کےلئے اشتراکی ممبروں کو پابند کیا گیا تھا - (۱) ریاستوں کے درمیان تمام تصادموں کو لازمی طور پر ثالثی عدالت کے سامنے فیصلے کے لئے حوالے کرنا، (ب) عام ترک اسلحہ، (ج) خفیہ فن سفارت کا خاتمہ، (د) تمام قوموں کی خودمختاری، فوجی حملے اور تشدد سے ان کی حفاظت - صفحہ ۱۱۳

۷۳ - دوسری انٹرنیشنل کی بازیل کانگریس ۲۵ — ۲۴ نومبر ۱۹۱۲ء کو بازیل شہر میں ہوئی - کانگریس نے ایک مینی فیسٹو منظور کیا جس میں آنے والی عالمی جنگ کی قزاقانہ نوعیت کو بےنقاب کیا گیا اور تمام ملکوں کے سوشلسٹوں سے یہ اپیل کی کہ وہ اس جنگ کے خلاف اٹل جدوجہد کریں - صفحہ ۱۱۳

۷۴ - برطانوی سوشلسٹ پارٹی (British Socialist Party) ۱۹۱۱ء میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے دوسرے سوشلسٹ گروپوں کے ساتھ اتحاد کی بنا پر مانچسٹر میں قائم ہوئی - برطانوی سوشلسٹ پارٹی مارکس کے نظریات کے مطابق ایجی ٹیشن کرتی تھی اور بقول لینن ''موقع پرست نہ تھی اور واقعی اعتدال پسندوں سے آزاد تھی - ''

عالمی سامراجی جنگ (۱۹۱۸ء — ۱۹۱۴ء) کے دور میں پارٹی کے اندر بین الاقوامیت کے رجحان اور سماجی جارحانہ قوم پرست رجحان (جس کا رہنما ہائنڈمان تھا) کے درمیان سخت جد و جہد شروع ہوئی - اپریل ۱۹۱۶ء میں شہر سولفورڈ میں اس پارٹی کی سالانہ کانفرنس ہوئی جس میں ہائنڈمان اور اس کے حامیوں کی سماجی جارحانہ قوم پرست رویے کی سخت مذمت کی گئی اور انھیں پارٹی سے نکال دیا گیا - ۱۹۱۹ء میں اس پارٹی کی مقامی تنظیموں کی غالب اکثریت (۹۸ حق میں اور ۴ خلاف) نے کمیونسٹ انٹرنیشنل کی ممبری کے حق میں ووٹ دیا - ۱۹۲۰ء میں ہونے والی پہلی متحدہ کانگریس میں برطانوی سوشلسٹ پارٹی

کی مقامی تنظیموں کی غالب اکثریت کمیونسٹ پارٹی میں ضم ہو گئی۔ صفحہ ۱۱۹

۷۵ - «Avanti!» (''قدم بڑھاؤ!،،) — اٹلی کی اشتراکی پارٹی کا مرکزی ترجمان جو دسمبر ۱۸۹۶ء میں قائم ہوئی تھی۔ صفحہ ۱۲۰

۷۶ - ''گولوس،، (''آواز،،) — تروتسکی کا حامی مینشویک روزنامہ جو ۱۵ — ۱۹۱۴ء میں پیرس سے شائع ہوتا تھا۔ صفحہ ۱۲۰

۷۷ - لینن کا یہ اشارہ ہے روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے منشور ''جنگ اور روسی سوشل ڈیموکریسی،، کی جانب۔ یہ یکم نومبر ۱۹۱۴ء کو اخبار ''سوشل ڈیموکریٹ،، کے شمارے ۳۳ میں چھپا تھا۔ صفحہ ۱۲۱

۷۸ - «Bremer Bürger-Zeitung» — جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کے بریمین گروپ کا روزنامہ۔ یہ ۱۸۹۰ء تا ۱۹۱۹ء شائع ہوا۔ یہ اخبار دراصل ۱۹۱۶ء تک بائیں بازو کے جرمن سوشل ڈیموکریٹوں کا ترجمان تھا، اس کے بعد یہ سماجی جارحانہ قوم پرستوں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

«Volksrecht» (''عوامی حق،،) — سوئٹزرلینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ترجمان روزنامہ اخبار جو زیورچ سے ۱۸۹۸ء میں چھپنا شروع ہوا۔ پہلی عالمی سامراجی جنگ کے زمانے میں اس اخبار میں بائیں بازو سے تعلق رکھنے والے سوشل ڈیموکریٹوں کے مضامین شائع ہوتے تھے۔ صفحہ ۱۲۱

۷۹ - ''ایسکرا،، — یہ پہلا کل روس غیرقانونی مارکسی اخبار تھا جس کی بنیاد ۱۹۰۰ء میں لینن نے ڈالی تھی۔ اس نے روسی سوشلسٹ ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کے قیام میں فیصلہ کن رول ادا کیا۔ ۱۹۰۳ء میں دوسری کانگریس کے بعد منشویکوں نے ''ایسکرا،، پر قبضہ جمالیا اور ۵۲ ویں شمارے سے ''ایسکرا،، انقلابی مارکس‌ازم کا ترجمان نہیں رہا۔ پرانے، انقلابی (۵۲ ویں شمارے تک) ''ایسکرا،،

سے ممیز کرنے کے لئے لینن نے اس کو ''نیا،،، موقع پرست ''ایسکرا،، کہا۔ صفحہ ۱۲۱

۸۰ - ایوان ایوانوویچ اور ایوان نکیفوروویچ — مصنف گوگول کی کہانی ''ایوان ایوانوویچ کس طرح ایوان نکیفوروویچ سے جھگڑے،، کے کردار۔ صفحہ ۱۳۲

۸۱ - اتحاد چہار گانہ — ۱۹۱۵ء میں برطانیہ، فرانس، روس اور اٹلی کے درمیان سامراجی سمجھوتہ۔ جب اٹلی اتحاد ثلاثہ (جرمنی، آسٹریا ھنگری اور اٹلی) سے علحدہ ھوکر دوسرے سامراجی گٹھ جوڑ یعنی تین طاقتوں کے مابین معاھدے (۱۹۰۷ء) میں شامل ھوا تو پھر اس بنیاد پر اتحاد چہارگانہ کا شریک بن گیا۔ صفحہ ۱۳۶

۸۲ - لیبر پارٹی (Labour Party) — اس کی بنیاد ۱۹۰۰ء میں ٹریڈیونینوں، اشتراکی تنظیموں اور گروپوں کو متحد کرکے پارلیمنٹ میں مزدوروں کے نمائندے (''مزدوروں کی نمائندگی کی کمیٹی،،) بھیجنے کے مقصد سے کی گئی۔ ۱۹۰۶ء میں اس کمیٹی کو لیبر (مزدور) پارٹی کا نام دیا گیا جس نے ابتدا میں مزدور طبقے کی پارٹی کی صورت اختیار کی (آگے چل کر اس میں پیٹی بورژوا عناصر کافی تعداد میں شامل ھوگئے)۔ اپنے نظریات اور طریقۂ کار کے لحاظ سے یہ موقع پرست تنظیم ھے۔ پارٹی کے قیام کے وقت سے ھی اس کے لیڈر بورژوازی سے طبقاتی تعاون کی پالیسی پر عمل پیرا ھیں۔ صفحہ ۱۴۲

۸۳ - انتظامیہ کمیٹی — مینشویکوں کا رھبر مرکز۔ اسے مینشویک انسداد پرستوں اور دوسرے پارٹی مخالف گروپوں اور رجحانات نے مل کر اگست ۱۹۱۲ء کی کانفرنس میں قائم کیا تھا۔ صفحہ ۱۴۲

۸۴ - چھے ایدزے کا گروپ — چوتھی ریاستی دوما میں مینشویکوں کا گروپ جس کا لیڈر چھے ایدزے تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران اس گروپ نے دوما میں انتہائی موقع پرستی کا رویہ

اختیار کیا لیکن درحقیقت وہ روسی سماجی جارحانہ قوم‌پرستی کا حامی تھا۔ صفحہ ۱۴۲

۸۵ - شیروکی سوشلسٹ (''اوبشے دیلو''، (''مشترک مقصد''،) کے کارکن کے نام سے بھی مشہور تھے) — بلغاریہ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے اندر ایک موقع پرست رجحان۔ اس نے ۱۹۰۰ء سے رسالہ ''اوبشو دیلو'' شائع کرنا شروع کیا۔ دسویں کانگریس (۱۹۰۳ء) میں سوشل ڈیموکریٹک پارٹی میں پھوٹ پڑنے کے بعد انھوں نے علحدہ اصلاح پسند سوشل ڈیموکریٹک پارٹی بنالی، اسی کے ممبر ''شیروکی'' سوشلسٹ کہے جاتے تھے۔ پہلی عالمی جنگ میں ان کا رویہ سماجی جارحانہ قوم پرست تھا۔ صفحہ ۱۴۲

۸۶ - «Preußische Jahrbücher» (پروشیا کا سالنامہ) — جرمن سرمایہ‌داروں اور زمینداروں کا قدامت پسند رسالہ۔ یہ برلن میں ۱۸۵۸ء سے ۱۹۳۵ء تک شائع ہوتا رہا۔ صفحہ ۱۴۴

۸۷ - زمروالڈ بائیں بازو کا گروپ — انقلابی بین‌الاقوامیت پسندوں کی عالمی تنظیم جو لینن کی تحریک پر ستمبر ۱۹۱۵ء میں زمروالڈ (سوئٹزرلینڈ) میں عالمی اشتراکی کانفرنس کے وقت قائم کی گئی تھی۔ اس میں روس، جرمنی، ہولینڈ، سوئٹزرلینڈ، سویڈن، ناروے اور لیتویا کے بائیں بازووالے سوشل ڈیموکریٹ شامل تھے۔ لینن کے زیرھدایت انھوں نے کانفرنس میں مرکزیت پرستوں (موقع پرست جیسے) کی اکثریت کے خلاف جدوجہد کی اور قراردادوں اور منشور کے ایسے مسودے پیش کئے جن میں سامراجی جنگ کی مذمت کی گئی، سماجی جارحانہ قوم پرستوں کی غداری کا پردہ چاک کیا گیا اور جنگ کے خلاف سرگرم جدوجہد کی ضرورت بتائی گئی۔ مرکزیت کی اکثریت نے ان مسودوں کو مسترد کر دیا۔ بہرحال، منظور شدہ منشور کے اندر وہ اپنے مسودے کے کئی اہم نکات شامل کرانے میں کامیاب رہے۔ زمروالڈ کے بائیں بازو کے گروپ کے روح رواں بالشویک تھے جو آخر تک ثابت قدمی سے بین‌الاقوامی راستے پر گامزن رہے۔ بعد

میں مزید بین‌الاقوامیت‌پسند سوشل ڈیموکریٹک عناصر زمروالڈ کے بائیں بازو کے گروپ کے گرد جمع ہونے لگے۔

زمروالڈ کے بائیں بازو کے گروپ سے تعلق رکھنے‌والے کئی ملکوں کے سوشل ڈیموکریٹوں نے بڑے پیمانے پر انقلابی سرگرمیاں کیں اور اپنے اپنے ملک کے اندر کمیونسٹ پارٹی قائم کرنے میں اہم رول ادا کیا۔ صفحہ ۱۴۹

۸۸ - ''سوشل ڈیموکریٹ،، — غیرقانونی اخبار، روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کا مرکزی ترجمان جو فروری ۱۹۰۸ء سے جنوری ۱۹۱۷ء تک شائع ہوتا رہا۔ دوسرے شمارے سے اخبار بیرون ملک سے لایا جاتا تھا۔ اس کے کل ۵۸ شمارے شائع ہوئے جن میں سے پانچ کے ضمیمے نکالے گئے۔

''کمیونسٹ،، — یہ رسالہ ۱۹۱۵ء میں جنیوا سے اخبار ''سوشل ڈیموکریٹ،، کے ایڈیٹوریل بورڈ کے تحت شائع ہوا۔ اس کا صرف ایک (دوہرا) شمارہ شائع ہوا جس میں لینن کے تین مضامین تھے۔ صفحہ ۱۵۰

۸۹ - ''روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی انتظامیہ کمیٹی کے بدیسی سکریٹریٹ کا خبرنامہ،، — مینشویکوں کا اخبار تھا جو فروری ۱۹۱۵ء سے مارچ ۱۹۱۷ء تک جنیوا میں شائع ہوتا رہا۔ اس کے کل ملاکر دس شمارے شایع ہوئے۔ صفحہ ۱۵۸

۹۰ - جنگی صنعتوں کی کمیٹیاں — سامراجی بورژوازی نے روس میں ۱۹۱۵ء میں قائم کی تھیں۔ مزدوروں کو اپنے زیر اثر لانے کےلئے اور ان میں ''مادروطن کی حفاظت،، کا جذبہ پیدا کرنے کےلئے بورژوازی نے ان کمیٹیوں میں ''مزدوروں کے گروپ،، منظم کئے۔ ان گروپوں میں مزدور نمائندوں کی موجودگی بورژوازی کے لئے فائدہ مند تھی کیونکہ ان مزدوروں کا ذمہ یہ تھا کہ وہ جنگی صنعتوں میں مزدوروں میں محنت کی بارآوری بڑھاونے کا پروپگنڈہ کریں۔

مینشویکوں نے مزدوروں کے ایسے گروپ منظم کرنے میں

سرگرم حصه لیا - بالشویکوں کا نعره تها که جنگی صنعتوں کی کمیٹیوں کا بائیکاٹ کیا جائے - مزدوروں کی اکثریت نے اس نعرے کی حمایت کی - صفحه ۱۶۴

۹۱ - ''ناشے دیلو،، نوٹ ۴۰ دیکھئے -

''گولوس ترودا،، (''صدائے محنت،،) - منشویکوں کا قانونی اخبار جو سمارا شہر سے ۱۹۱۶ء میں چھپنا شروع ہوا - صفحه ۱۶۸

۹۲ - برن انٹرنیشل فروری ۱۹۱۹ء میں قائم کی گئی که دوسری انٹرنیشل بحال کی جا سکے - یه سماجی جارحانه قوم پرست پارٹیوں اور مرکزیت پرست پارٹیوں پر مشتمل تهی - صفحه ۱۷۲

۹۳ - ''جرمن انڈپنڈنٹ سوشل ڈیموکریٹک پارٹی،، - مرکزیت پرستوں کی پارٹی جو اپریل ۱۹۱۷ء میں قائم ہوئی - ''انڈپنڈنٹ،، لوگوں نے مرکزیت پسند جملوں کا نقاب پہن کر سماجی جارحانه قوم پرستوں کے ساتھ ''اتحاد،، کا پرچار کیا اور طبقاتی جدوجہد سے انکار کی حد تک گر گئے - پارٹی کا بنیادی حصه کاؤتسکی کی تنظیم ''محنتی دوسنی،، پر مشتمل تها - یه پارٹی ۱۹۲۲ء تک زنده رہی - صفحه ۱۸۱

۹۴ - یه اشاره ہے دوسری انٹرنیشنل کی کانفرنس کی طرف جو ۲ - ۹ اگست ۱۹۱۹ء کو شہر لیوسرن (سوئٹزرلینڈ) میں ہوئی تهی - صفحه ۱۸۱

۹۵ - امریکه کی کمیونسٹ پارٹی کا قیام ستمبر ۱۹۱۹ء میں عمل میں آیا - امریکی سوشلسٹ پارٹی کا بایاں بازو امریکه کی کمیونسٹ پارٹی کا روح رواں تها - صفحه ۱۸۲

۹۶ - بین الاقوامی رابطے بحال کرنے کی کمیٹی کو فرانسیسی بین الاقوامیت پسندوں نے جنوری ۱۹۱۶ء میں قائم کیا تها - کمیٹی نے سامراجی جنگ کے خلاف پرچاری کام کیا اور کئی کتابچے اور پرچیاں شائع کیں جن میں سامراجی

قزاقانہ مقاصد کو اور سماجی جارحانہ قوم پرستوں کے ہاتھوں مزدور طبقے کے مفادات سے غداری کو بے نقاب کیا۔ ۱۹۲۰ء میں یہ کمیٹی فرانسیسی کمیونسٹ پارٹی میں شامل ہو گئی۔

سنڈیکلسٹ حفاظتی کمیٹی بین الاقوامی رابطے بحال کرنے کی کمیٹی سے علحدہ ہو گئی اور ۱۹۱۶ء کی حزاں میں اپنی الگ سنڈیکلسٹ حفاظتی کمیٹی بنالی اس لئے کہ وہ پارلیمانی سرگرمیوں کے خلاف تھی۔ مئی ۱۹۱۹ء میں سنڈیکلسٹ حفاظتی کمیٹی نے کمیونسٹ انٹرنیشنل میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا۔ صفحہ ۱۸۲

۹۷ - ''انٹرنیشنل،، «L' Internationale» — فرانسیسی سنڈیکلسٹوں کا ہفتےوار اخبار، سنڈیکاسٹ حفاظتی کمیٹی کا ترجمان۔ یہ پیرس سے فروری تا جولائی ۱۹۱۹ء شائع ہوا۔ صفحہ ۱۸۲

۹۸ - «Le Titre Censuré» (''ممنوع نام،،) — کمیونسٹوں کا روزنامہ ترجمان، اپریل — جون ۱۹۱۹ء میں پیرس سے شائع ہوا۔ صفحہ ۱۸۲

۹۹ - Shop Stewards Committees — پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں برطانیہ کے کئی صنعتی اداروں میں ایسی منتخبہ مزدوروں کی کمیٹیاں تھیں۔ سامراجی جنگ کے خلاف مزدوروں کی عوامی تحریک کا یہ ہراول بن گئیں۔ انھوں نے مزدوروں کے حالات زندگی بہتر کرنے کی جدوجہد کی بھی رہنمائی کی۔ صفحہ ۱۸۲

۱۰۰ - اسپارٹاک والے — جرمنی کے بائیں بازو کے سوشل ڈیمو کریٹوں کی انقلابی تنظیم کے ممبر۔ ''اسپارٹاک،، نامی گروپ کی تشکیل پہلی عالمی سامراجی جنگ کے شروع میں کارل لیبکنیحت، روزا لکسمبرگ، فرنس میرنگ، کلارا زیتکن وغیرہ نے کی۔ اسپارٹاک والے عوام میں انقلابی پروپیگنڈا،

جنگ کے خلاف عام جلسے منظم اور ہڑتالوں کی رہنمائی، پہلی عالمی جنگ کے سامراجی کردار اور سوشل ڈیمو کریسی کے موقع پرست لیڈروں کی غداری کو بےنقاب کرتے تھے۔

نومبر ۱۹۱۸ء میں جرمنی میں انقلاب شروع ہونے کے وقت اسپارٹاک والوں نے اپنی آزاد تنظیم ''اسپارٹاک کی انجمن،، بنائی۔ ۳۰ دسمبر ۱۹۱۸ء — یکم جنواری ۱۹۱۹ء میں اس کی اساسی کانگریس ہوئی جس میں جرمن کمیونسٹ پارٹی کی بنیاد ڈالی گئی۔ صفحہ ۱۸۲

۱۰۱ - لینن کا اشارہ ''بائیں بازو والے،، عناصر کے اس پارٹی مخالف گروپ سے ہے جو جرمن کمیونسٹ پارٹی سے علحدہ ہو گیا تھا اور جس نے اپریل ۱۹۲۰ء میں نام نہاد جرمن کمیونسٹ مزدور پارٹی قائم کر لی تھی۔ یہ ''بایاں بازو،، پیٹی بورژوا، نراجی سنڈیکلسٹ نقطۂ نظر کا حامی تھا۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کی دوسری کانگریس میں جب اس کے نمائندوں اوٹو رولے اور میرگیس کو حمایت حاصل نہ ہوسکی تو وہ کانگریس چھوڑکر چلے گئے۔ بعد کے برسوں میں پارٹی نے تنزل کرکے محض ایک غیراہم تنگ‌نظر گروپ کی شکل اختیار کرلی جسے مزدور طبقے کی کوئی حمایت حاصل نہیں تھی۔ صفحہ ۱۹۰

ناموں کا اشاریہ

— ا —

ادلر (Adler)، وکٹر (۱۹۱۸ ء — ۱۸۵۲ ء) — آسٹریا کی سوشل ڈیموکریسی کا ایک بانی اور رهنما۔ پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں (۱۸ — ۱۹۱۴ ء) اس کا رویه مرکزیت پرستی کا تھا۔ وہ طبقوں کے درمیان مصالحت کا پرچار کرتا تھا اور مزدوروں کے انقلابی اقدام کے خلاف تھا۔ صفحه ۱۳۴

اسپکٹیٹر (ناخیمسن، میرون ایسا کوویچ)، (سال پیدائش ۱۸۸۰ ء) — روسی ماهر معاشیات، مصنف، ''بند،، گروپ کا حامی۔ پہلی عالمی جنگ کے وقت مرکزیت پرستی کا رویه اختیار کیا۔ صفحات ۱۳۴، ۱۵۵

آستراخانتسیف ے۔ پ۔ (سال پیدائش ۱۸۷۵ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، تیسری ریاستی دوما میں سوشل ڈیموکریٹک گروپ کا ممبر جو مینشویکوں کا ساتھ دیتا تھا۔ صفحه ۸۶

استرووے، پیوتر بیرن گاردوویچ (۱۹۴۴ ء — ۱۸۷۰ ء) — روسی بورژوا ماهرمعاشیات اور صحافی۔ ۱۹۰۵ ء میں آئینی جمہوری (کیڈیٹ) پارٹی کے قیام سے هی اس کی مرکزی کمیٹی کا ممبر رها۔ ۱۹ ویں صدی کی نویں دهائی میں ''قانونی مارکس‌ازم،، کا نمایاں علمبردار۔ صفحات ۲۷، ۶۰

استولیپن، پیوتر ارکادی‌ویچ (۱۹۱۱ ء — ۱۸۶۲ ء) — زار کے روس میں ریاستی کارکن، ۱۹۰۶ ء سے ۱۹۱۱ء تک مجلس وزرأ کا صدر اور اندرونی معاملات کا وزیر۔ اس کا نام سخت سیاسی رجعت‌پرستی (۱۹۱۰ ء — ۱۹۰۷ ء) کے زمانے سے وابسته هے۔ صفحات ۶۸، ۶۹، ۷۲، ۷۳

اسکوبیلیف، ماتوی ایوانوویچ (۱۹۳۹ ء – ۱۸۸۵ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک، پہلی عالمی جنگ کے وقت سماجی جارحانہ قوم‌پرست۔ فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد بورژوا عارضی حکومت کا رکن۔ بعد میں مینشویکوں سے الگ ہوگیا۔ صفحہ ۱۶۶

اسمیرنوف، ے۔ (گوریویچ، ایمانویل لواویچ) (سال پیدائش ۱۸۶۵ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک انسداد پرست۔ پہلی عالمی جنگ میں سماجی جارحانہ قوم‌برست۔ صفحات ۱۱۵، ۱۲۰

اشٹامپفیر (Shtampfer)، فریڈرخ (۱۹۰۷ ء – ۱۸۷۴ ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے دائیں‌بازو کا ایک رہنما۔ پہلی عالمی جنگ میں انتہائی سماجی جارحانہ قوم‌پرست۔ صفحات ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۸، ۱۸۱، ۱۸۳

اکسیلروڈ، پاویل بوریسوویچ (۱۹۲۸ ء – ۱۸۵۰ ء) — روسی سوشل ڈیموکریسی کا ایک پرانا سرگرم کارکن، ”محنت کی نجات،، نامی گروپ کا ممبر۔ دوسری کانگریس (۱۹۰۳ ء) کے بعد مینشویک بن گیا اور پھر بعد میں انسداد پرست۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران (۱۸ – ۱۹۱۴ ء) سماجی جارحانہ قوم‌پرست تھا اور اسے ”مرکزیت،، کے نعروں سے چھپاتا تھا۔ ۱۹۱۷ ء میں بورژوا عارضی حکومت کا ساتھ دیا۔ اکتوبر اشتراکی انقلاب کے بعد وطن چھوڑ کر بدیس چلا گیا۔ صفحات ۱۶، ۸۱، ۱۴۱، ۱۴۷ – ۱۴۹، ۱۵۵

الیکسینسکی، گریگوری الیکسئی‌ویچ (سال پیدائش ۱۸۷۹ ء) ۷ – ۱۹۰۵ ء کے انقلاب کے وقت سوشل ڈیموکریٹ اور بالشویک تھا۔ انقلاب کی ناکامی کے بعد ”اوتزوویزم،، کا حامی اور ”وپیریود،، خاسی پارٹی مخالف گروپ کا ایک منظم کرنے‌والا۔ پہلی عالمی جنگ میں جارحانہ قوم‌پرست بن کر اس نے زارشاہی کی حکومت کی قزاقانہ پالیسی کا ساتھ دیا۔ اکتوبر اشتراکی

انقلاب کے بعد انقلاب دشمنی کا سرگرم حامی تھا پھر تارک‌وطن ہو گیا۔ صفحات ۸۲، ۱۲۰

آنکیٹل (Anketil)، جارج — فرانسیسی صحافی۔ ۱۹۱۹ ء میں اخبار «Le Titre Censuré!!!» ('' ممنوع نام ،،) کا مدیر۔ صفحہ ۱۸۲

اووین (Owen)، روبرٹ (۱۸۵۸ ء — ۱۷۷۱ ء) — عظیم برطانوی سوشلسٹ اور یوٹوپیائی۔ صفحہ ۱۱

ایروے (Erve)، گوستاف (۱۹۴۴ ء — ۱۸۷۱ ء) — فرانس کا اشتراکی، مصنف اور قانون‌داں۔ پہلی عالمی جنگ میں سماجی جارحانہ قوم‌پرست۔ ۱۹۱۸ ء میں اسے فرانس کی اشتراکی پارٹی سے نکال دیا گیا۔ صفحات ۳۷ — ۳۹، ۱۱۹، ۱۲۰

ایزگویف (لاندے)، الیکساندر سالمونوویچ (سال پیدائش ۱۸۷۲ ء) — روسی مصنف اور کیڈیٹ۔ صفحہ ۶۰

ایگوروف، نکولائی ماکسیموویچ (سال پیدائش ۱۸۷۱ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، تیسری ریاستی دوما کا ممبر۔ اس کے سوشل ڈیموکریٹک گروپ کا ممبر تھا اور بالشویکوں کا ساتھ دیتا تھا، بعد میں انسداد پرست بن گیا۔ صفحہ ۸۷

ایگوریف، (گوریف) بوریس ایساکوویچ (سال پیدائش ۱۸۷۴ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ۔ ۷ — ۱۹۰۵ ء کے انقلاب کی ناکامی کے بعد مینشویکوں کا حامی اور انسداد پرست بن گیا۔ صفحہ ۸۳

اینگلس (Engels)، فریڈرک (۱۸۹۵ ء — ۱۸۲۰ ء) — سائنسی کمیونزم کے بانیوں میں سے تھے۔ بین‌الاقوامی پرولیتاریہ کے لیڈر اور معلم، کارل مارکس کے دوست اور ساتھی۔ صفحات ۲۳، ۳۱، ۳۳، ۸۹، ۱۲۷ — ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۶، ۱۶۰ — ۱۶۵، ۱۶۹، ۱۸۰، ۱۸۷ — ۱۸۹، ۱۹۳

برانتنگ (Branting) ، کارل یالمر (۱۹۲۵ ء — ۱۸۶۰ ء) — سویڈن کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا رہنما ، موقع‌پرست ۔ پہلی عالمی جنگ کے وقت سماجی جارحانہ قوم پرست تھا ۔ ۱۹۱۷ ء میں مخلوط حکومت میں شامل ہوگیا ۔ صفحات ۱۴۲ ، ۱۷۶ ، ۱۸۱ ، ۱۸۲

برنشٹائن (Bernstein) ، ایڈورڈ (۱۹۳۲ ء — ۱۸۵۰ ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے انتہاپسند موقع پرست بازو اور دوسری انٹرنیشنل کا لیڈر ، ترمیم‌پرستی اور اصلاح پسندی کا نظریہ‌داں ۔ صفحات ۷ ، ۳۳ ، ۳۵ ، ۴۸ ، ۶۲ ، ۱۳۱ ، ۱۴۱

بروکیر (Brouckere) ، لوئی (۱۹۵۱ ء — ۱۸۷۰ ء) — بلجیم کی مزدور پارٹی کے لیڈروں میں سے ایک ۔ پہلی عالمی جنگ تک اس پارٹی کے بائیں‌بازو کا رہنما ۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران سماجی جارحانہ قوم پرست ۔ صفحات ۳۶ ، ۴۸

بری‌آن (Briand) ، اریستید (۱۹۳۲ ء — ۱۸۶۲ ء) — فرانسیسی ریاستی کارکن اور مدبر ۔ کچھ دن تک اس کا تعلق سوشلسٹوں کے بائیں‌بازو سے رہا ۔ ۱۹۰۲ ء میں پارلیمنٹ میں آیا اور رجعت پرست بورژوا سیاست‌داں کی حیثیت سے کھلم کھلا مزدور طبقے کی مخالفت کرنے لگا ۔ ۱۹۱۳ ء ، ۱۷ — ۱۹۱۵ ء اور ۲۲ — ۱۹۲۱ ء میں وزیراعظم رہا ۔ صفحہ ۱۴۷

بزاروف ، ولادیمیر الیکساندرووِیچ (۱۹۳۹ ء — ۱۸۷۴ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ ، فلسفی ، ماہر معاشیات جس نے بالشویکوں کی کئی اشاعتی تنظیموں میں کام کیا ۔ ۷ — ۱۹۰۵ ء کے انقلاب کی ناکامی کے بعد وہ بالشویزم سے ہٹ گیا ۔ جن لوگوں نے مارکس‌ازم میں فلسفۂ ماخ کے نقطۂ نظر سے ترمیم کرنے کی کوشش کی ان میں وہ بھی شامل تھا ۔ صفحہ ۴۴

بسمارک (Bismarck) ، اوٹو ایڈورڈ لیوپولڈ (۱۸۹۸ ء — ۱۸۱۵ ء) — جرمنی کا ریاستی کارکن ۔ ۱۸۷۰ ء میں فرانس اور پروشیا کی

جنگ کے وقت اس کا چانسلر۔ اس نے پروشیا کی زیرقیادت علحدہ علحدہ جرمن ریاستوں کو واحد متحدہ جرمن سلطنت میں متحد کیا۔ ۱۸۷۱ء سے ۱۸۹۰ء تک جرمن سلطنت کی رائخ کا چانسلر رہا۔ صفحات ۵، ۷٦، ۱۱۱

بلانکی (Blanque)، لوئی اوگوست (۱۸۸۱ء — ۱۸۰۵ء) — ممتاز فرانسیسی انقلابی، یوٹوپیائی کمیونزم کا مشہور نمائندہ، ۱۸۳۰ء سے ۱۸۷۰ء تک پیرس کی بغاوتوں اور انقلابوں میں حصہ لیا۔ صفحات ٦، ۱۴، ۲۷، ۲۹

بلگاکوف، سرگئی نکولائی‌ویچ (۱۹۴۴ء — ۱۸۷۱ء) — روسی ماہر معاشیات، عینیت‌پرست فلسفی، کیڈیٹ پارٹی سے تعلق رکھتا تھا۔ صفحہ ۲۳

بوگدانوف، ا۔ (مالینوفسکی، الیکساندر الیکساندرووِیچ، ماکسیموف ن۔) (۱۹۲۸ء — ۱۸۷۳ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، فلسفی، ماہر معاشیات۔ ۷ — ۱۹۰۵ء کے انقلاب کی ناکامی کے بعد "اوتزوویزم" کے حامیوں کا لیڈر بن گیا۔ فلسفے کے میدان میں اس نے اپنا مکتب قائم کرنے کی کوشش کی جو «empiriomonism» کے نام سے مشہور ہے اور داخلی عینیت‌پسند ماخ کے فلسفے کی ایک قسم ہے۔ صفحات ۴۳، ۸۲

بولکین، فیودر افاناسیئےویچ (سال پیدائش ۱۸۸۸ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ اور مینشویک۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران فوجی صنعتی کمیٹیوں میں کام کیا۔ بعد میں مینشویزم کو خیرباد کہہ کر روسی کمیونسٹ پارٹی کا ممبر بن گیا۔ صفحہ ۱٦٦

بوہم‌باویرک (Bem—Baverk)، یوگینی (۱۹۱۴ء — ۱۸۵۱ء) — بورژوا ماہرمعاشیات۔ اپنی تصنیفات میں اس نے قدرزائد کے مارکسی نظریے کو اس بنا پر غلط ثابت کرنے کی کوشش کی کہ قدر زائد مزدور طبقے کے استحصال کا نتیجہ نہیں ہے بلکہ حال اور مستقبل کی سازگاری کے داخلی حساب کتاب کے فرق سے پیدا ہوتی ہے۔ صفحات ۴۴، ۴٦

بیبل (Bebel) ، آگسٹ (۱۹۱۳ ء — ۱۸۴۰ ء) — پیشے کے لحاظ سے مزدور ، جرمن اور بین الاقوامی مزدور تحریک کا ایک نمایاں رہنما ۔ کارل لیبکنیخت کے ساتھ مل کر جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کی بنیاد ڈالی اور جرمن سوشل ڈیموکریسی کے اندر ترمیم پرستی اور اصلاح پسندی کی مخالفت کی ۔ صفحات ۳۸ ، ۶۷ — ۶۹

بیر ۔ دیکھئے لیبر ۔

بیسولاتی (Bissolati) ، لیونیدا (۱۹۲۰ ء — ۱۸۵۷ ء) — اٹلی کی اشتراکی پارٹی کا ایک بانی ، اس کے اصلاح پسند بازو کا رہنما ۔ ۱۹۱۲ ء میں اشتراکی پارٹی سے نکال دیا گیا اور اپنی ''سماجی اصلاحی پارٹی ،، قائم کی ۔ پہلی عالمی جنگ میں سماجی جارحانہ قوم پرست تھا ۔ صفحات ۸۶ ، ۱۲۰ ، ۱۳۲ ، ۱۶۶

بیلاؤسوف ، تیرینتی اوسی پوویچ (سال پیدائش ۱۸۷۵ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ ، مینشویک انسداد پرست ، تیسری ریاستی دوما کا ممبر ۔ فروری ۱۹۱۲ ء میں دوما کی رکنیت سے استعفا دیئے بغیر سوشل ڈیموکریٹک گروپ کو چھوڑ دیا ۔ صفحات ۸۶ ، ۸۷

بیوخنر (Buchner) ، لڈوگ (۱۸۹۹ ء — ۱۸۲۴ ء) — جرمن فلسفی ، سوقیانہ مادیت کا ایک خاص نمائندہ ، بورژوا اصلاح پسند ۔ صفحہ ۲۳

— پ —

پانے کوک (Panneckock) ، انتونی (۱۹۶۰ ء — ۱۸۷۳ ء) — ھالینڈ کا سوشل ڈیموکریٹ ، عالمی سامراجی جنگ کے دوران بین الاقوامیت پسند ۔ ۱۹۱۸ ء — ۱۹۲۱ ء میں ھالینڈ کی کمیونسٹ پارٹی میں شریک ھوا اور کمینٹرن (کمیونسٹ انٹرنیشنل) کے کام میں حصہ لیا ۔ انتہائی بائیں بازو کا شدید گروہ بند رویہ اختیار کیا ۔ ۱۹۲۱ ء میں کمیونسٹ پارٹی سے الگ ھوگیا ۔ صفحات ۵۱ — ۵۶ ، ۱۲۰ ، ۱۳۳

پرودھون (Proudhon)، پیئر ژوزیف (۱۸۶۵ ء— ۱۸۰۹ ء) — فرانسیسی صحافی، ماہر معاشیات وسماجیات، پیٹی بورژوازی کا نظریہ‌داں اور ” نراجیت ،، کے بانیوں میں سے ایک۔ صفحات ۱۲، ۲۳، ۲۷، ۲۹، ۳۱

پریدکالن (Predkaln) اندرئی یانوویچ (۱۹۲۳ ء— ۱۸۷۳ ء) — لیتویا کا سوشل ڈیموکریٹ، تیسری ریاستی دوما کا ممبر، دوما میں بالشویک پارٹی کے سوشل ڈیموکریٹک گروپ کی حمایت کرتا تھا۔ صفحہ ۸۷

پلیخانوف، گیورگی والین‌تینوویچ (۱۹۱۸ ء— ۱۸۵۶ ء) — روسی اور بین‌الاقوامی مزدور تحریک کا نمایاں کارکن اور روس میں مارکس‌ازم کا پہلا پرچارک، پہلی مارکسی ” محنت کی نجات ،، نامی انجمن کا بانی تھا۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگریس کے بعد پلیخانوف نے موقع پرستی سے سمجھوتہ کا رویہ اختیار کیا اور اس کے بعد مینشویکوں میں شامل ہو گیا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران (۱۸—۱۹۱۴ ء) اس نے سماجی جارحانہ قوم پرستی کا رویہ اختیار کیا۔ فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد روس میں واپس آیا اور بورژوا عارضی حکومت کی حمایت کی۔ عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کا مخالف رہا۔ صفحات ۲۶—۳۱، ۳۶، ۴۴، ۷۶—۸۷، ۱۱۵، ۱۱۹—۱۲۱، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۹، ۱۵۹، ۱۶۷

پوانکارے (Puankare)، رائیمون (۱۹۳۴ ء— ۱۸۶۰ ء) — فرانس کا بورژوا سیاست‌داں۔ کئی بار فرانس کی حکومت میں وزیر رہا اور فرانسیسی بورژوازی کے انتہائی جارحانہ حلقوں کی نمائندگی کی۔ ۱۹۲۲—۲۴ ء اور پھر ۱۹۲۶—۲۹ ء میں وزیراعظم تھا۔ صفحہ ۱۱۲

پوتریسوف، الیکساندر نکولائی‌ویچ (۱۹۳۴ ء— ۱۸۶۹ ء) — مینشویکوں کا ایک لیڈر۔ ۱۹۰۵—۷ ء کے روسی انقلاب کی ناکامی کے بعد انسداد پرست ہو گیا۔ پہلی عالمی جنگ کے وقت سماجی جارحانہ قوم‌پرست تھا۔ سوشلسٹ انقلاب کے بعد وطن

کے باہر چلا گیا اور سوویت روس کے خلاف کارروائیاں کرتا رہا۔
صفحات ۷۲، ۸۰، ۸۱، ۱۵۹، ۱۶۶، ۱۶۹

پوکروفسکی، ایوان پیتروویچ (سال نیدائش ۱۸۷۲ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، تیسری ریاستی دوما کا ممبر اور دوما کے سوشل ڈیموکریٹک گروپ کا کارکن۔ صفحہ ۸۷

پولیتائیف، نکولائی گورئیویچ (۱۸۷۲ ء — ۱۹۳۰ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، بالشویک، تیسری ریاستی دوما کا ممبر اور دوما کے سوشل ڈیموکریٹک گروپ کا رکن۔ صفحہ ۸۷

پیریکا (Perika)، ریموند — فرانس کے عمارتی مزدوروں کی فیڈریشن کا سکریٹری۔ پہلی عالمی جنگ میں بین الاقوامیت پسندی پر گامزن رہا۔ ۱۹۱۹ ء میں اخبار «L'Internationale» مدیر کی حیثیت سے شائع کرنا شروع کیا۔ فرانس میں تیسری انٹرنیشنل کی کمیٹی کا ممبر تھا۔ صفحہ ۱۸۲

— ت —

تروتسکی، لیف داوی‌دوویچ (برونشتیئن) (۱۸۷۹ ء — ۱۹۴۰ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک اور انسداد پرست۔ پہلی عالمی جنگ میں مرکزیت‌پرست، جنگ، امن اور انقلاب کے سوال پر لینن کی مخالفت کی۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی چھٹی کانگریس میں اسے بالشویک پارٹی میں شامل کر لیا گیا۔

اکتوبر اشتراکی انقلاب کے بعد کئی ذمے دار عہدوں پر مامور رہا۔ اشتراکیت کی تعمیر کے لیننی پروگرام کے خلاف اور پارٹی کی عام‌پالیسی کے خلاف گٹھبندی سے جدوجہد کی اور سوویت یونین میں اشتراکیت کی فتح کو ناممکن قرار دیا۔

کمیونسٹ پارٹی نے تروتسکی‌ازم کو پارٹی کے اندر پیٹی بورژوا کجروی کی حیثیت سے فاش کیا، اسے نظریاتی اور تنظیمی میدانوں میں شکست دی۔ ۱۹۲۷ ء میں تروتسکی کو پارٹی سے خارج کر دیا گیا، ۱۹۲۹ ء میں اس کی سوویت دشمن

سرگرمیوں کے سبب سوویت یونین سے باہر نکال دیا گیا اور ۱۹۳۲ ء میں سوویت شہریت سے محروم ہو گیا۔ صفحات ۸۲ ، ۸۴ ۸۷ ، ۱۰۶ ، ۱۵۵ ، ۱۵۸

ترولسترا (Trulstra) ، پیتر ائیلیس (۱۹۳۰ ء — ۱۸۶۰ ء) — هالینڈ کی مزدور تحریک کا ایک رهنما ، دائیں بازو کا اشتراکی۔ هالینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک مزدور پارٹی کا ایک بانی (۱۸۹۴ ء) اور رهنما ، موقع پرست۔ پہلی عالمی جنگ میں سماجی جارحانہ قوم پرستی کا حامی جس کا جھکاؤ جرمنی کی جانب تھا۔ صفحات ۱۳۲ ، ۱۸۳ ، ۱۸۴

توراتی (Turati) ، فیلیپو (۱۹۳۲ ء — ۱۸۵۷ ء) — اٹلی کی مزدور تحریک کا اصلاح پسند کارکن ۔ اٹلی کی سوشلسٹ پارٹی (۱۸۹۲ ء) منظم کرنےوالوں میں سے تھا۔ پرولیتاریه اور بورژوازی کے درمیان طبقاتی تعاون کی سیاست پر گامزن رها۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران مرکزیت پرستانه رویه اختیار کیا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی طرف اس کا رویه دشمنی کا تھا اور اس نے اطالوی محنت کشوں کی انقلابی تحریک کی مخالفت کی۔ صفحه ۱۷۴

تھیونین (Tyunen) ، ایوهان هنریخ (۱۸۵۰ ء — ۱۷۸۳ ء) — جرمنی کا بورژوا ماهر معاشیات ، زرعی معیشت کا ماهر ۔ صفحه ۲۳

— چ —

چھیےایدزے ، نکولائی سیمیونویچ (۱۹۲۶ ء — ۱۸۶۴ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ ، تیسری اور چوتھی ریاستی دوما کا ممبر ، دوما میں مینشویک گروپ کا لیڈر ۔ فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد بورژوا عارضی حکومت کی سرگرمی سے مدد کی۔ اکتوبر اشتراکی انقلاب کے بعد جارجیا میں انقلاب‌دشمن مینشویک حکومت کا صدر ۔ ۱۹۲۱ ء میں جارجیا میں سوویت اقتدار قائم ہونے کے بعد تارک‌وطن ہو گیا۔ صفحات ۸۷ ، ۱۳۲ ، ۱۶۶ ، ۱۶۸

چھینکیلی، اکاکی ایوانوویچ (۱۹۵۹ء — ۱۸۶۳ء) — سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک۔ پہلی عالمی جنگ کے وقت مرکزیت پرستی پر گامزن رہا۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد ماورائےقفقاز میں بورژوا عارضی حکومت کا نمائندہ تھا۔ ۱۹۲۱ء — ۱۹۱۸ء میں جارجیا کی مینشویک حکومت میں وزیرخارجہ ہوا، بعد میں انتقال‌وطن کر لیا۔ صفحہ ۱۰۹

چیرنوف، وکٹر میخائلوویچ (۱۹۵۲ء — ۱۸۷۶ء) — روسی اشتراکی انقلابیوں کا ایک رہبر اور نظریہ‌داں۔ پہلی عالمی جنگ میں اپنے سماجی جارحانہ قوم‌پرستانہ رویے کو دائیں بازو کے نعروں سے چھپانے کی کوشش کی۔ ۱۹۱۷ء میں بورژوا عارضی حکومت میں وزیرزراعت تھا۔ صفحات ۱۷۶ — ۱۷۹

چیئز (Chaise)، اسٹوارٹ (سال‌پیدائش ۱۸۸۸ء) — امریکہ کا ایک نمایاں مصنف اور ماہر معاشیات، عمرانیات اور معاشیات پر کئی کتابوں کا مصنف۔ صفحہ ۱۷۶

— د، ڈ —

دان، فیودر ایوانوویچ (۱۹۴۷ء — ۱۸۷۱ء) — ایک مینشویک لیڈر۔ ۱۹۰۵ — ۷ء کے انقلاب کی ناکامی کے بعد انسداد پرست ہوگیا اور ان کے اخبار ”گولوس سوتسیال دیموکراتا“ کا مدیر۔ صفحات ۶۳، ۸۰

دتسگین (Dietzgen)، ایوسیف (۱۸۸۸ء — ۱۸۲۸ء) — جرمن جوتےساز مزدور، سوشل ڈیموکریٹوں کا نمایاں رکن۔ فلسفی جو خود جدلیاتی مادیت تک پہنچا۔ صفحہ ۲۳

دنیکن، انتون ایوانوویچ (۱۹۴۷ء — ۱۸۷۲) — زار کا جنرل تھا۔ روس میں خانہ‌جنگی کے دوران سفید محافظوں کی تحریک کے سربراہوں میں سے تھا اور جنوبی روس میں سوویت‌دشمن مسلح طاقتوں کا کمانڈر انچیف تھا۔ سوویت فوج کے ہاتھوں شکست کے بعد وہ بیرون ملک چلا گیا۔ صفحات ۱۷۷، ۱۹۱

دنیونتسکی، پ۔ ن۔ (زیدرباؤم ف۔ او۔) (سال پیدائش ۱۸۸۳ء) — سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک، مصنف، پارٹی کے حامی مینشویکوں میں سے تھا۔ پلیخانوف کے اخبار ”سوشل ڈیموکریٹ کا روزنامچہ“ میں اور بالشویکوں کے اخباروں ”زویزدا“ اور ”پراودا“ میں کام کرتا تھا۔ صفحہ ۷۰

ڈیوڈ (David)، ایڈورڈ (۱۹۳۰ء — ۱۸۶۳ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے دائیں بازو کا ایک رہنما، ترمیم پرست۔ پہلی عالمی جنگ میں سماجی جارحانہ قوم پرست۔ صفحات ۳۳، ۱۴۳، ۱۴۷ — ۱۵۰، ۱۵۹

ڈیورنگ (Dühring)، ایوگینی کارل (۱۹۲۱ء — ۱۸۳۳ء) — جرمن فلسفی اور ماہر معاشیات۔ فلسفے، سیاسی معاشیات اور سوشلزم کے مسائل کے بارے میں ڈیورنگ کے گمراہ کن خیالات پر اینگلس نے اپنی کتاب ”اینٹی ڈیورنگ، سائنس میں الٹ پلٹ، جو جناب ایوگینی ڈیورنگ کی تخلیق ہے“ (۱۸۷۸ء — ۱۸۷۷ء) میں سخت نکتہ چینی کی۔ صفحات ۲۳، ۴۱ ۴۴، ۱۰۶

— ر —

ریازانوف، داوید بوریسوویچ (۱۹۳۸ء — ۱۸۷۰ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک۔ پہلی عالمی سامراجی جنگ میں مرکزیت پرست تھا۔ صفحہ ۱۹۱

ریکارڈو (Ricardo)، ڈیوڈ (۱۸۲۳ء — ۱۷۷۲ء) — ممتاز انگریزی ماہرمعاشیات، کئی کتابیں لکھیں جن میں کلاسیکی بورژوا علم سیاسی معاشیات کو انتہا تک پہنچایا گیا ہے۔ صفحہ ۲۳

رینادیل (Renodel)، پیئر (۱۹۳۵ء — ۱۸۷۱ء) — فرانس کی اشتراکی پارٹی کا ایک اصلاح پسند ایڈر۔ ۲۰ — ۱۹۱۴ء میں «L'Humanite» کا مدیر، پہلی عالمی جنگ میں سماجی جارحانہ قوم پرست۔ صفحات ۱۴۴، ۱۶۷، ۱۶۹، ۱۸۱

زخاروف، میخائل واسی‌لئےویچ (سال پیدائش ۱۸۸۱ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، بالشویک۔ دوسری ریاستی دوما میں سوشل ڈیموکریٹک گروپ کا ممبر تھا۔ صفحہ ۸۷

زورگے، فریڈرخ اڈولف (۱۹۰۶ ء — ۱۸۲۸ ء) — جرمن سوشلسٹ، بین‌الاقوامی مزدور اور سوشلسٹ تحریک کا نمایاں کارکن، مارکس اور اینگلس کا دوست اور ہم‌خیال تھا۔ جرمنی میں ۴۹ — ۱۸۴۸ ء کے انقلاب کی ناکامی کے بعد انتقال وطن کرکے ریاستہائے متحدہ امریکہ چلا گیا۔ صفحات ۱۴۶، ۱۶۰، ۱۶۱

زیتکن (Zetkin)، کلارا (۱۹۳۳ ء — ۱۸۵۷ ء) — جرمن اور بین‌الاقوامی مزدور تحریک کی ایک ممتاز رہنما، جرمن کمیونسٹ پارٹی کی ایک بانی۔ صفحات ۳۵، ۳۶

زیدرباؤم ایو۔ او۔ دیکھئے مارتوف، ل۔

زیودیکم (Sudekum)، آلبرٹ (۱۹۴۴ ء — ۱۸۷۱ ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے موقع پرست لیڈروں میں سے تھا اور ترمیم پرست بھی۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران سخت سماجی جارحانہ قوم پرست تھا۔ صفحہ ۱۴۷

— ژ —

ژوریس (Jaures)، ژان (۱۹۱۴ ء — ۱۸۵۹ ء) — فرانسیسی اور بین‌الاقوامی اشتراکی تحریک کا ایک ممتاز رہنما، تاریخ دان۔ اصلاح پسند فرانسیسی کمیونسٹ پارٹی کا ایک بانی (۱۹۰۲ ء)، پارٹی کے سرکزی ترجمان «L'Humanite» کا بانی اور مدیر خاص۔ عسکریت پرستی اور سامراجی جنگ کی تیاریوں (۱۹۱۴ ء) کے خلاف سرگرمی سے لڑا۔ جون ۱۹۱۴ ء میں عسکریت پرستوں نے اسے قتل کرا دیا۔ صفحات ۳۹، ۴۸

— س —

سامبا (Sambat)، مارسیل (۱۹۲۲ء — ۱۸۶۲ء) — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کا ایک اصلاح پسند لیڈر اور اخبار نویس۔ پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں سماجی جارحانہ قوم پرست تھا۔ اگست ۱۹۱۴ء سے ستمبر ۱۹۱۷ء تک فرانس میں سامراجی "حکومت برائے قومی دفاع" میں پبلک خدمات کا وزیر رہا۔ صفحات ۱۳۲، ۱۴۴

سسماندی (Sismondi)، ژان شارل لیونار سیموند دے (۱۷۷۳ء — ۱۸۴۲ء) — سوئٹزرلینڈ کا ایک ماہر معاشیات۔ سرمایہ‌داری کا پیٹی بورژوا ناقد۔ صفحات ۳۴، ۱۵۴

سورکوف، پ۔ ای۔ (۱۹۴۶ء — ۱۸۷۶ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، بالشویک۔ تیسری ریاستی دوما کا ممبر اور سوشل ڈیموکریٹک گروپ کا رکن۔ صفحہ ۸۷

سیدوف۔ دیکھئے کولتسوف۔ د۔

— ش —

شلیاپنیکوف، الیکساندر گاوری‌لوویچ (۱۹۳۷—۱۸۸۵ء) — ۱۹۰۱ء سے بالشویک پارٹی کا ممبر۔ اکتوبر اشتراکی انقلاب کے بعد عوامی کمیساروں کی کونسل کا رکن اور محنت کا عوامی کمیسار۔ اس کے بعد ٹریڈ یونین اور معاشی تنظیموں میں کام کیا۔ ۱۹۲۰ — ۲۲ء میں پارٹی مخالف گروپ "مزدور مخالفت" کو منظم کرنے‌والا اور اس کا ایک لیڈر۔ پارٹی کی تطہیر کے زمانے میں ۱۹۳۳ء میں پارٹی سے خارج کر دیا گیا۔ صفحات ۱۹۱ — ۱۹۴

شورکانوف، واسیلی ایگوروویچ (سال‌پیدائش ۱۸۷۶ء) — تیسری ریاستی دوما کا ممبر، سوشل‌ڈیموکریٹک گروپ کا رکن۔بالشویک اخبار "زویزدا" اور انسدادپرست اخبار "ژیووئے دیلو" میں کام کیا۔ صفحہ ۸۷

شیئدمان (Scheidemann)، فلیپ (۱۸٦٥ء — ۱۹۳۹ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کے انتہائی موقع پرست دائیں بازو کا ایک لیڈر۔ پہلی عالمی جنگ کے وقت سماجی جارحانہ قوم پرستی پر گامزن رہا۔ ۱۹۱۸ء — ۱۹۲۱ء میں جرمن مزدور تحریک کو قتل و غارت کے ذریعہ دبانے والوں میں سے ایک تھا۔ صفحات ۱٦٧، ۱٦۹، ۱٧۲، ۱٧٧ — ۱۸۲

— ف —

فورئیے (Fourer)، شارل (۱٧٧۲ء — ۱۸۳٧ء) — فرانس کا عظیم یوٹوپیائی اشتراکی۔ صفحہ ۱۱

فولمار (Folmar)، گیورگ ہنریخ (۱۸٥۰ء — ۱۹۲۲ء) — جرمنی کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے موقع پرست بازو کا ایک لیڈر، اصلاح پسندی اور ترمیم پرستی کا نظریہ‌داں۔ صفحات ۳۸، ۳۹

— ک —

کانٹ (Kant)، ایمانوئیل (۱٧۲۴ء — ۱۸۰۴ء) — جرمن کلاسیکی فلسفے کا بانی تھا۔ کانٹ کے فلسفے نے ایک قسم کی داخلی عینیت پرستی اور لاادریت (agnosticism) پیش کی لیکن اس کے ساتھ ہی اس میں مادیت کے رجحانات بھی نمایاں تھے جن کا اظہار چاروں طرف کی دنیا کے معروضی وجود کے اعتراف سے ہوتا تھا۔ صفحہ ۳۲

کاؤتسکی (Kautsky)، کارل (۱۸٥۴ء — ۱۹۳۸ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک لیڈر۔ پہلے مارکسسٹ تھا، بعد میں مارکس‌ازم سے غداری کرکے مزدور تحریک کےلئے ایک انتہائی خطرناک رجحان یعنی مزدور تحریک میں موقع پرستانہ رجحان یعنی مرکزیت پرستی (کاؤتسکی‌ازم) کا نظریہ‌داں بن گیا۔ ”بالائے سامراج“ نامی رجعت پرست نظریے کا خالق، روس میں سوشلسٹ انقلاب اور

سوویت اقتدار کے خلاف زہر اگلنے والا۔ صفحات ۳۳، ۳۶، ۹۹، ۱۰۰، ۱۱۹، ۱۲۱، ۱۲۶ — ۱۵۱، ۱۵۳ — ۱۵۸، ۱۶۱ — ۱۸۵

کراؤلوف، و۔ ا۔ (۱۹۱۰ء — ۱۸۵۳ء) — کیڈیٹ۔ تیسری ریاستی دوما کا ممبر۔ جہاں لینن کے الفاظ میں اس نے " انتہائی پاجی، انقلاب‌دشمن کیڈیٹوں میں ایک اولین جگہ حاصل کر لی جو تیارشدہ ریاکارانہ باتیں کیا کرتے تھے"۔ صفحہ ۶۰

کریچیفسکی، بوریس نکولائی‌ویچ (۱۹۱۹ء — ۱۸۶۶ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ اور صحافی، "اکونومزم" کا ایک لیڈر۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگریس کے بعد سوشل ڈیموکریٹک تحریک سے الگ ہو گیا۔ صفحہ ۱۴۸

کلک (Kluck)، الیکساندر (۱۹۳۴ء — ۱۸۴۶ء) — جرمنی کا ایک جنرل، جرمن سامراجی عسکریت کا نمائندہ۔ جب پہلی عالمی جنگ شروع ہوئی تو شمالی فرانس میں پہلی جرمن فوج کی کمان کر رہا تھا۔ صفحہ ۱۳۲

کوزنیتسوف، گ۔ س۔ (سال پیدائش ۱۸۸۱ء) — تیسری ریاستی دوما کا ممبر اور سوشل ڈیموکریٹک گروپ کا رکن۔ صفحہ ۷۶

کوگیلمان (Kugelmann)، لڈوگ (۱۹۰۲ء — ۱۸۳۰ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ اور مارکس کا دوست تھا۔ ۱۸۴۸ — ۴۹ء کے جرمن انقلاب میں حصہ لیا اور پہلی انٹرنیشنل کا ممبر تھا۔ صفحات ۲۱، ۲۴، ۲۶، ۲۷، ۳۰، ۳۱

کولب (Kolb)، ولہلم (۱۹۱۸ء — ۱۸۷۰ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ، انتہائی موقع‌پرست اور ترمیم پرست۔ پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں سماجی جارحانہ قوم‌پرستی کا رویہ اختیار کیا۔ صفحات ۱۴۷، ۱۴۹

کولتسوف، د۔ (سیدوف، ل۔)، (۱۹۲۰ء — ۱۸۶۳ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک۔ رجعت پرستی کے دور (۱۹۰۸ء — ۱۰) میں انسداد پرست بن گیا۔ صفحہ ۹۶

کولچاک، الیکساندر واسی‌لئے‌ویچ (۱۸۷۳ء — ۱۹۲۰ء) — زار کے بیڑے کا امیرالبحر، شاہ پرست، ۱۹۱۸ — ۱۹ء میں روسی انقلاب دشمنی کا ایک بڑا رہنما۔ صفحات ۱۷۵ — ۱۷۷

کیرینسکی، الیکساندر فیودرووویچ (۱۸۸۱ء — ۱۹۷۰ء) — انقلابی اشتراکی، جولائی ۱۹۱۷ء سے بورژوا عارضی حکومت کا سربراہ تھا۔ اس نے جو پالیسی اختیار کی اس کا مقصد سامراجی جنگ جاری رکھنا اور سیاسی اقتدار بورژوازی کے ہاتھ میں رکھنا تھا۔ اکتوبر اشتراکی انقلاب کے بعد کیرینسکی ترک وطن کرکے بدیس چلا گیا۔ صفحات ۱۷۳، ۱۷۷

کیونیاک (Cavaignac)، لوئی ایوجین (۱۸۰۲ء — ۱۸۵۷ء) — فرانسیسی جنرل، رجعت پرست سیاسی کارکن۔ ۱۸۴۸ء کے فروری انقلاب کے بعد فوجی ڈکٹیٹرشپ کا لیڈر ہوا اور جون ۱۸۴۸ء میں غیرمعمولی سختی کے ساتھ پیرس کے مزدوروں کی بغاوت کو دبا دیا۔ صفحہ ۱۷۹

— گ —

گالی‌فے (Galliffet)، گلستن (۱۸۳۰ء — ۱۹۰۹ء) — فرانسیسی جنرل، ۱۸۷۱ء کے پیرس کمیون کا ایک جلاد۔ صفحہ ۱۷۹

گرئیلیخ (Greilich)، ہرمن (۱۸۴۲ء — ۱۹۲۵ء) — سوئٹزرلینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ایک بانی، اس کے دائیں بازو کا رہنما۔ پہلی عالمی جنگ کے وقت سماجی جارحانہ قوم‌پرست تھا۔ صفحہ ۱۴۲

گومپیرس (Gompers)، سیموئیل (۱۸۵۰ء — ۱۹۲۴ء) — امریکی ٹریڈیونین تحریک کا کارکن اور امریکی فیڈریشن آف لیبر کے بانیوں میں سے تھا اور ۱۸۹۵ء سے اس کا صدر رہا۔ سرمایہ‌داروں سے طبقاتی تعاون کی پالیسی پر عمل کرتا تھا اور مزدور طبقے کی انقلابی جدوجہد کا مخالف تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے دوران سماجی جارحانہ قوم‌پرستی کا حامی۔ صفحات ۱۰۲، ۱۸۱

گووزدیف، کوزما انتونوویچ (سال پیدائش ۱۸۸۳ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک انسداد پرست، پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں سماجی جارحانہ قوم‌پرست۔ فروری ۱۹۱۷ ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد پیٹروگراد سوویت کی انتظامی کمیٹی کا رکن اور بورژوا عارضی حکومت کا ممبر۔ صفحات ۱۶۶، ۱۶۹

گیدے (Guedes)، ژول (۱۸۴۵ ء — ۱۹۲۲ ء) — فرانس میں اشتراکی تحریک اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک بانی اور رہنما۔ اس نے فرانس میں مارکسی خیالات پھیلانے اور اشتراکی تحریک کو بڑھانے میں بڑا حصہ لیا۔ لیکن دائیں‌بازو کے اشتراکیوں کی پالیسی کی مخالفت کرتے ہوئے اس سے تنگ نظری کی غلطیاں بھی سرزد ہوئیں۔ پہلی عالمی جنگ کے شروع سے ھی اس کا رویہ سماجی جارحانہ قوم پرستی کا تھا اور وہ فرانس کی بورژوا حکومت میں شامل ہو گیا۔ صفحات ۳۸، ۴۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۳۹، ۱۴۰

گیگیچکوری، یوگینی پیتروویچ (سال پیدائش ۱۸۷۹ ء) — جارجیا کا سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک۔ تیسری ریاستی دوما کا ممبر اور دوما میں سوشل ڈیموکریٹوں کے گروپ کا رکن۔ صفحہ ۸۷

— ل —

لابریولا (Labriola)، آرتورو (۱۸۷۳ ء — ۱۹۵۹ ء) — اٹلی کا ایک سیاسی رهنما، قانون داں اور ماہر معاشیات، اٹلی میں سنڈیکلسٹ تحریک کا ایک لیڈر۔ سنڈیکلزم کے نظریے سے متعلق کئی کتابوں کا مصنف۔ صفحہ ۴۸

لارین، یو۔ (لورئیے، میخائل الیکساندرووِیچ) (۱۸۸۲ ء — ۱۹۳۲ ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک۔ روس میں ۱۹۰۵ — ۷ ء کے انقلاب کی شکست کے بعد انسداد پرستوں کا ایک لیڈر۔ صفحات ۶۳ — ۷۳، ۸۰

لاسال (Lassalle) ، فرڈیناںڈ (۱۸۶۴ء — ۱۸۲۵ء) — جرمن سوشلسٹ ، عام جرمن مزدوروں کی یونین کا بانی۔ کئی سیاسی سوالات پر اس کا رویہ موقع‌پرست تھا جس کی مارکس اور اینگلس نے سخت تنقید کی۔ صفحات ۱۲ ، ۱۳

لانگے (Lange) ، فریڈرخ البرٹ (۱۸۷۵ء — ۱۸۲۸ء) — جرمنی میں فلسفے کا بورژوا مؤرخ ، کانٹ کا جدید پیرو۔ صفحہ ۲۳

لائڈ جارج (Lloyd George) ، ڈیوڈ (۱۹۴۵ء — ۱۸۶۳ء) — برطانوی ریاستی کارکن اور لیبر پارٹی کا لیڈر۔ پہلی عالمی سامراجی جنگ کو بھڑکانے میں بڑا رول ادا کیا۔ ۱۹۱۶ء — ۱۹۲۲ء میں برطانیہ کا وزیراعظم رہا۔ روس میں اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد سوویت ریاست کے خلاف فوجی مداخلت اور ناکہ‌بندی کی ہمت‌افزائی کرنےوالوں اور ناظموں میں سے تھا۔ صفحات ۱۴۴ ، ۱۴۷ ، ۱۶۷ ، ۱۶۹

لکسمبرگ (Luxemburg) ، روزا (۱۹۱۹ء — ۱۸۷۱ء) — جرمن ، پولستانی اور بین‌الاقوامی مزدور تحریک کی ممتاز کارکن اور دوسری انٹرنیشنل کے بائیں‌بازو کے لیڈروں میں سے تھیں۔ ۱۸۹۷ء سے انھوں نے جرمن سوشل ڈیموکریٹک تحریک میں سرگرمی سے حصہ لیا۔ سامراجی جنگ کی ابتدا سے ھی انھوں نے بین‌الاقوامیت کا رویہ اختیار کیا۔ وہ ”انٹرنیشنل“ گروپ کے قیام کے محرکوں میں سے تھیں جس کا نام بدل کر ”اسپارٹاک“ ہوا اور اس کے بعد ”اسپارٹاک یونین“۔ جرمنی میں نومبر ۱۹۱۸ء کے انقلاب کے بعد روزا لکسمبرگ نے جرمن کمیونسٹ پارٹی کی تاسیسی کانگریس میں حصہ لیا۔ جنوری ۱۹۱۹ء میں ان کو گرفتار کر لیا گیا اور شیڈمان کی حکومت کے حکم کے مطابق ان کو سزائے موت دی گئی۔ صفحات ۳۸ ، ۱۷۱ ، ۱۷۴

لگاردیل (Lagardel) ، یوبیر (۱۹۵۸ء — ۱۸۷۴ء) — فرانس کا پیٹی بورژوا سیاسی کارکن ، نراجی سنڈیکلسٹ۔ فرانس میں نراجی سنڈیکلزم کے نظریے سے متعلق کئی کتابوں کا مصنف۔ صفحہ ۳۸

لوناچارسکی، اناتولی واسی‌لئےویچ (وائنوف)، (۱۹۳۳ ء — ۱۸۷۵ ء) — پیشہ‌ور انقلابی، ممتاز سوویت ریاستی کارکن۔ روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگریس کے بعد بالشویک ہوگیا۔ وہ صحافی، ڈرامہ‌نگار اور آرٹ‌وادب کے بارے میں کئی کتابوں کے مصنف تھا۔ صفحہ ۸۲

لونگے (Lonquest)، ژان (۱۹۳۸ ء — ۱۸۷۶ ء) — فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی اور دوسری انٹرنیشنل کا کارکن، جرنلسٹ۔ شارل لونگے اور جینی مارکس کا بیٹا۔ فرانسیسی اور بین‌الاقوامی سوشلسٹ پریس کا سرگرم کارکن۔ فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کے مرکزیت‌پرست بازو کا ایک لیڈر۔ چوتھی دھائی میں اس نے فسطائیت کے خلاف سوشلسٹوں اور کمیونسٹوں کے اقدامات کو متحد کرنے کی کوشش کی، فسطائیت اور جنگ کے خلاف جدوجہد کےلئے بین‌الاقوامی تنظیموں میں حصہ لیا۔ صفحات ۱۷۳، ۱۷۷

لیبر، میخائل ایساکوویچ (بیر) (۱۹۳۷ ء — ۱۸۸۰ ء) — ''بند،، اور انسداد پرستوں کا ایک لیڈر۔ پہلی عالمی جنگ کےوقت سماجی جارحانہ قوم پرست۔ صفحہ ۸۳

لیبکنیخت (Liebknecht)، کارل (۱۹۱۹ ء — ۱۸۷۱ ء) — جرمن اور بین‌الاقوامی مزدور تحریک کےایک نمایاں کارکن، موقع پرستی اور عسکریت‌پرستی کے خلاف سرگرم مجاھد۔ پہلی عالمی جنگ میں شروع سے ھی قطعی طور پر اپنی حکومت کی قزاقانہ جنگ کی حمایت کے خلاف رھے اور پورے رائخ‌ستاگ میں واحد شخص تھے جس نے جنگی قرضوں کے خلاف ووٹ دیا۔ انقلابی ''اسپارٹاک یونین،، کے ناظموں اور رھنماؤں میں سے تھے۔ جرمنی میں نومبر انقلاب کے دوران روزا لکسمبرگ کے ساتھ جرمن مزدوروں کے انقلابی ھراول کے سربراہ رھے۔ جرمن کمیونسٹ پارٹی کے بانیوں میں سے تھے اور جنوری ۱۹۱۹ ء میں برلن کے مزدوروں کی بغاوت کی رھنمائی کی۔ بغاوت کے کچلے جانے کے بعد نوسکے کے گروہ نے ان کو وحشیانہ طور پر قتل کردیا۔ صفحات ۱۰۲، ۱۲۰، ۱۳۹، ۱۷۱، ۱۷۳

لیبکنیخت (Liebknecht)، ولہلم (۱۹۰۰ء — ۱۸۲۶ء) — جرمن اور بین‌الاقوامی مزدور تحریک کا ایک نمایاں کارکن۔ جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے بانیوں اور لیڈروں میں سے ایک تھا۔ پہلی انٹرنیشنل کی سرگرمیوں اور دوسری انٹرنیشنل کی تنظیم میں اس نے زوروں کے ساتھ حصہ لیا۔ صفحات ۶۸، ۶۹

لیدیر (Leder)، و۔ ل۔ (۱۹۳۸ء — ۱۸۸۲ء) — پولینڈ کی مزدور تحریک کا ایک ممتاز رہنما۔ پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں سماجی جارحانہ قوم‌پرستی کا رویہ اختیار کیا۔ صفحہ ۱۲۱

لیڈیبور (Ledebur)، جارج (۱۹۴۷ء — ۱۸۵۰ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ، اشٹوت‌گارٹ بین‌الاقوامی اشتراکی کانگریس کا شریک جہاں اس نے نوآبادیاتی نظام کے خلاف تقریر کی۔ بعد میں وہ موقع‌پرست بن گیا۔ صفحہ ۳۳

لیگین (Legien)، کارل (۱۹۲۰ء — ۱۸۶۱ء) — دائیں بازو کا جرمن سوشل ڈیموکریٹ، جرمن ٹریڈیونین لیڈروں میں سے تھا اور ترمیم‌پرست بھی۔ صفحات ۱۰۲ — ۱۰۷، ۱۳۲ — ۱۳۴، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۵۱، ۱۵۹، ۱۶۷

لینچ (Lench)، پال (۱۹۲۶ء — ۱۸۷۳ء) — جرمنی کا سوشل ڈیموکریٹ۔ ۱۹۰۵ء سے ۱۹۱۳ء تک جرمنی کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کے بائیں بازو کے ترجمان اخبار «Leipziger Volkszeitung» کا مدیر۔ پہلی عالمی جنگ کے شروع ھی میں سماجی جارحانہ قوم پرستی کا راستہ اختیار کیا۔ صفحہ ۱۶۲

لینن، ولادیمیر ایلیچ (اصلی نام اولیانوف، ولادیمیر ایلیچ) (۱۹۲۴ء — ۱۸۷۰ء)۔ صفحات ۸۲، ۸۳، ۸۵، ۸۷

لیوتسکی، و۔ (زیدرباؤم، ولادیمیر اوسی‌پوویچ) سال پیدائش ۱۸۸۳ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویک۔ روس میں ۱۹۰۵ — ۷ء کے انقلاب کی ناکامی کے بعد انسداد پرستوں کا ایک لیڈر۔ پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں سماجی جارحانہ قوم‌پرست۔ صفحات ۶۱، ۶۲، ۷۲، ۸۰

مارتوف، ل (زیدرباؤم، یولئی اوسی‌بوویچ) (۱۸۷۳ء — ۱۹۲۳ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، مینشویزم کا ایک رہنما۔ ۱۹۰۵ء — ۷ کے انقلاب کی ناکامی کے بعد وہ اخبار ''گولوس سوتسیال دیموکراتا،، کا انسدادپرست مدیر تھا۔ پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں بین‌الاقوامیت کی پوزیشن اختیار کی۔ فروری ۱۹۱۷ء کے بورژوا جمہوری انقلاب کے بعد وہ مینشویک بین‌الاقوامیت پسندوں کا لیڈر رہا۔ اکتوبر اشتراکی انقلاب کے بعد اس نے سوویت اقتدار کی مخالفت کی۔ صفحات ۶۲، ۶۹، ۷۰، ۷۳، ۸۰، ۸۱، ۱۲۰، ۱۳۰، ۱۰۰، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۷۶ — ۱۷۹

مارتینوف، ا (پیکر الیکساندر ساموئلوویچ) (۱۸۶۰ — ۱۹۳۵ء) — ''اکونومزم،، کا ایک لیڈر اور مینشویزم کا نمایاں کارکن جو بعد میں مینشویزم سے ہٹ گیا۔ صفحات ۸۰، ۱۳۸

مارکس (Marx)، کارل (۱۸۱۸ء — ۱۸۸۳ء) — سائنسی کمیونزم کے بانی، ممتاز مفکر، بین‌الاقوامی پرولیتاریہ کے لیڈر اور معلم۔ صفحات ۶ — ۱۲، ۲۱ — ۳۱، ۳۳، ۴۰ — ۵۰، ۸۹، ۹۱، ۹۴، ۱۰۶، ۱۴۶، ۱۵۴، ۱۶۰، ۱۶۲، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۸۰، ۱۸۷ — ۱۸۹

ماسلوف، پیوتر پاولوویچ (۱۸۶۷ء — ۱۹۴۶ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ اور مینشویک، انسداد پرست۔ زرعی مسئلے پر کئی کتابیں لکھیں۔ پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں سماجی جارحانہ قوم‌پرستی کا رویہ اختیار کیا۔ صفحات ۲۳، ۱۱۵، ۱۲۰

مان (Mann)، ٹوم (۱۸۵۶ء — ۱۹۴۱ء) — برطانوی مزدور تحریک کا ایک رہنما، برطانوی انڈپنڈنٹ مزدور پارٹی کا ایک بانی۔ پہلی عالمی جنگ میں بین‌الاقوامیت پسند تھا۔ برطانوی کمیونسٹ پارٹی جب قائم ہوئی اسی وقت سے اس کا رکن۔ صفحہ ۱۶۱

مانیرھیئم (Mannerheim) ، کارل گستاف (۱۹۰۱ ء — ۱۸٦۷ ء) — فنلینڈ کا ایک رجعت پرست سیاست‌دان۔ ۱۹۱۸ ء میں فنلینڈ کی اس انقلاب دشمن فوج کی کمان اس کے ھاتھ میں تھی جس نے وھاں انقلاب کا گلا گھونٹا۔ صفحات ۱۷۵ ، ۱۷٦ ۱۷۷

موست (Most) ، جوھن جوسیف (۱۹۰٦ ء — ۱۸۴٦ ء) — جرمنی کا ایک سوشل ڈیموکریٹ جو بعد میں نراجی ھوگیا۔ صفحہ ۵٦

مونیٹر (Monitor) ، — اس فرضی نام سے جرمنی کے ایک موقع‌پرست سوشل ڈیموکریٹ نے اپریل ۱۹۱۵ ء میں اپنا مضمون قدامت پرست اخبار «Preupische Jahrbücher» میں شائع کیا۔ اس میں مصنف نے سوشل ڈیموکریسی کو مرکزیت کی راہ اختیار کرنے کا مشورہ دیا جو موقع پرستوں اور بورژوازی کے لئے بہت مناسب تھی اور جس سے موقع‌پرستوں کو بورژوازی کے ساتھ اپنے طبقاتی تعاون کی پالیسی ” بائیں بازو “ کے نعروں کا پردہ ڈالنے کا موقع ملتا تھا۔ صفحات ۱۴۴ ، ۱۴۵

میرنگ (Mehring) ، فرنس (۱۹۱۹ ء — ۱۸۴٦ ء) — جرمنی کی مزدور تحریک کا ممتاز کارکن ، جرمن سوشل ڈیموکریسی کے بائیں‌بازو کا ایک لیڈر اور نظریہ‌دان۔ انٹرنیشنل کی مستقل حمایت کرتا رھا اور اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کا خیرمقدم کیا۔ انقلابی ” اسپارٹاک یونین “ کا ایک رھنما تھا اور جرمنی کی کمیونسٹ پارٹی کے قیام میں نمایاں رول ادا کیا۔ صفحات ۱۲۰ ، ۱۲۱ ، ۱۲۹

میکڈانلڈ (MacDonald) ، جیمس ریمزے (۱۹۳۷ ء — ۱۸٦٦ ء) — برطانوی سیاست‌داں ، انڈپنڈنٹ مزدور پارٹی اور لیبر پارٹی کے بانیوں اور لیڈروں میں سے تھا۔ طبقاتی تعاون کی انتہائی موقع‌پرست سیاست پر عمل‌پیرا رھا۔ پہلی عالمی سامراجی جنگ کی ابتدا میں مجہول امن‌پسند پوزیشن اختیار کیا ، پھر سامراجی بورژوازی کی کھلم‌کھلا حمایت کرنے لگا۔ صفحات ۱۱۹ ، ۱۷۴ ، ۱۸۱

سیلیوکوف، پاویل نکولائی ویچ (۱۹۴۳ء — ۱۸۵۹ء) — کیڈیٹوں کی پارٹی کا لیڈر، روسی مؤرخ اور جرنلسٹ۔ ۱۹۱۷ء میں بورژوا عارضی حکومت میں وزیراعظم تھا۔ اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد جلاوطنی میں سوویت روس کے خلاف مداخلت منظم کرنےوالوں اور سفید محافظوں کی صفوں میں سرگرمی سے کام کیا۔ صفحہ ۱۳۷

میولبرگیر (Mülberger)، آرتھر (۱۹۰۷ء — ۱۸۳۷ء) — جرمن پیٹی بورژوا صحافی۔ فرانس اور جرمنی میں سماجی خیالات کی تاریخ کے بارے میں اس کی کئی تصانیف ھیں۔ اس نے مارکس‌ازم پر نکتہ‌چینی کی۔ صفحہ ۳۱

— ن —

ن۔ ل۔ (ن۔ لینن)۔ دیکھئے لینن، ولادیمیر ایلیچ۔

ناؤمان (Nauman) فریڈرخ (۱۹۱۹ء — ۱۸۶۰ء) — جرمنی کا ایک رجعت پرست سیاستداں، مصنف۔ پہلی عالمی جنگ میں سامراجی رویہ اختیار کیا اور ”یورپ‌وسطی،، کی تجویز کی جس کا سربراہ جرمنی ھو۔ دراصل اس تجویز کا مقصد مرکزی یورپ کے ملکوں پر قبضہ کرنا تھا۔ صفحہ ۳۷

نکولائی دوئم (Nikolai II Romanov) (۱۹۱۸ء — ۱۸۶۸ء) — روس کا آخری شہنشاہ (۱۸۹۴ء سے ۱۹۱۷ء تک)۔ صفحات ۱۱۲، ۱۷۲

نوسکے (Noske)، گوستاف (۱۹۴۶ء — ۱۸۶۸ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا ایک موقع‌پرست لیڈر، پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں سماجی جارحانہ قوم‌پرست رہا۔ برلن کے مزدوروں کے تشدد اور کارل لیبکنیخت اور روزا لکسمبرگ کے قتل کا منظم کرنےوالا تھا۔ صفحہ ۱۷۲

وارسکی (ورشافسکی)، اڈولف (۱۹۳۷ء — ۱۸۶۸ء) — پولینڈ کی انقلابی تحریک کا ایک نمایاں رهنما، روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی چوتھی (اتحادی) کانگریس کا مندوب، پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا رکن۔ پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں بین‌الاقوامیت پسند تھا۔ صفحه ۸۷

وارونین، سیمیون الیکساندروویچ (۱۹۱۵ء — ۱۸۸۰ء) — روسی سوشل ڈیموکریٹ، تیسری ریاستی دوما میں سوشل ڈیموکریٹوں کے گروپ کا رکن، بالشویکوں کا ساتھ دیتا تھا۔ صفحه ۸۷

والیان (Vaillant)، ایڈورڈ ماری (۱۹۱۵ء — ۱۸۴۰ء) — فرانسیسی سوشلسٹ، پہلی انٹرنیشنل کی جنرل کونسل کا ممبر تھا اور بعد میں دوسری انٹرنیشنل کے رهنماؤں میں سے ایک۔ فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی کے قیام (۱۹۰۱ء) کی تحریک کرنےوالوں میں سے تھا۔ ۱۹۰۵ء میں سوشلسٹ پارٹی کے اصلاح پسند فرانسیسی سوشلسٹ پارٹی سے مل‌جانے کے بعد والیان نے اهم‌ترین مسائل پر موقع‌پرست پوزیشن اختیار کی صفحات ۱۱۹، ۱۲۰

وان کول (Van Cole)، هنرخ (۱۹۲۵ء — ۱۸۵۱ء) — هالینڈ کی سوشل ڈیموکریٹک پارٹی کا بانی اور رهنما (۱۸۹۴ء)، اصلاح‌پسند اور موقع پرست۔ صفحات ۳۲، ۳۳، ۳۶

وانڈرویلڈے (Vandervelde)، ایمیل (۱۹۳۸ء — ۱۸۶۶ء) — بلجیم کی مزدور پارٹی کا رهنما، دوسری انٹرنیشنل کے بین‌الاقوامی اشتراکی بیورو کا صدر، موقع پرست۔ پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں سماجی جارحانہ قوم‌پرست، بورژوا حکومت کے رکن کی حیثیت سے کئی وزارتی عهدوں پر مامور رها۔ صفحات ۴۸، ۱۳۲، ۱۳۶، ۱۴۸، ۱۸۱، ۱۸۲

وائینوف۔ ملاحظه هو لوناچارسکی۔

ولہلم دوئم (ہوہین زولرن) (۱۹۴۱ ء — ۱۸۵۹ ء) — جرمن شہنشاہ اور پروشیا کا بادشاہ (۱۹۱۸ ء — ۱۸۸۸ ء) ۔ صفحات ۱۰۹ ، ۱۳۶

وورم (Vurm) ، ایمانویل (۱۹۲۰ ء — ۱۸۵۷ ء) — جرمن سوشل ڈیموکریٹ ، رائخ‌ستاگ کا ممبر ۔ پہلی عالمی جنگ میں مرکزیت پرست ۔ صفحہ ۱۳۵

ووئی‌لوشنیکوف ، اویف اندریانوویچ (۱۹۳۰ ء — ۱۸۷۷ ء) — تیسری ریاستی دوما میں سوشل ڈیموکریٹک گروپ کا رکن ، بالشویکوں کا حامی ۔ صفحہ ۸۷

ویب (Webbs) سڈنی (۱۹۴۷ ء — ۱۸۵۹ ء) اور بیاٹریس (۱۸۵۸ء — ۱۹۴۳ ء) — مشہور انگریز سماجی کارکن ۔ انھوں نے فیبئن سوسائٹی کی بنیاد ڈالی اور انگلستان کی مزدور تحریک کی تاریخ و نظرئے پر مشترکہ کئی کتابیں لکھیں ۔ پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں سماجی جارحانہ قوم‌پرست تھے ۔ صفحات ۱۳۳ ، ۱۳۷ ، ۱۶۳

— ہ —

ہاپسبرگ (Habsburgs) — ۱۲۷۳ ء سے ۱۸۰۶ ء تک (وقفوں کے ساتھ) نام نہاد مقدس سلطنت‌رومی کے بادشاہوں کا سلسلہٴ سلاطین ، (۱۸۰۴ ء سے) آسٹریا کے شہنشاہ اور (۱۸٦۷ ء سے ۱۹۱۸ ء تک) آسٹریا ہنگری سلطنت کے شہنشاہ ۔ صفحہ ۲۴

ہارڈی (Hardy) ، جیمس کیئر (۱۹۱۵ ء — ۱۸۵٦ ء) — برطانوی مزدور تحریک کا ایک رکن ، اصلاح پسند ۔ آزاد مزدور پارٹی کا ایک رہنما اور لیبر پارٹی کا بانی ۔ پہلی عالمی جنگ کے شروع میں مرکزیت کا رویہ اختیار کیا لیکن بعد میں سماجی جارحانہ قوم‌پرست بن گیا ۔ صفحہ ۱۱۹

هاسے (Hasse)، گوگو (۱۹۱۹ء — ۱۸۶۳ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی کا ایک رہنما، ۱۹۱۲ء سے رائخ ستاگ میں سوشل ڈیموکریٹک گروپ کا صدر۔ پہلی عالمی جنگ میں مرکزیت پرست۔ صفحہ ۱۳۲

ہاؤپتمان (Hauptmann)، گیرہارڈ (۱۹۴۶ء — ۱۸۶۲ء) — جرمن ڈرامہ نویس۔ اپنے ایک ڈرامے ''بنکروں'' میں پرولیتاریہ کی حالت‌زار کا نقشہ کھینچا ہے جنھیں سرمایہ‌داری اوٹتی کھسوٹتی ہے۔ صفحہ ۶

ہائنڈمان (Hyndman)، ہنری میئرس (۱۹۲۱ء — ۱۸۴۲ء) — برطانوی سوشلسٹ اور اصلاح پسند، بین الاقوامی اشتراکی بیورو کا ممبر۔ صفحات ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۴۳، ۱۴۸، ۱۶۷، ۱۶۹

ہوبسن (Gobson) جون آٹکنسن (۱۹۴۰ء — ۱۸۵۸ء)۔ برطانوی ماہرمعاشیات، اصلاح‌پسند، امن کا مجہول پیرو۔ متعدد کتابوں کا مصنف: ''غربت کے مسائل'' (۱۸۹۱ء)، ''جدید سرمایہ‌داری کا ارتقا'' (۱۸۹۴ء)، ''سامراج'' (۱۹۰۲ء) وغیرہ۔ صفحات ۱۰۰، ۱۵۶، ۱۵۸

ہوخبرگ (Höchberg)، کارل (۱۸۸۵ء — ۱۸۵۳ء) — جرمنی کا دائیں‌بازو کا سوشل ڈیموکریٹ۔ جب جرمنی میں اشتراکیوں کے خلاف ہنگامی قانون نافذ کیا گیا تو اس نے پارٹی کے انقلابی طریقۂ کار کی مخالفت کی اور بورژوازی کے ساتھ متحد ہونے اور پرولیتاریہ کے مفادات کو بورژوازی کے مفادات کے تابع کرنے کا مطالبہ کیا۔ صفحہ ۱۰۶

ہوہین زولرن (Hohenzollern)، جرمن بادشاہوں کا سلسلہ (۱۸۷۱ء — ۱۹۱۸ء)۔ صفحہ ۲۴

ہیگل (Hegel)، گیورگ ولہلم فریڈرخ (۱۸۳۱ء — ۱۷۷۰ء) — عظیم جرمن فلسفی، خارجی عینیت‌پسند، جرمن بورژوازی کا نظریہ‌داں۔ ہیگل کا تاریخی کارنامہ یہ ہے کہ اس نے جدلیات کو گہرائی اور وسعت کے ساتھ عروج تک پہنچایا جو بعد

میں جدلی مادیت کا ایک نظریاتی سرچشمہ بن گیا۔ صفحات ۴۱ ، ۴۳

ہیلفرڈینگ (Gilferding) ، روڈولف (۱۹۴۱ ء — ۱۸۷۷ ء) — جرمن سوشل ڈیموکریسی اور دوسری انٹرنیشنل کا ایک رہنما ، پہلی عالمی جنگ کے زمانے میں مرکزیت پرست تھا۔ جنگ کے بعد اس نے اپنے آپ کو ''منظم سرمایہ‌داری،، کے نظریے کے بانی کی حیثیت سے مشہور کیا ، دراصل وہ ریاستی اجارہ‌دارانہ سرمایہ‌داری کا حمایتی تھا۔ صفحات ۱۵۵ ، ۱۵۹ ، ۱۸۱

ہینڈرسن (Henderson) ، آرتھر (۱۹۳۵ ء — ۱۸۶۳ ء) — برطانوی سیاسی کارکن ، لیبر پارٹی اور ٹریڈیونینوں کا دائیں بازو کا لیڈر ، سماجی جارحانہ قوم‌پرست۔ ۱۹۱۵ ء سے ۱۹۳۱ ء تک وہ کئی بار برطانوی حکومت کا وزیر رہا۔ صفحہ ۱۶۷

ہیوسمان (Huysmans) ، کامیل (۱۹٦۸ ء — ۱۸۷۱ ء) — بلجیم کی مزدور تحریک کا ایک کارکن ، ۱۹ — ۱۹۰۴ ء میں دوسری انٹرنیشنل کے بین‌الاقوامی اشتراکی بیورو کا سکریٹری تھا اور مرکزیت‌پرست پوزیشن اختیار کی۔ وہ متواتر بلجیم کی حکومت میں شامل رہا۔ صفحہ ۱۸۱

ہیلز (Halles) ، جان (سال پیدائش ۱۸۳۹ ء) — برطانوی ٹریڈیونین تحریک کا ایک رہنما۔ پہلی انٹرنیشنل کی جنرل کونسل کا ۷۲ — ۱۸٦٦ ء میں ممبر اور مئی ۱۸۷۱ ء اور جولائی ۱۸۷۲ ء میں اس کا سکریٹری ۔ مارکس اور اینگلس کی تعلیمات کا مخالف۔ صفحہ ۱٦۰

— ی —

یودینچ ، نکولائی نکولائی‌ویچ (۱۹۳۳ ء — ۱۸٦۲ ء) — زار کی فوج کا جنرل ، اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کے بعد شمال مغربی روس میں سفید محافظوں کی فوجوں کی قیادت کی۔ ۱۹۱۹ ء میں پیٹروگراد پر قبضہ کرنے کی دو ناکام کوششیں کیں۔ نومبر ۱۹۱۹ ء میں سرخ فوج سے شکست کھا کر ایستونیا بھاگ گیا۔ صفحہ ۱۹۱

پڑھنے والوں سے

دارالاشاعت ترقی آپ کا بہت شکرگذار ہوگا اگر آپ ہمیں اس کتاب کے ترجمے، ڈیزائن اور طباعت کے بارے میں اپنی رائے لکھیں۔ اس کے علاوہ اگر آپ کوئی اور مشورہ دے سکیں تو ہم آپ کے بہت ممنون ہوں گے۔

ہمارا پتہ: زوبوفسکی بلوار، نمبر ۲۱، ماسکو، سوویت یونین
21, Zubovsky Boulevard, Moscow, USSR